



میں نے اپنے عزیز ترین دوستوں کو بھی اس کتاب کو پیش کیا ہے  
 جلد اول

# سبع مشانی

— (یعنی) —

فصلی حسن جناب نے اسلامیت علی صاحب دہسیر طائفہ کے ۱۴۲۱ھ میں تنظیم در صحیح ترین شیون کا مجموعہ

— (مصدقہ) —

فخر المذہب تادالنا عزیز اب کا حضرت سید محمد رفیع صاحب قلم مرحوم جناب مرحوم صاحب طہر صاحب طہر صاحب طہر

— (مرتبہ) —

مراجہ الامم کثیر جناب سید سید حسین صاحب جمہور رضوی لکھنوی ارشد تلامذہ حضرت شافعی صاحب غفور علی نقی

حسب ما رشتہ منہم متعارف ایک سببی سخاوت لکھنؤ

— (اب تمام حق الہیاد محمد جواد اکٹ مہتمم طبع) —

نظامی پریس کوٹریہ اسٹیٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت ۱۲ روپے	قیمت ۱۲ روپے	قیمت ۱۲ روپے	قیمت ۱۲ روپے
قیمت ۱۲ روپے	قیمت ۱۲ روپے	قیمت ۱۲ روپے	قیمت ۱۲ روپے

پیشکش کنندہ: محمد رفیع صاحب قلم مرحوم جناب مرحوم صاحب طہر صاحب طہر صاحب طہر



اعلیٰ حضرت سر ہادیئیس ذواب - پیر فضل علیخان  
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بیگن پانی

الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم آساز الاساتذہ حضرت رفیع مظلمہ اہالی

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

مداح امام الکونین غرینریہ سیسہ سر نزار حسین صاحب خیر سلمہ اللہ التقدير  
شاگرد رشید والد علام حضرت اوج طالب شراہ و خاکسار سجدان رفیع کا  
مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور حسن قبول  
مداح آل رسول بندہ درگاہ پنجتن خدائے سخن ادستاد نے لطیفہ حمد امجد  
جناب مرزا سلامت علی صاحب دہر اعلیٰ اللہ مقامہ کیے اور مشہور مرثیہ کی یہ  
اصل سبتہ دبیری سے کر دی جائی جس پر اہل مطبع کی نیے پروائی اجاب کی در پر  
کار و دای دبیر ہمہ وان دکتہ سنج کی نیے نیازی کلام دبیر کی مکتہ نوازی اور  
قبول عام کی قدر افزائی کے یاتون بڑے بڑے سستم ہو گئے الحمد للہ کہ اب چودہ  
مرثیہ کی ایک جلد شائع ہو رہی ہے اصل مرثیوں جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہیں  
یہ مقابلہ کرتے وقت قیامت نظر آئی مصرعون اور بیتوں کا ذکر کیا بندہ  
الحاقی اکثر عمدہ بندہ دار و کہین تحریف کہین تحفیف سلسلہ کی زخیر شکستہ  
کہین کچم کہین کچم جا بجا الفاظ میں بہار اور خزانہ کافرق جہانک فلک ہوا اصل  
مرثیوں نے تصحیح کر کے ایک جلد مشیت نمونہ از خروار سے اہل نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہے  
خلاق سخن آفرین اسکی طبع میں کوشش اور توجہ کرنیوالوں کو جزائے جزدیے اگر  
قلوب مومنین پر سعی خیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے ہی خیر کا بتوں نے  
خوب خوب اصلاح کی ہے اسطرح صحیح حالت میں طبع ہو کر لذت افزائی اہل ذوق ہوئے

حرفہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء

خاکسار  
محمد طاہر رفیع



## فہرست مرانی مطبوعہ سابع مثانی جلد اول

نمبر مرتبہ	مطلع	تعداد صفحات	مختصر کیفیت
۱	کونے میں بہار آئی جو گلگشت چین کو	۱۴۴	۱ مضامین بہار و انکی اردینہ حال حضرت مسلم شہادت
۲	جب ماہ نے نوافل شب کو ادا کیا	۱۸۹	۳۷ مناظر صبح توتیب فوج و حال حضرت حرر
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۲۳۰	۸۵ حال حضرت عون و محمد
۴	لے صبح کیا ہوا جو تراجیب چاک ہے	۱۱۲	۱۴۳ حال دربار شام و جنگ حضرت قاسم زبانی شہر (یہ مرتبہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سیفی کا نمونہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳	۱۷۱ حال حضرت ابو الفضل العباس
۶	لے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل	۱۳۲	۲۱۳ حال حضرت علی اکبر
۷	آدم کا داورس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴	۲۴۷ حال سید الشہداء
۸	سرتاج کائنات حسن اور حسین ہیں	۱۳۳	۲۸۹ حال سید الشہداء
۹	یار بچھے مرقع خلدیریں دکھا	۱۲۹	۳۲۳ اشتیاق زیارت حال سید الشہداء دوایت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۱۳۱	۳۵۷ حال سید الشہداء
۱۱	کوہ زمیم پر جو غلی کا گذر ہوا	۸۵	۳۹۱ حال سید الشہداء
۱۲	جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے	۵۸	۴۱۳ حال شیریں دیر شیریں سے قبل کئی عظیم نہیں طبع ہوا تھا
۱۳	سر سبز ہوا ریاض اس سجدیان کا	۱۱۵	۴۲۹ حال ہند
۱۴	سبز نشین انجمن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰	۴۵۹ روایت خورشید باز و واقعہ دفن سر سید الشہداء

بسمِ جان

کیستے فضل علی اندھان ہمتے تو روزِ فزونِ یادشان ہمتے والا تو  
 آمدہ مفتاحِ عقل مقصدِ ایمانے تو شکرِ نعمتہا تو چاندِ نعمتے ہا تو  
 تقدیرِ استراچند کہ تفصیل سے

میں اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحبِ شوکت  
 و شمت شیدائے رسول و آل رسول والا خطبہ  
 ہنسہائیں نواب فیض علی خان صاحبِ بہادر خلد اللہ ملکہ  
 والی ریاست الیہ بیگن پٹی کے نام نامی سے  
 بنظرِ قدر افزائی معنون کرتا ہوں۔

گر قبول افتد ہے عز و شرف

وابستہ دامنِ دولت

فقیرِ خمیر

# خطلمی خنامی باسلامت می دیرم عکس

بوی خنجر در نشان می نشیند  
دی در شام بی غلجی می خورند  
آه جبروت کی کوی کی می آید  
بوی کبود شاه کاسر می آید

آقا کیا قیامت کا نظر می آید

نهانیا که در کرم کا دست  
نیز تو که از آه خدای می آید

منه دینی بی سلسله ساز می آید  
بی الیه که در نصب می آید

نکه مهیاغ نبوت کا شمر می آید

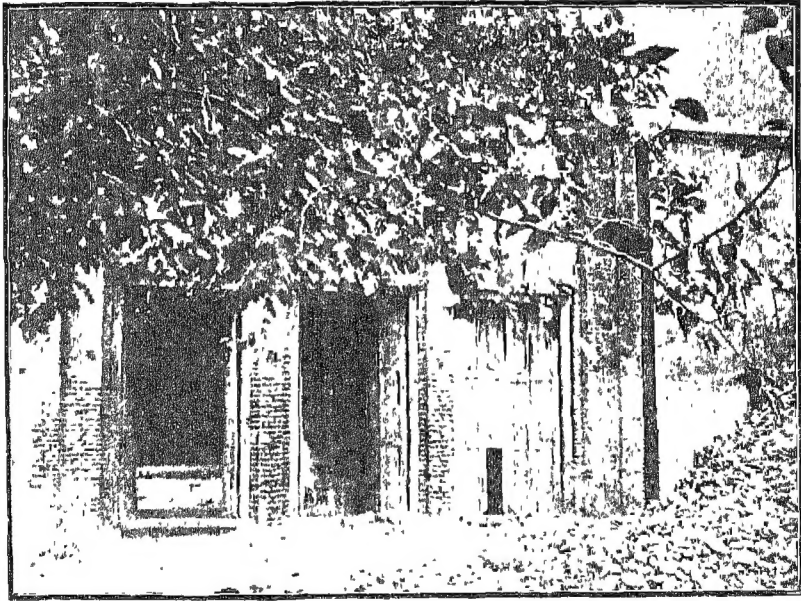
و بی کلوخان غنچه می آید  
خانی نس کرانکشا می آید  
کچی میوه میوه میوه می آید  
گرم خنجر میوه میوه می آید

کیا خود شیدنی تا شام سفر می آید

جنگی عکس میوه میوه می آید  
خاندن میوه میوه میوه می آید

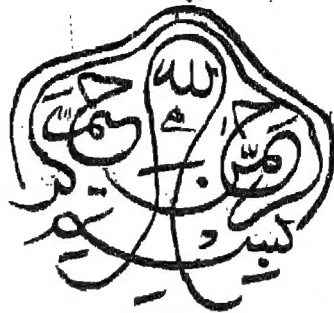
ده کنگر میوه میوه میوه می آید  
کچن کنگر میوه میوه میوه می آید

جانه باقی میوه میوه میوه می آید



مقبرہ شکستہ خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلیٰ الدہقانہ





۷۸۱۲

۸۹۱۵۲۳۱

۱۲۰

۱۲۰

1980-08-19

## تمبید از خیر

19 AUG 1980

جہان تک مجھے یاد ہے میں بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دجیر علیہ السلام مقامہ کے کلام کا شغلی تھا اس پر طرہ یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین ریسرٹ شاعر بنے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب افروز کو استاد مرقدہ ساشیفیق و جامع استاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہین سے کہین جا پہنچا برسوں جناب مرحوم کی آستانہ بوسی کی۔ اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق دانگیہ دل ہوا۔ ابتدا ابتدا میں سلام کہتا استاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجلس میرے فذد رہتوں کو جواہر پارہ بناتے روز بروز وصلہ بڑھتا۔ کچھ دن بعد مرزا دجیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیہ بر سر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیہ کسی مطبوعہ جلد مرزا صاحب سے نقل کرتا اور استاد معذور کو ملتا لیتا۔ جناب مہروران مرثیوں کو کبھی انہی یاد سے درست دیا کرتے کبھی اصل مرثیہ سے مقابلہ کر کے تصحیح فرما دیتے۔

استاد مرحوم اکثر ان مرثیوں کی تصحیح کے وقت فرماتے: "جیتے حضرت مرحوم کے کلام پر اہل طابع نے بڑا ظلم کیا" برسوں یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی اور سمجھ میں آتی کیونکہ اتنا شعور ہی کہاں تھا کہ ربط و بے ربطی میں امتیاز کر سکتا محاسن و معائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سن لیتا۔

ایک زمانہ کے بعد قندار دو نظر سے گزری یہ کتاب انٹرنس کے نصاب میں داخل تھی اس میں چند بند مرزا دجیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہیں صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہی لکے ہو کر دینے کے لیے کافی ہے: "راکب کا جگر حیر کے مرکب نکل آیا" اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس بند میں اجل کا قافیہ کر رہا تھا مصرع: "نکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے" میں نے مولانا جلال الدین صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہیں اور ان کا مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض انکی کسی مطبوعہ جلد میں ملے بھی ہیں تو دجیر جیسے اکمل روزگار سے

ایسے مہلات کا منسوب کرنا کہاں تک جائز ہے جبکہ جواب میں مولانا نے موصوف نے تحریر فرمایا کہ دوسری اشاعت میں یہ بند خارج کر دیے جائیں گے۔

یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب میں داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جبکہ پڑھ کر استاد شاگرد دونوں غلط فہمی میں پڑیں اور ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیر کے جو مرقعے اس جلد میں طبع کیے گئے ہیں اس قابل ہیں کہ اعلیٰ جماعتوں کے نصاب میں داخل کیے جائیں شاید منہ دوستانی یونیورسٹی ان عمداً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت شہر یار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کر کے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیرِ بارِ منت کر لیا ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت میں منہمک ہے۔ یہاں اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مرزا دبیر مرحوم کے مرثیوں سے منتخب نہ کسی نصاب کے واسطے درکار ہوں تو حیات دبیر جلد اول۔ التیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے گورنر میں ایک اردو کتاب داخل تھی اس میں ایک دو بند مرزا دبیر کے ایک ابتدائی پُرانے مرثیے سے لیے گئے ہیں یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزا کے مرحوم نے ۱۳-۱۴ برس کی عمر میں تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ تفسر العلماء مولانا سید امداد امام صاحب لقا نے علامہ اعجاز الحق میں لکھ دیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے بے لفظ بزرگ نے انتخاب کیے ہیں وہ اچھے ہی ہوں گے امد مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بہر کیف قنداردین و باندہ کہ مرزا نے مرزا پر مرحوم کے کلام کی بیسوں جلدیں فراہم کیں۔ وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتا اور جہاں رہ جاتا ایسے کہ اگرچہ قندار و دوائے وہ بند تو کہیں نظر نہ آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب مصرعے عجیب تہنیں نظر آتیں جو ویسی ہی بلکہ ان سے کہیں بالاتر ہیں کہیں کاتب کی اصلاح سے شعر بیوقوفی کہیں الحاق سے مرثیہ رونق گذار اکثر بند دو دو چار چار مرثیوں میں مشترک۔ مثلاً دفترِ اتم کی چھٹی جلد اس میں یہ مرثیہ طبع ہوا ہے۔ "منا ہے مرزا مرح کو حیدر کی ثنا سے" تو یہ بند کے بعد سے جتنے بند ہیں وہ دوسرے مرثیہ (مطلع) اے مومنو کیا رتبہ ماہ رمضان ہے "میں اُنشتینوں تبار کے بدظم ہیں۔ اسی جلد کے تیسرے مرثیہ (مطلع) "فرزند علی بروج امامت کا قمر ہے" میں بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہیں قریب قریب

لے ایک کاتب نے یہ مصرعہ "گاد زمین و شیر فلک مل کے دو ہوئے" ایک قلمی مرثیہ میں یوں لکھ دیا تھا "گادین میں شیر فلک مل کے دو ہوئے" اگر یاد ہو تو اس مصرع کو دنیا میں کون صحیح کر سکتا ہے۔ حقیر خیر ۱۲

یہی عالم ہر مرنیہ کا ہے دیر مغفور کا ایک مشہور مرنیہ "کوہ رقم پر جو علیؑ کا گز رہوا" اکثر بندہ جو اس مرنیہ کے اقل میں ہیں وہی آخرین اول میں ایک مطلع بھی لگا ہوا ہے "اے ستر حسین بنی اوج آج دے" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبوں نے اجرت کتابت بڑھانے کے واسطے یہ بند مکر لکھ دیے اور صاحبان طبع نے کچھ اعتنائہ کی بعض مختصر مرنیہ طولانی اور طولانی مرنیہ مختصر نظر آتے ہیں۔ کسی مرنیہ میں خود مرزا و پیر کے کسی دوسرے مرنیہ سے پیوند دیا گیا ہے کسی میں ان کے کسی شاگرد یا کسی اور مرنیہ گو کے بند جو نوٹ کئے گئے ہیں بعض مرنیہ ایسے بھی ملے جنکے بند بالکل غیر مربوط ہیں۔ عجیب ترین کہ چند آدمیوں نے مل کر یہ مرنیہ مجلسین میں نقل کیے ہیں اور اپنی رائے کے موافق کُل مرنیہ ترکیب دے لیا ہو جو مصرعے یا بند چھوٹ گئے تو تصنیف کے مرنیہ مکمل کر لیا اور کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر لیا۔ کیونکہ مرزا و پیر کے کلام کی اس زمانے میں وہ قدر تھی کہ دوسروں کے مرنیہ ان کا تخلص ڈال کر ہزار دو ہزار روپیہ لے کر اُمر اور دوسا کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے۔ اکثر مطبوعہ مرنیہ ایسے بھی ملے جن میں دُل دُل بیت بیت بند ندارد اور مرنیہ بے ربط انکی بھی دہی صورت ہوئی ہو تو عجیب ترین کہ مصنف نے ہر بنائے اختصار چند بند اول سے یا درمیان سے چھوڑ کر کچھ کلمات غریبان کر کے تھوڑا بہت مرنیہ پڑھ دیا وہ مرنیہ اُسی طرح محاسن میں نقل ہو گیا جیسے اہل طبع نے اُسی طرح چھاپ دیا۔

الحاصل مرنیوں کا یہ حال دیکھ کر مدت سے خیال تھا کہ مرزا مرحوم کا کُل کلام اصل سے مقابلہ ہونے کے بعد صحت کے ساتھ طبع ہو لیکن اس اعظیم کے واسطے سرمایہ وقت اور قابلیت کی ضرورت تھی ایک آدمی کے بس کا یہ کام نہیں۔ میں نے اُستاد مرحوم اور پھر اُستاد ذی حضرت رفیع مظلما العالی سے بار بار عرض کیا کہ دفتر اقام کی بیسیوں جلدوں کی تصحیح اصل کلام سے ہونا چاہیے لیکن ان حضرات نے بعض اس بنا پر سگوت اختیار فرمایا کہ یہ کام بیسوں میں بھی سرانجام کو پہنچنا نظر نہ آتا تھا پھر ہر مرنیہ کی اصل بھی موجود ہونا ضروریات سے تھی۔ ان اُستاد مرحوم نے چند مرنیہ جو میرے پڑھنے کے تھے اصل سب سے مقابلہ کر کے درست فرما دیے تھے جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

ادھر میرے خاص دوست سید علی احسن صاحب مرحوم (بی اے علیگ) رئیس تیوڑ ضلع مظفرنگر نے اور میں نے یہ تصدیق کیا کہ مرزا و پیر مرحوم کے مرنیوں سے ایک مسلسل نظم دو ڈھائی ہزار بند کی مرنیہ بنانا چاہیے۔

سید علی احسن مرحوم بہت علم دوست تھے مرحوم کی زیر اُدارت ایک اہواراوی رسالہ "السخیہ" بھی جاری ہوا تھا۔ میرے بچے دوست تھے (فوسس مرحوم) ۸ مارچ رمضان ۱۳۳۷ کو بعد افطار میرے یہاں سے جا رہے تھے کہ موٹر سے تصادم ہوا اور اسی طعنہ ضرب آئی کہ چند گھنٹے میں وہی ملک بچا ہوا اگر مرحوم زندہ ہوتے تو اس جلد کی اشاعت و طباعت میں کچھ زیادہ دجست نہ ہوتی حقیر خبیر ۱۲



حسین امام حسین علیہ السلام انصاری اور اہلبیت اطہار کے مدینہ سے کربلا تک کے سفر کا مفصل حال ہو۔  
واقعات کربلا کی تصویر بھی ہوا اور اسیران اہلبیت کے واپس شام تک جانے زندان شام میں قید رہنے اور مدینہ  
میں واپسی تک کے واقعات کا مرتع کھینچا گیا ہو۔ اس غرض سے قریب قریب کل مرثیے پڑھنے کا اتفاق ہوا  
اور آخر بحرہرج کے مرثیوں سے انتخاب شروع کیا۔ انتخاب کرتے وقت بھر یہ خیال آیا کہ اس طرح محض انتخابات  
کی بنا پر ایک ہی بحر کے مرثیوں کے انتخاب میں بہت سے اچھے اچھے مرثیے رہ جائیں گے کیونکہ اکثر  
ایک ہی واقعہ ایک مرثیہ میں معمولی طور پر نظم ہوتا ہے اور وہی دوسرے مرثیے میں جسکی بجا دہوتی ہے  
اُس سے بہتر طریقہ پر کہا جاتا ہے مثلاً میر تقی میر مرحوم کے یہی دو مصرع "تھابیل خوش گو کہ چہکھا چہ چہن  
اور بلبیل چہک رہا تھا ریاض رسول میں" صرف بحر کے تغیر سے مختلف مراتب فصاحت و دلربائی پر مبنی ہیں لہذا  
اب صورت انتخاب یہی ملے پائی کہ فی الحال چودہ مرثیے منتخب کیے جائیں اور ان مرثیوں کی تصحیح پڑانے  
پڑانے مرثیوں سے کی جائے۔ چنانچہ استاد ذی جناب فیض مظللہ العالی مخدومی جناب میر فرست حسین صاحب فرست  
مصنف ماہ کامل و تصویر فارمیس زید پور ارشد کلامہ حضرت آج مغفور عالیجناب میر افضل حسین صاحب  
ثابت رضوی لکھنوی مولف حیات دہیر وکیل کوٹہ (راجپوتانہ) وغیرہم سے مشورہ کر کے چودہ مرثیے جو ان جلیل  
شامل ہیں منتخب کیے گئے جناب ثابت نے مرزا دہیر مرحوم کا کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی عنایت فرمایا۔ اب ہر مرثیہ  
کی متعدد نقلیں کی گئیں اور ملک کے مختلف حصوں میں جہان جہان تجو یہ خبر ملی کہ کسی کے پاس مرزائے  
مرحوم کا کلام ہے وہ مرثیے بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اپنے بستہ کے مرثیوں سے ان کا مقابلہ کر دیجیے  
بعض حضرات نے مرثیہ واپس کرنا تو درکنار خط کا جواب تک نہ دیا۔ لیکن بعض حضرات نے بعد مقابلہ  
وہ مرثیے واپس فرمائے حضرت فرست اور حضرت ثابت مظلم العالی نے اس امر میں سب سے زیادہ اہتمام ظاہر  
فرمایا جس کا میں ممنون ہوں۔ لکھنؤ میں میر نثار حسین صاحب قبلہ مرثیہ خوان شاگرد جناب آج مرحوم ایک  
مہر نرنگ ہیں جناب ممدوح نے مرزا دہیر مغفور کو بھی سنا ہے ان کے پاس بھی کافی ذخیرہ مرثیوں کا ہے دو تین  
مرثیوں کی تصحیح سید صاحب مصوف نے اپنے پڑھنے کے مرثیوں سے فرمائی خداوند عالم کو جو بڑے خیر سے خود  
مرثیے اور سید علما حسین مرحوم نے اپنے پاس کے پڑانے پڑانے مرثیوں سے مقابلہ کر کے بعض مرثیوں کی تصحیح  
کی۔ ان تمام مرحلوں کے ملے ہو جانے کے بعد پھر جب نظر کی تو کسی نقل میں کچھ کسی نقل میں کچھ بیان یکسو  
سلہ میرے ناما نواب سدی علی خان مرحوم زنبیرہ نواب شجاع الدولہ بہادر خاندن منزل کو مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا ان مرحوم کے  
بستے میں اکثر ساتھ کے مرثیے تجو یہ مرزا دہیر مرحوم کے بھی سیکڑوں قلمی مرثیہ اسی ذخیرہ سے تجو یہ دستیاب ہوئے جن میں  
اکثر میرے پاس اب تک موجود ہیں۔ حقیر خیر خواہ

کہ مرثیے اُسی طرح خالص ہوں جس طرح مصنف نے خود تصنیف کیے ہیں نہ کوئی بند زیادہ ہونے کہ ۳۰ خر  
بھرا ستاویں حضرت رفیع مظللہ العالی سے امتدعا کی کہ بغیر آپ کی مدد کے یہ کام انجام نہیں پاسکتا۔ اس کے  
قبل جب کبھی عرض کیا جناب ممدوح نے یا سکوت فرمایا یا کوئی عذر کیا جس کی وجہ کثرت انگار اور سلسلہ  
ملازمت رامپور کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ علاوہ برین کل مرثیوں کی تصحیح اصل سبب سے کرنا بہت دشوار امر تھا  
اس مرتبہ صرف چودہ مرثیوں کی صحت کا معاملہ تھا اور یہ بھی تھا کہ ریاست رامپور سے ملازمت کا سلسلہ  
بھی منقطع ہو چکا تھا اور جناب ممدوح اپنے مددین کی طرح قناعت کے ساتھ گوشہ گیر تھے وعدہ بھی فرمایا اور  
ایفا بھی۔ خدا سے بہتر جناب ممدوح کو صحیح و سالم رکھے آپ کی ذات مقدمات سے ہے اور حق یہ ہے کہ دور  
حاضرہ میں خود جناب اپنی نظیر ہیں۔ بہر کیف جناب موصوف نے مرزا سید مرحوم کے سب سے اُن کے طرے  
ہوئے مرثیے نکالے بعض کی میرے سامنے تصحیح فرمائی اور بعض چند روز کے بعد مقابلہ کر کے واپس فرمائے۔  
جناب ممدوح نے مقابلہ کے وقت جو تعزیر عظیم پایا اُسکا ذکر تو ثین حضرت رفیع میں نظر آئے گا۔ تو ثین کی عبارت  
جناب مرزا صاحب بلہ نے اپنے قلم سے تحریر فرما کر اس جلد میں شامل کرنے کے لیے عطا فرمائی ہے۔ اب بھی  
میری یہی تمنا ہے کہ میری زندگی میں دیر مرحوم کے کل مرثیے اسی صحت کے ساتھ شائع ہو جائے۔ اس جلد میں  
دو مرثیے ایسے بھی ہیں جو آج تک دفتر ماتم یا نو کشفوری جلد میں طبع نہیں ہوئے وہاں قی مرثیوں میں دین  
دین بیل بیل جدا ایسے ہیں جو اب تک شائع نہ ہوئے۔

جب یہ مجموعہ اس صورت سے مرتب ہو گیا تو موجودہ زمانے کی روش کے بموجب یہ بات ذہن میں آئی  
کہ تنہا کے بعد ایک ایسا مقدمہ ہو جس میں مصنف مرحوم کے سوانح و خصائص کلام کے علاوہ مرثیہ گوئی کی  
اجمالی تاریخ بھی ہو۔ کما تشک شکریہ ادا کروں جناب میر افضل حسین صاحب ثابِت رهنوی لکھنوی بالقاء  
مولف حیات دیر اور جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوقی مظللہ العالی رضوی مولف السیران  
(جناب مواد نہ انیس و دہم) سپیشل محیطریٹ و بکس ہمارے ہاں کا جنہوں نے میری امتدعا قبول فرما کر اس  
کمی کو پورا کر دیا۔ فسوس اس امر کا ہے کہ حضرت ثابِت کی طرح محکو بھی مرزا دیر مرحوم کی تصویر دستیاب  
نہ ہو سکی جبکہ مرزا دیر مرحوم کے مقبرہ کی تصویر اور عکس تحریر اس جلد میں شامل کیا۔

۱۔ جناب ثابِت جب حیات دیر لکھ رہے تھے اس وقت مرزا دیر مرحوم کی تصویر حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی  
چچا اس روپیہ انعام کا اشتہار دیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ شاید مرزا دیر مرحوم نے اپنی تصویر کچھ ایسی ہی  
نہیں بنوئی۔

اب مرحلہ اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا میں نے سابقاً سید صفیر حسن صاحب سہمٹسٹری  
 ندیدی الاوسطی مالک مطبع اثنا عشری دہلی کو لکھا تھا۔ انھوں نے چھاپنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعہ  
 وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا میں پڑ گیا۔ کچھ یہ جلدی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ ایسے  
 آدمی اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہانتک جلد ممکن ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے۔ اب ایک صورت اور  
 سمجھ میں آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک میں کلام دبیر کے نسبت سے شیدائی موجود ہیں جن میں سیکڑوں  
 امیر کبیر بھی ہیں۔ پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کریں گے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت  
 میں شائع ہو جائے گا۔ اسی گمان پر میں نے لکھتو میں اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط  
 مشہور فدائیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجے اور کچھ عریضے اپنے بھرپور سہ کے احباب اور اعزہ  
 کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کیا کہ بعد طباعت باندازہ اعانت جلد میں حاضر  
 خدمت کر دی جائیں گی۔ لیکن لکھتو میں صرف محبتی سید آل رضا صاحب رضا ایڈوکیٹ محرمی سید  
 نصیر حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل ذاب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشد آباد سید ہمدی رضا  
 صاحب متعلم شیعہ سکول اور منیر صاحب جوہر ٹاؤن پوچک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیرونجات  
 میں برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب بلہ محبشریٹ بیگن پٹی، انجی محترم جناب یوسف مرزا صاحب قبلہ  
 (حیدر آباد دکن) عم محترم مرزا محمد بہادر صاحب باورج و محبشریٹ ضلع کریم نگر حیدر آباد دکن  
 محبتی سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹہ برادر محترم جناب میر فرست حسین صاحب  
 فرست رئیس تیرپور، جناب میر فضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر ہمدی صاحب پیم رئیس جہول  
 ۱۵۔ اس میں شک نہیں کہ جناب شمس بالقابہ نے بڑے بڑے قوی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل علم کے کا دنا ہے جناب  
 سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے۔ جناب مدوح کی عجیب خاص عنایت کہ چنانچہ میرے مصنفہ مرثیوں کی ایک جلد  
 بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہیں۔ حقیقت خیر ۱۲

۱۵۔ عرصہ ہو کہ خان بہادر نواب مظفر علی خان صاحب بہادر شخص پاکوثر رئیس جالندھر کی تحریک سے لکھنؤ میں قریب  
 انتشار ہوا تھا جس میں تیس روپیہ (۳۵) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلیبہ ابتدائی طباعت رسید  
 ہنس وغیرہ نکال کر ۵۵۰ میرے پاس جمع تھے۔ اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ میں نے فوراً صاحب  
 موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ میں حضرت نوابیت اور حضرت سلیم مظلوم العالی کی رقم بھی شامل تھی  
 میں نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لیں کیونکہ اب دبیر کاتب کا وجود  
 نہیں رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوٹ تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجھ کو  
 اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت میں صرف کر دی جائے۔ حقیقت خیر

۱۵۔ برادر یوسف مرزا صاحب نے اس ہی کا امتحان پاس کیا پھر نظام گورنمنٹ کی طرف سے ثلث کا رختاؤں میں کینیکل انجیرنگ کا

میں نے اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا میں نے سابقاً سید صفیر حسن صاحب سہمٹسٹری  
 ندیدی الاوسطی مالک مطبع اثنا عشری دہلی کو لکھا تھا۔ انھوں نے چھاپنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعہ  
 وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا میں پڑ گیا۔ کچھ یہ جلدی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ ایسے  
 آدمی اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہانتک جلد ممکن ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے۔ اب ایک صورت اور  
 سمجھ میں آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک میں کلام دبیر کے نسبت سے شیدائی موجود ہیں جن میں سیکڑوں  
 امیر کبیر بھی ہیں۔ پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کریں گے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت  
 میں شائع ہو جائے گا۔ اسی گمان پر میں نے لکھتو میں اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط  
 مشہور فدائیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجے اور کچھ عریضے اپنے بھرپور سہ کے احباب اور اعزہ  
 کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کیا کہ بعد طباعت باندازہ اعانت جلد میں حاضر  
 خدمت کر دی جائیں گی۔ لیکن لکھتو میں صرف محبتی سید آل رضا صاحب رضا ایڈوکیٹ محرمی سید  
 نصیر حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل ذاب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشد آباد سید ہمدی رضا  
 صاحب متعلم شیعہ سکول اور منیر صاحب جوہر ٹاؤن پوچک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیرونجات  
 میں برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب بلہ محبشریٹ بیگن پٹی، انجی محترم جناب یوسف مرزا صاحب قبلہ  
 (حیدر آباد دکن) عم محترم مرزا محمد بہادر صاحب باورج و محبشریٹ ضلع کریم نگر حیدر آباد دکن  
 محبتی سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹہ برادر محترم جناب میر فرست حسین صاحب  
 فرست رئیس تیرپور، جناب میر فضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر ہمدی صاحب پیم رئیس جہول  
 ۱۵۔ اس میں شک نہیں کہ جناب شمس بالقابہ نے بڑے بڑے قوی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل علم کے کا دنا ہے جناب  
 سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے۔ جناب مدوح کی عجیب خاص عنایت کہ چنانچہ میرے مصنفہ مرثیوں کی ایک جلد  
 بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہیں۔ حقیقت خیر ۱۲

۱۵۔ عرصہ ہو کہ خان بہادر نواب مظفر علی خان صاحب بہادر شخص پاکوثر رئیس جالندھر کی تحریک سے لکھنؤ میں قریب  
 انتشار ہوا تھا جس میں تیس روپیہ (۳۵) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلیبہ ابتدائی طباعت رسید  
 ہنس وغیرہ نکال کر ۵۵۰ میرے پاس جمع تھے۔ اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ میں نے فوراً صاحب  
 موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ میں حضرت نوابیت اور حضرت سلیم مظلوم العالی کی رقم بھی شامل تھی  
 میں نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لیں کیونکہ اب دبیر کاتب کا وجود  
 نہیں رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوٹ تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجھ کو  
 اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت میں صرف کر دی جائے۔ حقیقت خیر

۱۵۔ برادر یوسف مرزا صاحب نے اس ہی کا امتحان پاس کیا پھر نظام گورنمنٹ کی طرف سے ثلث کا رختاؤں میں کینیکل انجیرنگ کا

برادر عزیز لکھنؤ ۳ غاذا کر حسین صاحب سلمہ ایڈی سی ہر ہائیس نواب صاحب بہادر امپور  
لے میری پہلی آواز پر لبیک کسی جن کا مین تیرے دل سے مہنون ہوں۔

چندہ کی مجموعی رقم بہتر روپیہ مولیٰ کیونکہ مین نے پانچ روپیہ سے کم اور دس روپیہ سے زیادہ کسی صاحب چندہ  
لینے کی درخواست نہیں کی تھی خیال یہ تھا کہ دس دس پانچ پانچ کر کے اتنا روپیہ جمع ہو جائیگا جو مصارف طباعت کے  
واسطے کافی ہوگا۔ جب اتنی معمولی رقم کا دنیا بھی بعض احباب پر اس قدر بار ہوگا کہ ان حضرات نے مجھ کو میرے جوابی خطوں کا  
جواب بھی نہ دیا بعض نے جواب صاف دیا اور بہت سے احباب نے برابر وعدے فرمائے مگر ان کے وعدے اب تک علیحدہ ہی رہے ہیں  
یہ صورت دیکھ کر مین نے متحیر کر لیا کہ اب لقیہ مصارف میں خود برداشت کرو چنانچہ ایک متحدہ رقم مجھ کو اپنے  
پاس سے صرف کرنی پڑی۔ درحقیقت مجھ ایسے بے بضاعت کی اتنی مہمت کہان تھی کہ اس کام میں نہ کثیر صرف کر سکتا  
یہ سب حضور پرنور اعلیٰ حضرت ہر ہائیس نواب فیض علیخان صاحب بہادر ادام اللہ تعالیٰ اعلم العالی والی ریاست  
عالیہ سگین پٹی کے اُس گران بہا عطیہ کا آخر تھا جو سرکار عالی کئی سال سے اس ہیچمان کو  
ماہ محرم میں عطا فرماتے ہیں۔ کارساز حقیقی سرکار عالی کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ایسے وضعدار  
کریم النفس منکسر المزاج بیدار و متشہم دوسا ہندوستان میں خال خال ہیں حضور پرنور کے  
جد امجد نواب میر فتح علی خان صاحب بہادر خلد منزل کے عہد میں حضرت قہار موم و خوش  
حضرت دبیح (مدت مدیہ تک سرکاری مجالس پڑھائیے اور اب یہ ہیچمان زمانہ محرم میں یہ  
مجالسین پڑھتا ہے اس صورت سے اس ریاست عالیہ میں مرزا دبیر موم کے خاندان کا کلام مدت  
سے پڑھا جاتا ہے اور یہاں کے حکمران قدر فرماتے رہتے ہیں یہی وجہ تھی کہ مین نے اس متبرک مجموعہ کا  
انتساب بھی سرکار عالی کے نام نامی سے فال نیک سمجھا اور سرکار عالی کی شعیہ مبارک سے  
اس کتاب کو رویت دی۔

اس جلد کے نام کے متعلق اتنا عرض کرنا ہے کہ مرزا دبیر موم کے خاندان میں مرثیہ شریف  
کرنے سے پہلے فاتحہ کہتے ہیں جس کو سُن کر اہل مجالس بھی سورہ حمد پڑھتے اور خود ذکر بھی۔ سورہ  
حمد کو سبج مثانی بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اس سورہ میں سات آیتیں ہیں اور یہ سورہ دو مرتبہ  
نازل ہوا علاوہ برین ہر نماز میں یہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے اس لیے مین نے اس چودہ فریون کے  
منفہس مجموعہ کا نام سبج مثانی رکھا۔

اس جلد کی طباعت میں پردت کی تصحیح بھی مین نے اپنے ذمہ لی تھی اور جہاں تک ہوسکا  
یہ خدمت کمال ذوق انجام دی مگر ہر ہائیس نواب ناسد رستی کا کہ بھر بھی چند معمولی غلطیاں گئیں

جن کے لیے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے  
ناظرین! ہمیں قبل مطالعہ اگر صحت فرمالیں تو بہتر ہے

ناظرین! بس میں نے بہت زحمت دی اتنا اور کہہ دوں کہ مجھ کو نذر لکھنے کا بہت کم  
اتفاق ہوتا ہے اس لیے عبارت کی ناہمواری کا تصور قابلِ عفو ہے۔ مجھ کو اس تہید کی ضرورت  
اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہونہار افراد کو کسی ضروری کام میں اس قسم کی  
مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ہمت نہ ہاریں گا ورنہ حقیقی اُن کو ضرور کامیاب  
کرے گا۔

پروردگار! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیتر مروج کا سب کلام اس سے  
بہتر صورت میں شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خیر رضوی لکھنؤ  
اقل ملائذہ حضرت اوج محفوظ

## ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہیں  
قیمت فی جلد غیر مجلد ۶، مجلد ۶  
بہتر ممتاز بک اینڈریس نخاس لکھنؤ

سیع مشانی کی جلدین کتب خانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالرُّجُوعُ إِلَيْهِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

میرزا اسلامت علی ولد مرزا غلام حسین ابن مرزا غلام محمد مختلف میرزا محمد رفیع سپہ سالار ہاشم شیرازی  
برادر عینی ملا اہلی شیرازی صاحب تہذیبی سحر حلال تھے۔ مرزا دوسرے مرحوم کی تاسیخ پیدائش (راجاوی الاول)  
و بتاریخ وفات ۳۰ محرم ۱۱۸۱ ہجری ہے۔ مولد شہر دہلی محلہ قلی ماران۔ مدفن کھنڈ محلہ خاس (کرچہ دوسرا)۔  
مکان مسکنہ مین ہے۔ اس حساب سے ۷۶ برس کے قریب (حساب قمری) زندہ رہے۔ اسی کو شخصی حساب  
۷۶ برس کے قریب عمر سمجھنا چاہیے۔

مرزا غلام حسین صاحب کا سال ولادت قبلہ ہجری بمقام شہر علی ہے۔ وہ بیہودہ کے بڑے  
بھائی مرزا غلام محمد نظیر تخلص مرثیہ گو شاعر تھے جن کا سال وفات قبلہ ہجری ہے۔ کہ جس نسخہ میں  
جناب میر انیس نے انتقال فرمایا چنانچہ میر انیس مرحوم کے قطعہ تاریخ وفات میں مرزا صاحب کے اس کا  
اشارہ فرمایا ہے۔ وہ شعر ہے۔

دادار لہاندی رعینی دو بازویم شکست  
 بے نظیر اول ششم سال و آخر بے آس

## حالات نیرنگان مرزا ادیب

مرزا صاحب کے ہندو گون بین مرزا احمد رفیع - رفیع تخلص اور جید علی ملا ہاشم شیرازی کے حقیقی بھائی

۱۰ ملا محمد رفیع صاحب رفیع مرحوم کا ایک معتمد فقیر، ہر روز درویشوں کو طبع خواہر جسکے چند غبار دروازے پر نظر میں ہیں۔

لے سنا شاہ ولی ملک و بی بی مشہور  
 بعضی روی و تخلص و بی بی مشہور  
 کسوت قدرا آمدہ ہواک طراد  
 خلعت جاہ تر بہت لعل زلیخا  
 طرہ گلشن تنزیل تو ماہر لیلانک  
 بلبل و قندیل بلبل و قندیل  
 از گلستان کمال تو گل اعطیانک  
 و ز بہار شرف سالک کاکوخر  
 خود بہر سبب صاحب دیوان سبب  
 معصوم قزوین سبب دیوانی  
 حافی ہستی و شافعی ہستی  
 مہر و مہر و مہر و مہر  
 در او صفت و مہر و مہر

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گزدر سے ہیں جن کی مشہور روئے نثر فنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر میں  
دو قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحر وین پڑھا جاتا ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے منہ عالم بر تو بے شکوہ رفت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شمسٹری شہید ثالثؒ نے اپنی مشہور کتاب مجالس المؤمنین میں ملا اہلی شیرازی کا  
ذکر خیر اچھے الفاظ میں فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعرا و فضلا میں مشہور اور فخر و مسکنت اور  
بے اتفاقی اہل دنیا میں معروف ہیں۔ یہ رباعی ان کے حسن عقیدت پر دلیل قاطع ہے۔

یار بگ کوئے مقبلی ساز مرا آئینہ ز عشق منجلی ساز مرا

اقبال جہان مرا جوئے نیست قبل مقبول محمدؐ و علیؑ ساز مرا

اکثر شاعروں سے ہمارے فن شعر کی وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال ایسی لاجواب  
شہنوی کسی ہے جس کا ہر شعر و بحر وین پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت میں دو قافیہ ہیں اور سلمان ساوجی کے مشہور قصیدہ صنعتی کے  
جواب میں ایک قصیدہ میر شیر علی شیر کے نام پر لکھا تھا جس میں چند صنعتیں سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی  
زیادہ عقین خود میر علی شیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر  
کی نظر میں مسلم۔ اور شعر سہمی کی چاشنی ان کے کلام میں ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پاکر شیرازی میں شغال نظر  
سنہ نو سو سیالیس میں وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کوئی تھی۔ مولوی احمد علی صاحب  
سندیلوی اور دیگر تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیبی کے پاس ایک ہی  
مقبرے میں مدفون ہوئے سنگ مزار پر یہ غزل کندہ ہے۔

جام بروز واقعہ ہلو سے او کنید اقبالہ من است ز خم سوے او کنید

ملا میرک کا قطعہ تاریخ یہ ہے۔

در میان شعرا و فضلا پیر اصدق و صفا بود اہلی

سال فوکش ز خرد جسم و گفت بادشاہ شعر ا بود اہلی

تمنا بت نے سچ کہا ہے۔

طبع حافظ سے کم تھی طبع اہلی شعر میں مر کے بھی پہلو نشین ہیں حافظ شیراز کے

ملا اہلی جس طرح نظم میں کیتا سے نمان تھے۔ اسی طرح نثر میں ملا اعظم۔ رحیدرومان تھے۔ نہاد بھی  
اتفاق سے سرافق پایا۔ ہندوستان میں آکر خاندان منلیہ کے عہدہ جلیلیہ پر منشی پیدین و سر نرائن ہوسے

۹۱ کے بعد اسی عمدہ جلیلہ پران کے فرد مرزا محمد رفیع - اور پھر مرزا غلام محمد - ممتاز رہے - اور اپنے کار متعلقہ کو نہایت دیانت و لیاقت سے انجام دیا - اسکی تصدیق اس فرمان شاہی سے ہوتی ہے جو حیات دبیرین لفظ بلفظ مرقوم ہے - اور یہ بھی فرمان مذکور سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام محمد مرحوم نے آخر عمر میں عبادت خدا کے عشق میں خاصہ نشینی اختیار کی قدر شناس بادشاہ نے دہلی کی سرکار سے چار ہزار سات سو ایک روپیہ سالانہ پیشکش پائی اور ہر خاندان محمد رفیع کے ساتھ برہان الملک ہر گنوا بان اودھ نے صنوبر اخوت ٹمھا تھا اور دبیر باہر احسانات ہو چکے تھے مگر مرزا غلام حسین صاحب نے لکھنؤ میں نوکری نہیں کی - نہ کسی نواب اودھ کے پاس گئے - بلکہ اپنے ہمدردوں کی بقیہ دولت و ثروت سے عمر بسر کی - مرزا غلام حسین موجودہ کے نابالغ عیالت اللہ بن ابولفضل خان ناظم صوبہ کشمیر اور شہنشاہ علی خان مامون خوشنویس لغاتراوون کے اُستاد و خطا متعلیق لکھواتے تھے -

مرزا غلام حسین جب شلالہ میں پیدا ہوئے تو دایہ فرج کے نام سے مبلغ سو روپیہ ماہوار وظیفہ فرما دیا گیا سے سفر ہوا تھا - جیسا کہ فرمان شاہی مندرجہ حیات دبیر سے ظاہر ہے دہلی سے لکھنؤ میں آکر مرزا غلام حسین شادی کی اور پھر دہلی حفاظت جائداد کے لیے چلے گئے چنانچہ مرزا صاحب کی دو بہنیں اور بخود دبیر مرحوم اور انکے بڑے بھائی نظیر دہلی ہی میں پیدا ہوئے - اور پھر بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ لکھنؤ آئے جب کہ وہ سات سال سے زیادہ عمر کے نہ تھے اور پھر یہیں کے ہو رہے -

مرزا حسین  
مرزا حسین  
مرزا حسین

اکفر مستند شہر کے نسب پر اہل زمانہ محلے کرتے آئے ہیں چنانچہ میر سلیم الثبوت استاد کو کہد یا کردہ سید ہی نہ تھے حالانکہ خود میر صاحب فرماتے ہیں سے پھرتے ہیں تیر خداد کوئی پوچھتا نہیں اس عاشقی میں عورت سوانح بھی لکھی اگر وہ سید نہوتے تو یہ نضر کبھی نہ کہتے - تاریخ مرحوم کو غلام اور خیمہ دو زبان دیا - پھر مرزا دبیر اس نعمت سے کیوں محروم رہتے - میر حسن علی صاحب تذکرہ سخن نے صفحہ ۱۰۸ پر تذکرہ مذکور میں کو یہ لکھا کہ مرثیہ گوئی میں طاق صفائی اور ہمنمون خیزی میں شہرہ آفاق مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین متعلقان آغا جان کاغذ فروش ہے اور پھر صفحہ ۲۱ پر تحریر کرو یا کہ مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش - یہاں مرزا صاحب خود والد ماجد کو کاغذ فروش لکھ گئے اسکا جواب باصواب وہی فقرہ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اور تذکرہ شہادت امام حسینؑ مرزا حیرت نے چراغ دہلی مطبوعہ ۱۲۹۷ کے صفحہ ۳۴ پر سلیم کا سیدہ ہی لکھنا حیرت نے جب مرحوم دبیر حضرت سید شہداء کی تفتیش پر کسی تھی کہ شرف شہادت سے انکار کیا تھا - تو ان سے حضرت کے تاریخ کے نسب پر حاکم کرنا کچھ لید نہ تھا - اسلئے حیرت کے جواب میں اگر میں کوئی لفظ نہ لکھوں تو تمام حیرت نہیں -



مرزا صاحب کی زوجہ صحیح النسب سیدانی سید الشائے حفیضی کی حقیقی لڑوسی سید مصوم علی مرحوم کی بیٹی تھیں جناب مرزا اوج مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نانی دخت سیدانقائے بہت بڑی عمر پائی اور انھوں نے مرزا محمد طاہر رفیع سلمہ کے پیدائش کے وقت بعد انتقال فرمایا۔ اپنے والد ماجد سیدانقائے اکثر حالات عظیم دیدید بیان فرمایا کرتی تھیں۔ جب آپ حیات آذاد مرحوم کی آئی اور میں نے ان کو میل نظام کے تمام درجات سنائے تو انھوں نے ایک آہ بھر کر کہا افسوس اکثر درجات بالکل چھوٹ لکھ دیے ہیں والدہ کے انتقال کے وقت میں بچہ نہ تھی تین برس کے قریب عمر تھی۔ تمام حالات میں نے انھوں سے دیکھے ہیں یہ اکثر باتیں بالکل فرضی اور مصنوعی ہیں جیسے نگین کی آخری ملاقات اور والدہ ماجد مرحوم کا برہنہ بیٹھا ہونا وغیرہ۔

مختصر حالات  
سیدانقائے

ناظرین معاف فرمائیں۔ میں دوسرے حالات لکھتے لکھتے انقائے احوال میں پہنچ گیا۔ گو انقائے دوسرے میں مناسب تھی۔ مگر اس مختصر رسالہ میں اوروں کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔

مرزا اسلامت علی سے دوسرے اور گونکر ہوئے۔ اسکو بھی مختصر طور سے سن لیجیے۔ لکھنؤ میں نہ صاحب نے سات برس کی عمر سے باڑہ برس تاکس میں فارسی اور تھوڑی سی عربی پڑھی۔ تدریسی شاعر و شاعرانہ والدہ ماجد۔ میر تقی میر مرحوم کی خدمت میں (مستفاد ہیں) لائے۔ کہ شاگرد کرادوں۔ اوسابی متناظر کی

مرزا اسلامت علی  
دوسرے اور  
سیدانقائے

میر ضمیر۔ (مرزا اسلامت علی سے)۔ صاحبزادے آپ کا نام ؟

مرزا صاحب۔ ..... سلامت علی۔

میر ضمیر۔ کیا پڑھتے ہو۔

مرزا صاحب۔ جو جو کتابیں پڑھتے تھے تباہ ہیں۔

میر ضمیر۔ (دل میں خوش ہو کر کہ لڑکا ذہین ذی فہم ہے) تم نے کچھ کہا ہو تو مجھے سناؤ۔

مرزا صاحب۔ حضور ایک قطعہ بے تباہی دینا میں کہا ہے۔

میر ضمیر۔ پڑھو۔ میرا صاحب۔

مرزا صاحب۔ کسی کا کدہ لکھنے پہ نام ہوتا ہے۔ کسی کی عمر کا بزرگ جام ہوتا ہے

عجب سرا ہے یہ دنیا کہ حسین شام و سحر کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

اب میر ضمیر صاحب کچھ قلع گواگوان کے رہتے والے تھے مگر بچپن سے اپنے والد ماجد کے پاس لکھنؤ میں پرورش پائی تھی بلاکے طبیعت وار۔ اور مزاج میں مزاج اسقدر تھی کہ گویا سودا کی روح ان میں حلول کر گئی تھی۔ یا ابن مہر بزرگ پڑے سے میرا صاحب کہہ کر کلام کرتے تھے ۱۶

میر ضمیر اور تمام حاضرین پھٹک گئے کوئی بولا حشیم باد دور بلا کی طبیعت پائی ہے۔

کوئی کہنے لگا۔ ماشا واللہ۔ یہ بچپنے کی ہن باتیں ش باب کیا ہو گا۔

میر ضمیر۔ تخلص کیا کرتے ہو۔

مرزا صاحب۔ ابھی کوئی تخلص نہیں رکھا۔ جو حضور رکھیں۔

میر ضمیر مدحیر۔ اور پھر مسکرا کر یہ فقرہ مشہور پڑھا۔ ”بر در برانی روشن ضمیر خفی و محجب نامہ“ اور مسکرا کر فرمایا۔ کہ صاحبزادے میں نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا کہ اس جملہ میں رہیں پہلے اور ضمیر لہجہ کو ہے۔ میں تم کو بتاؤں گا۔ ضرور کہا کرو۔

لوگ کہتے ہیں کہ شاعر کی زبان فال ہوتی ہے جو کچھ روشن ضمیر سید ضمیر مخدوم نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آج دیکھ کر ضمیر سید لوگ مقدم سمجھتے ہیں ضمیر کو دیکھ کر استاد کھڑے لوگ کہتے۔ اور لکھتے ہیں استاد زیادہ شہرت و عزت اور شاگرد پائے۔ خود میر ضمیر مرحوم نے ایک آخر عمر کی رباعی میں فرمایا یہ باعی یہ میر پہلے قوسہ شہرہ تھا میر کیا ہے اب کہتے ہیں استاد میر کیا ہے کوئی میری پیر کی مری قدوسا اب تول یہ میر کھنک میر کیا ہے یہ عجیب بات ہے کہ ایک ایک تخلص کے اکثر چند شعرا تذکروں میں ملتے ہیں مگر میر تخلص کوئی شاعر مرزا صاحب پہلے نہیں ملتا اسیر مرحوم نے گویا اسی موقع کے واسطے فرمایا ہے۔

شاعران حال کیا مضمون زبان میں میر ضمیر ڈھونڈتے ہیں یہ تخلص پرنیلا نہیں

مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ کیا ملتا ہے مگر کوئی جھگڑاتا ہے کسی سے مضمون بھی جارہیں لڑتا ہے کسی سے میں کتا ہوں مضمون تو مضمون تخلص بھی کسی سے نہیں لڑتا۔

حلیہ۔ پکا سا نولا رنگ۔ کسی قدر کشیدہ قامت ماتھا بڑا۔ جیسپر کزق سجد سے سجدہ کا نشان مویہ قمر کی طرح خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی ایرانی الاصل ہونے کا پتہ دیتی تھیں گول دوہرا ڈیل۔ ورزہ ملی معلوم ہوتا تھا۔ دو انگشتی ڈاڑھی۔ بڑی پاٹے دار مگر دگدگانہ آواز جو نہ اکرو اعظ کے لیے نعمت خدا داد ہے مگر حسد میری بلا ہے۔ کچھ لوگ اس بڑی آواز پر آواز دے کہتے تھے۔ جس کا اعوارہ خود مرزا صاحب نے اس رباعی میں کیا ہے۔

جب شاہ خجہت معین ناصر ہوئے کیوں سب میں نہ ممتاز نہ یاد کر ہوئے

آواز میر بھاری تو میر پر بات یہ ہے محاسن میں سخن نہ بار مخرط ہوئے

لباس۔ سر پہ پنج گوشتیہ لٹہری۔ جسم میں اندر شلو کہ (نیان) اور پر ڈھیلہ اکرا جو گھٹنوں سے نیچا

۱۔ میر ضمیر مرحوم کی مہذبہ جلد میں چھپا ہے ”جلد مرا فی میر ضمیر استاد مرزا مدحیر“ حقیر نے ۱۲

موتا تھا۔ اس کے نیچے ڈھیلا پانچامہ۔ پانچامے کے نیچے ایک جاگلیہ سہنہ پہنے رہتے تھے پاؤں میں گٹیاں  
غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں کھاتا تھا۔ روزانہ بچے کو دینا فرماتے۔ رات میں ایک کچھ کھا کر  
چائے پیتے تھے۔ اور جو ان کے درباری تھا اگر وہ احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے  
کی اور ایک ایک کچھ تقسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا ہمیں کھانا جو تھا کھایا ساتھ کھایا کسی مہمان نے تو کھانا کھایا  
آخر عمر میں تپ عرق میں مبتلا اور صحت یاب ہونے پر غائب ہو گئے حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر ناز  
شب میں رقت ہونے کے خیال سے ترک کر دی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ باؤہ بچے کے قریب  
اپنے اپنے گھر جاتے اور مرزا صاحب نماز شب میں مصروف ہوتے تھے آدمی رات تک علم و فن کے چرچے  
رہتے تھے بقول ثابت لکھنوی ۵ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یا دیں کسی کسی صاحب خوار پشیمان گویا  
استاد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و مقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند  
استادوں سے پڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت مولوی غلام من صاحب  
فاضل متبحر و حاضر جواب و طبیب جاذب سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علی صاحب  
مشہور اخباری (پیر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور مولوی  
نقہ و غیرہ ملا محمدی صاحب مازندرانی محبت مستند سے پڑھی تھیں۔

مذہب۔ مرزا صاحب کے کئی استاد و معتمد مستند اخباری عالم تھے۔ اس لیے بعض حضرات مرزا صاحب  
کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک متناظر اصولی شیعہ تھے۔

فن شعر میں وہ صرف پر مہر حسین صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گوان سا تذکرہ مذکورہ سے ہرگز  
فراڈ شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً شامل شرفین رحمت بہت ملا کاشی حضرت  
مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا۔ یہی سبب ہے کہ ہر بند کے پانچون مصرعے ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔  
وہ تمام استادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا  
دیکھ کر مرحوم سے بھی لڑتے تھے فرمایا۔ اگر ہوتا تو میرا فخر تھا مگر چھوٹا یوں لگتا ہے اس لیے ان سے کتنا ہون  
کہ مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب زاد محمد تقی صاحب  
اختر مرثیہ گو نے جن کا یہ لفظ مرثیہ پر دم طالع ہمارا دم سا ہوا (ایک بھری مہربانی میں یہ مرثیہ لکھا  
کہ بہت لوگ فقیر کو مرزا دتیر کا شاگرد کہتے ہیں میں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی ایسا دعویٰ کرے

تو ان سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں۔ رات کے معمولی جلسہ میں جو نہ اشافی میں ۵۰-۶۰ آدمی سے کم نہ ہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردوں نے بالاتفاق یہ ذکر کیا۔ سب کی سن کر یہ مصرع کہہ دیا۔ شاگردوں میں سچر کا سب استاد ہیں۔

شعر و شاعری

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم۔ مرثیہ گوئی۔ عمر۔ غنا۔ صراحت کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہی۔ ذہین و ذکی بالطبع تھے اور اس سیر طرہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا۔ جوانی میں ہی استفادہ شہرت ترقی ہوئی کہ بجائے چار مشہور مرثیہ گوین صمیم۔ خلیق۔ دلگیر۔ فصیح کے (مع و سیر) بچوں مانے جانے لگے جس کی وجہ سے مرثیہ گوئی اب اس کو بچ گوشتیہ کہنے لگے۔ شاعری کو خدا داد و ہانت و علم نے۔ علم کو علم نے۔ حکم کو تقویٰ اور حسن خلق و انکسار و ہمان تواری نے چمکا یا اللہ اس علی دین مملو کھجور مشہور و مستند جملہ ہے۔ بادشاہ (یعنی نواب) اور وہ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اسی کے بہنوئی وہاں کے سنی و صدیقی بلکہ ہندو تک وہاں تعزیر دار تھے۔ مجالس عزادہ گرامری (و حسن) عقلاً دے ہوتی تھیں کہ کہنے والے کو حیرت ہو۔ غزل گوئی لکھنؤ میں معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ مرثیہ گوئی نے اس کو استفادہ دیا یا اور بھیجے بڑا یا کہ مشہور مثل و بگڑا شاعر مرثیہ گوئی غلط ثابت ہوئی۔ بعض مشتاق غزل گوئی کو استاد (مثل مرزا) مدنی صاحب قبول و برحق و میر علی اوسط صاحب رشک و اسیر مروج و امانت محفوظ نے خوب خوب مرثیہ و سلام کہے۔ گروہ مقبولیت نہ ہو سکی جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ تھی۔ بقول حافظ شیرازی۔ قبول خاطر و لطف سخن خدا اور سنگت۔

شاعروں کا فریاد اکثر بادشاہوں اور امیروں کی بدولت ہوا کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی و عزت ملی وہ محمد آل محمد اور شہداء کے ہلاکی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری انھوں نے نہیں کی بلکہ اکثر امیر و عالم و شاعر ان کے رات کے دربار میں حاضر ہو کر فوائداٹھا اٹھا کر کامل و مستند ہو گئے ان میں سے مولوی علی میاں صاحب کامل۔ اور نواب مرزا صاحب شوق۔ اور میر علی محمد صاحب شاد۔ مرحوم عظیم آبادی اور منشی متیر معذور۔ میر ذکی بگرامی اور منشی ریاض شکر کیجان صاحب مشہور غزل گو لکھنؤ میں

ان کی بگرامی کے مرثیہ اور زبان و طرز بیان میرزا میں عروج سے بہت متاثر ہے۔ جب میر صاحب حیدر آباد میں پہلی مجلس پڑھے تو ایک منصبدار میر میر بولے اے ذکی۔ انھیں کے پہلو میں میرزا حسین شمشیر اور شکر اللہ خان صاحب تھے۔ دونوں تلامذہ و پیرو تھے۔ ان سے خطاب کر کے میر صاحب بولے۔ کیوں صاحبو لکھنؤ میں مرزا صاحب کے سوا کوئی حقیر کا مقابلہ ذکی کو بھی سمجھاؤ۔ دونوں بولے حضور نہیں اور ذکی تو درحقیقت مشیر کے شاگرد ہیں ایک دوسرے مرزا صاحب کو بھی حضور دیکھا ہے ان کی ایک شاگرد نواب شمشیر کی مرثیہ میں تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہیں ۱۲

(جو پہلے مروجی رام مروجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلیں

ارباب لفظا مجلس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر یہ ہے۔

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے      نظر کوئی نہ کوئی (بھی صوبت آہی جاتی ہے  
خیاںچہ خور ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

عانتانی و فردوسی و سعدی و نظامی      شاہوں کی مدد سے ہوئے آفاق ہیں نامی

عباس ہیں اس بندہ درگاہ کے حامی      دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خط عثمانی

ہیں دوسری دیر اس میں نہیں ایک کیک تک      منبری جاگیر مقام اس کا فلک ہے

مرزا صاحب کا شاہ اول (اور وہ نے بلو اکرمیہ سنا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شعر کا

اکمال سن کر پہلے بادشاہ اور وہ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے جو بدھ بھج کر اپنے عزاخانہ میں مرثیہ پڑھنے

کو بلوایا۔ مرزا حسب معمول نہیں میں سوار ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہنچے۔ عزاخانہ میں بادشاہ حضور

بیٹھے ہوئے تھے، بعد سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب نے منبر پر چا کر حمد و ثناء میں

ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بندہ سدس کا پڑھا جو فی البدیہہ راہ میں کہہ لیا تھا۔

واجب ہے حمد و شکر جناب اللہ میں      فضل خالص آیا ہوں کس بارگاہ میں

مجھ سا گدا اور آنجن بادشاہ میں      چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اس وقت راہ میں

نہ رہے پہ چشم مہر ہے مہر منیر کو      حضرت نے آج یاد کیا ہے وجہ کو

پھر مرثیہ پڑھا جو اسی زمانے میں کہا تھا۔

جب مرثیہ میں اس مقام پر پہنچے کہ جناب سکینہ! امام حسینؑ کی چادر برس کی صاحبزادی نے پیر

اسکے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوفت چھین مار مار کر

ہے اختیار ہونے لگے۔ وہ بند یہ ہے۔

جب روز کبریٰ کی عدالت کا آئے گا      جہاں بادشاہوں کو پہلے بلائے گا

انصاف و عدل ان سے بہت پوچھا جائیگا      تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا

گل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو      لوٹا ہے تیرے عہد میں زہر الے باغ کو

بادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ نبرد دوبارہ پڑھوایا۔ یہ بندہ گویا تادمہ عبرت

پر گیا۔ مرزا صاحب تو مرثیہ پڑھ کر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو دلت بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے

کہ خدائے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت باز پرس ہوگی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھاتی ہے

شاہ اول و  
مرزا صاحب  
سربکار مرثیہ  
سنا

سویسے مستند الدولہ آغا میر وزیر کو انعام کے بارہ مین بہت تاکید فرمائی۔ یہ مرثیہ دفتر اہم کی پہلی جلد میں چھپ چکا ہے۔

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پر ظاہر ہے۔ بادشاہ کی وجہ کی ہے تو کس انداز سے کہ اس میں بھی خدا کی حمد اور شکر ہے۔ اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگوں نے شاہد گاہ کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہوں گے۔

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور میں ہونے کی ایک دلیل روشن فساد عجائب کی عبارت بھی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ خود مرزا سرور نے لکھا ہے کہ فساد عجائب آنحضرت نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ میں لکھنا شروع کیا۔ اور عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی میں وہ اختتام کو پہنچا۔ چنانچہ سرور کا مشہور مصرع ہے  
 یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ سے لکھو۔ عہد مذکور میں جن مرثیہ گوئیوں کو شہرت ہو چکی تھی ان سب کے نام ایک تلمیح کے ساتھ سرور نے لیے ہیں۔ اصل مع و ثنا تو وہ دلیلیں حرم کی فرماتے ہیں۔ کہ جن سے سرور کو بہت محبت تھی۔ سرور یہ کچھ معروف زمین اس زمانے کے اکثر شعرا و مستند اور اہل کمال دلیلیں بہت رکھتے تھے۔ خود مرزا دتیر اور شیخ ناسخ استاد دلیلیں کو بھی دلیلیں سے کمال اتحاد تھا۔ چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مطلع ہے اہل کمال سے مستند ایسے زمانے میں کہاں ہوتے ہیں آپ دلیلیں سے ناسخ جو ہے دلیلیں سے مستند

یہ مقطع اس زمانے میں کہا تھا جب ناسخ۔ الہ آباد میں مقیم تھے۔ دلیلیں سے وسیع الاخلاق نیک نام و بزرگ تھے بہر کیف وہ عبارت یہ ہے۔ مرثیہ گوئے نظیر میان دلیلیں صاف باطن۔ نیک ضمیر خلیق۔ نصیحت۔ مر سکین لکروا ہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا۔ استاد کے کرم سے ناظم خوب۔ دلیلیں مرغوب۔ سکندر طاع۔ بصورت گلا بارہ احسان اہل دول کا نہ اٹھا پایا۔ اس تین سطر کی عبارت میں دس مرثیہ گوئیوں کے نام لے دیے جو اس زمانہ تک گزرے یا موجود تھے۔ اس میں ایک دتیر کا نام موجود ہے۔

میں ادھر لکھ چکا ہوں کہ مرزا صاحب کے ہر رنگ میں بعض شاہزادگان دہلی کے استاد تھے۔ شاید اسی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شاہزادے مرزا صاحب شاہزادہ سے ان میں سے نواب اقتدار الدولہ مستقیم الملک مرزا اکبر علیخان ارسلان جنگ۔ نواب حیات علیخان صوبہ اودھ کے فرزند۔ اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرہ دربار حسین میں صفحہ ۱۱ پر آئے ہوئے نواب نظمی حسین خان صاحب طرہی حسین آباد لکھنؤ کے عہد سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب عمر میں بڑے تھے کہ ان کی سلاطین کی ولادت ہے۔ اور مجمع کمالات تھے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملک میں انگریزی ان بہت کم تھے



تھے۔ ۱۹ روپے کو نواب موصوف نے دونوں صاحبزادوں سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی چھارہ بین و نون صاحبزادوں نے انشاء اللہ و بشرط فرصت کے الفاظ کہے۔ مرزا صاحب کی مشتق سخن بڑھی ہوئی تھی بات بھرتی یہ مرثیہ کہہ کر سویرے میرٹھ میر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ذرہ ہے آفتاب بہ بوتراب کا۔ پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرمائی۔ جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہاں پہلے کے ایک مرثیہ میں چند بند بنے لکھ کر لگائے ہیں۔ وہی پڑھ دوں گا۔ مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھ کر استاد نے بہت پسند کیا اسکی زبان سلیس۔ بندش چست طرز بیان دلکش۔ شوکت الفاظ مؤثر تھے۔ مرثیہ کی بہت تعریف کی۔ مرزا صاحب یہ سب حضور کا صدقہ ہے۔ میں کس قابل ہوں۔ اسے کل حضور ہی پڑھیں۔ میں کچھ عذر کر دوں گا۔ میرٹھ میر صاحب۔ نہیں میر صاحب۔ یہ تم ہی پڑھو۔ میر عابد علی صاحب انشیر بھی اُنھیں حاسدوں میں تھے بولے میں مرزا صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ بے شک یہ نامناسب ہے کہ شاگرد نیا۔ (اور استاد پڑا مرثیہ پڑھے۔

میرٹھ میر صاحب۔ اور میر صاحب ایسی باتیں میرے ذہن میں نہیں ہیں خیر تم کہتے ہو تو یوں ہی سہی پھر ایک مرثیہ کو دیکھ کر بولے اور میر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مصائب کا میں پڑھوں گا۔ میرزا صاحب۔ بہت خوب جہاں تک استاد نے حکم دیا تھا وہ ورق چھا دیے باقی مرثیہ وہیں چھوڑ آئے۔ (۲) کو افتخار الدولہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کرتا) نیا مرثیہ پڑھے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ جناب استاد قلب کا نیا مرثیہ ہے نصف میں نصف استاد پڑھیں گے یہ لکھ کر منبر پر گئے اُن کا معمول تھا کہ فاتحہ لکھ کر دیر تک سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ دیر میں انشیر مذکور نے میرٹھ میر صاحب کے کان میں کہا کہ اول کا ٹکڑا بہت چست۔ اور اخیر کا سست ہے۔ میں مرزا صاحب کو منع کیے دیتا ہوں کہ یہ مرثیہ نہ پڑھیں اور کوئی پڑھ دین۔ میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسب نہیں مگر یہ کیا نہ تھے مرزا صاحب کو پہلے ہی آگے کے اشارہ سے منع کر چکے تھے وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہیں مجلس تصویر حیرت نبی ہوئی ہے کہ انشیر نے قریب منبر پر بیٹھ کر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے ہونٹ لپکا کر آستہ آستہ کہا۔ استاد فرماتے ہیں تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو۔ مرزا صاحب۔ میں اور کوئی مرثیہ نہیں لایا۔ اگر کوئی استاد کی سی مرضی ہے تو وہ خود مجھے آگے سے اشارہ فرما دیں میں ربا عیان پڑھ کر منبر سے اتر آؤں گا۔ اٹھا رہے کہنے کا مجھے اعتبار نہیں انھوں نے جا کر میر صاحب کے کد یا سلامت علی کہتے ہیں آج ہی تو مجھ کو استاد کا امتحان منظور ہے۔ دیکھو میں میرے بعد وہ کیا کرتے ہیں۔ میر صاحب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئے ادھر مرزا صاحب بار بار استاد کو منہ دیکھتے ہیں وہاں اشارہ کیا گیا ہر فرشتگی کے سبب مرزا کو پہنچا ناچار مرزا صاحب نے چند ربا عیان پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سجان اللہ



راہ وصل کے نمودن سے تمام مجلس گنج اومنی جہان تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیابا اترے۔ میرضیہ شریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھ کر اور یہ فرما کر کہ یہ مرتبہ انھیں کا ہے۔ کسی پڑانے مرتبہ کے چند بند اور شہر کے چند فقیر پڑھ کر منبر سے اتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میرزا صاحب اپنے خلعت پر شوکر مار کر فرمایا لے جاؤ۔ اور دیکھ کر ہونے (یہ یہ اہل کمال کی ناز برداریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے)۔ مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ جو دوستاؤ کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھتے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے اصلاحی نئے مرتبے کہ لکھ کر پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک نیا مرتبہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میرضیہ صاحب کے شاگردوں کا ایک جتھا تھا جو ہر مرتبہ کو سن کر ۱۰-۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میرزا کو عرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے کہدیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہیں۔ یہ اتنا عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا بڑا بیٹا خان کو (جس کا کٹر لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلص (بعینہ اہل تفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) نسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھاڑ کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور مقبول مطلع پر ہے

مراسیہ ہے مشرق آفتاب و آفتاب ہجران کا      طلوع صبح محضر ملک ہے میرے گریبان کا  
یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع۔ مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان نسخ کو بھی بہتر مرحوم کے مخالفوں نے ملایا تھا۔ افسوس تمام اعتراضات معلوم ہو سکے ورنہ لکھتا معترض اگر نیک نیتی سے بیجا اعتراض کرے تو اس سے نقصان کم فائدہ زیادہ ہوتے ہیں بقول ثابت۔ ۵

خدا اور ادریس عمریب بینہ کی      ہرمان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں  
مرزا صاحب ۱۱ دین کو مجلس کر کے اپنے گھر میں نیا مرتبہ پڑھتے تھے اور میرضیہ کے شاگردوں نے ۱۳ دین کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میرضیہ کے ایک شاگرد شہرت تخلص نیا مرتبہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں خود میرضیہ کہہ دیتے تھے سکر شہرت کو شہرت نہونا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ خود شاہ اودھ واجد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر اودھ نواب علی قلی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے میں حضور عالم نواب علی قلی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی جس میں مرزا صاحب نے یہ مرتبہ پڑھا تھا ۵ اے عرش بریں تیرے ستاروں کے تصدق۔ میرضیہ مرحوم بھی موجود تھے حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میرضیہ صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے یاد دہاند کیا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب استاد کا ہے۔ بعد ختم مجلس میرضیہ مرحوم نے اٹھ کر گلے سے لٹکایا۔ اور اصل واقعہ سن کر میرزا علی بشیر سے ناراض ہو کر بولے اب یہ شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ ہمارے

مرزا صاحب نے  
اصلاحی نئے  
نسخ کو لکھ کر  
پڑھنا شروع  
کیا۔

یہاں آئے مرزا صاحب نے انکی بھی خطا معاف کرائی۔ اور پھر میر تقی میر صاحب مرحوم کے گھر کی ہمواری  
جاسکے۔ اے معالی خان لکھنؤ میں مرزا صاحب انتقال فرمیں مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میر تقی میر صاحب  
ظہیر مؤلف متقید آب حیات جو تقسیم دہرک (ا) اس مجلس میں کرتے تھے وہی اس واقعہ کے ماوی و قاتل ہیں  
اسی زمانہ میں جب تمام پیر بھائی مرزا صاحب کے مخالف ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب نے میر تقی میر  
کہا تھا کہ بانو کے خیر خواہ کو سہم سے پیاس ہے۔ اس مرقیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی ان کے  
مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی فضیلت و فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی شبلی صاحب  
بھی موازنہ کے صفحہ ۲۹ پر اس کے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کو میر تقی میر صاحب نے کر  
آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگوں نے ادا کیا میر تقی میر صاحب نے مختلف مرقیوں میں یہ واقعہ لکھا اور  
یہ واقعہ (تمام) واقعات کو بلا میں نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دہرک نے جس بلاغت سے یہ مضمون ادا کیا ہے  
اور جو درد انگیز سامان دکھایا ہے وہ میر تقی میر صاحب یا کو کسی سے آج تک ادا نہوسکا۔ یہ خدا کی شان اور  
توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب  
وہ بزرگ ہیں جو موازنہ میں جا بجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو بلاغت چھو بھی نہیں گئی۔ اس کے  
کلام میں بلاغت کا خائبہ بھی نہیں ہے۔ تمام اہل کمال کے اس قول کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلین زیادہ ہے  
مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر اپنی آپ تکذیب کرنے لگے یہ قول مشہور سچ ہے الفضل ماشہد  
بہ اعداء صغی دشمن بھی شہادت دیں فضیلت ہے تو یہ ہے۔ اسی مرقیہ کے مقطع میں اس ماہر کی بلاغت  
کی مرزا صاحب یوں تصویر کھینچ کر اپنے آئینہ دل کی صفائی کو سرھتے ہیں کہ

برعکس ہے کوئی تو کوئی بھڑلان جو آئینہ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکہ اس زمانے کے شعور و سادہ اور اہل کمال کے دونوں پر ایسا پڑا تھا کہ  
ہر شخص ملاح تھا۔ مباحثہ مجالس وغیرہ میں جانے سے اکثر پرہیز کرتے تھے۔ البتہ اپنے شاگرد نواب حسین علی خان  
(جو مجالس میں مرزا صاحب کو شہنشاہ مانتے تھے اور شوق سے سن کر دودیتے تھے) ان آخری زمانے میں وہ سرور  
بڑے بڑے شاعر وادب میں بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جوانی میں کشتہ کھا گئے تھے جس سے استلاج قلب ہوتا تھا  
اور بڑے مجمع میں بیٹھنے سے گھبرانے تھے۔ مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرقیے اور بعض بند ان کے فکا گرد  
سے گھر پر پڑھوا کر سناتے تھے لوگ کہتے ہیں میر تقی میر سے اور ان سے چشمک تھی۔ اس لیے کبھی کہہ ٹھٹھے تھے۔  
اے ایسا ذہن۔ اور میر تقی میر کا شاگرد جو مرزا صاحب سے جب کوئی یہ قول ذکر کرتا۔ تو وہ فرماتے۔ کہ ہمارے  
استاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ہے چہ نسبت خاک و با عالم پاک۔ زمانہ مخالفت میں بھی کبھی استاد کی

مرزا صاحب کا  
کلام  
بلاغت  
کا  
نمونہ  
ہے

تفصیل سننے کے روادار ہوئے۔

آتش مرحوم کی نسبت سنان دل خرابی میں منشی اسماعیل حسین صاحب میر مرحوم لکھتے ہیں کہ جب عبد فرید جاہ  
امجد علی غاہ شہزادہ مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مرقبہ پڑھا تھا اسے کوہ قیم پر چڑھنے کا گزیر مولانا نور محمد صاحب  
کے سننے کو خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بھی ضعیف پیری و نابینائی کے عالم میں آئے تھے بعض لطیف مضامین  
کا لید و رناؤک خیالیان سن سُن کر مجلس بکا بکا کر آتش مرحوم کہتے تھے کہ اسے میان اگر ایسے مضامین کو سنے  
تو تم مر جاؤ گے یا خون تھو کو گے۔ امر او درو سائے ناواقف یہ کلمہ سن کر توجہ نہ کرتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی  
کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور سر پر مرزا صاحب  
باوازد بلند تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ بعد مجلس ایک صاحب ملت و شتم نے ماجارہ پھر مرزا صاحب پوچھا کہ یہ  
پیر شکستہ حال سا کون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھا دیا کہ یہ حضرت آتش غزل کے استاد گیارہویں  
خود خواجہ آتش نے ایک زمانہ میں مضامین کہے ہیں سخت محنت کی تھی تو خون آسنے لگا تھا۔ وہی اپنا تجربہ  
زار ہے تھے۔

مرزا صاحب غزل میں آتش کا رنگ لکھنؤ والوں میں اور غالب کا۔ دہلی والوں میں بہت  
پسند کرتے تھے۔ ہاں ہمہ کبھی کسی دوسرے استاد کو کلمات نا سنا سے یاد نہ کرتے تھے ایک اور  
کمال ان میں یہ تھا کہ اگر کبھی بھی کوئی معترض ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس استاد کا وہ معترض یا  
شکار ہوتا تھا اسی کی نظیر میں نظم سنا کر اسکو چپ کر دیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب غزل  
صاحب شہنشی و عارف و غیرہ نے جو مرزا صاحب کے دربار میں اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس میں  
یہ مصرع سن کر سندوق مشرقی سے نکالی کتاب صبح۔ نہایت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر عنایت  
فرمائیں۔ مرزا صاحب دوبارہ مصرع پڑھ کر فرمایا کہ یہ مصرع یوں بھی ہو سکتا ہے سندوق آسمان  
سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی  
معلوم ہے کہ جو مصرع آپ نے دوبارہ پڑھا یا تھا اس میں مجھے مشرقی کیوں پسند ہے وہ بولے۔ نہیں  
حضور۔ فرمایا اس لیے کہ ایسے الفاظ نگینہ آپ کے استاد ذبا آتش کو پسند ہیں وہ فرماتے ہیں کہ  
ہم بھی کشتہ مری نیرنگی کے ہیں یاد رہے اور زمانے کی طرح رنگ بد سننے والے

پھر فرمایا مجھے متبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر میں نے عمدہ نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو  
یہ کہہ کر نکالے کہ اس شعر میں نیرنگ بہت اچھی طرح آسکتا تھا۔ پھر ضعیف نے نیرنگی کیوں باندھا جس میں  
تفصیلی بھی ملتی ہے۔ مرزا صاحب مرحوم نے معذرت کی کہ میں ہی میرے دل میں آگئی تھی جو میں نے یہ مصرع حضور پڑھا دیا

حسین  
غزل  
میں

مرزا صاحب کے استادوں میں مرزا محمد رضا صاحب برقی مرحوم کے والد ماجد جناب مرزا کاظم علیہ السلام  
صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے (جس کا کہ میں پہلے کہ چکا ہوں) اس لیے برقی صاحب کا بھی وہ نسبت کا لحاظ و پاس کرتے تھے  
وہ مشاعروں میں جا کر عام طور پر غزل نہ پڑھتے تھے۔ مگر برقی صاحب نے جب ایک دھوم دھام کا مقام  
کیا اور مرزا صاحب نے آ کر اصرار کیا کہ آپ ضرور غزل کہیں اور لکھتے ہوں تو فرما کر پڑھیں تو مرزا صاحب نے  
(مشہور) غزل کہی اور مشاعرے میں پڑھی جس کا مشہور مطلع یہ ہے۔

دفن کرنا مجھ کو کسے یا رہیں قبر بسیل کی بنے گلزار میں  
جو رنگ مرزا صاحب کو ناپسند ہوتا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں بابے تکلف دوستوں سے صاف  
کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ منشی سید محمد معجل حسین صاحب منیر حب کا نے پانی سے جھوٹ کر آئے ایک دن  
اپنی چند غزلیں سناتے بیٹھے دیوان خانہ میں مرزا صاحب بن اور وہ ہیں۔ مرزا اچانک مرحوم فرماتے تھے  
کہ میں اور میرے چھوٹے بھائی عطارد اور کئی لڑکے بھی غزل سننے کو دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔  
منیر نے مطلع پڑھا۔

چھڑا جلا خاک پہ بہت خانہ خلیگ کا چھوٹا بے نیل گاؤ یہ کتنا فنگ کا  
میں اور بس ساقی (طے) ہی مصرع پڑھتے ہوئے باہر سے باہر بھاگے۔ چھوٹا بے نیل گاؤ یہ کتنا فنگ کا۔  
مرزا صاحب نے منشی منیر سے کہا کہ آپ ایسے اعلیٰ درجے کے شاعر ہر ہو کر اس مبتذل رنگ کو جس میں  
دیکھیں بچے تک ہنستے ہیں کاٹیں۔ منیر مرحوم نے عرض کی۔ بہت بہتر اور فوراً یہ مطلع کاٹ دیا غلامی  
وجہ سے دیوان مطبوعہ میں یہ مطلع نہیں لکھو وغیرہ میں مشہور و معروف۔

حضرت آتش کے شاگردوں میں جو سلام وغیرہ اصلاح کے واسطے آئے روبرو پیش کرتا تو کہتے  
تھے کہ جاؤ میرے سلام و مرثیہ وغیرہ پر اصلاح کو جو نیا شاگرد مستطیع ہوتا تھا۔ تو شیرینی بہت سی لاتا تھا  
جناب امیر کی نذر دے کر تمام ملازمہ اور احباب میں بٹواتے تھے۔ جو بکثرت تھے

اصلاح دینے کا طریقہ یہ تھا کہ خود مرثیہ پڑھ کر یا سن کر لفظ بتاتے اور وجہ بتاتے  
جاتے تھے اور اگر کوئی موجود نہ ہوتا تو وجہ اصلاح مختصر لفظوں میں حاشیہ پر لکھ دیتے تھے صغیر بگرا بھی لکھتے  
میں کہ میں نے ایسی معلومات کا شاعر و مرزا میں دیکھا۔

مرزا صاحب علاوہ اوروں کے بھائی کا اور قاضی کے بھی شاگرد تھے۔ فارسی کا بعض کلام تو دوسرا نام  
میں چھپ گیا۔ بعض چھپا رہا۔ مگر بھائی کی چند نظمیاں وغیرہ جو مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم شاہ اودھ کی  
فرمائش پر انھوں نے کہیں تھے وہ مرزا اچانک صاحب محفوظ فرماتے تھے کہ اب تک محفوظ ہیں۔ لاخط ہو دربار

اصلاح دینے کا  
طریقہ  
اور بھائی کا  
شاہری

صنعت نواب والا قدر شہزادہ اور وہ جو بھاکا کے مستند شاعرانہ جاتے ہیں ان کو بھاکا میں اصلاح دینے تھے۔ ایک ان میں یہ بھی کہا تھا کہ حسن نگ کی طبیعت شاگرد کی ہوتی تھی اسی طرز کی اسکو اصلاح دینے تھے۔ چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظر کے کلام پر اصلاح دینے میں ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبان انیس مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب اپنی تصنیف میں بچتے تھے۔ جیسے

نہ بے پر کڑیل جہان وغیرہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہر سون میں ویسے بازاری محاورے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہر سون کی شان کے شایان ہیں آج مزاحیہ کلام ان کا علاحدہ نہیں ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ ایسا کلام سب مشیر مرحوم کو بخند یا تھانہ ارون محاورے ہر سون میں ایسے نظم کیے ہیں جو اگر کسی شاعر کے کلام میں نہ ملیں گے۔

نواب شہید سید اسد علی صاحب متین کے نوحہ میں ایسے مبکی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے نہ بیا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متین کے نوحے اپنے طرز میں بے مثل ہیں۔ نواب شہید مدوح اور فقیر سنا ہے ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوئے تھے۔ مگر مشیر کی طبیعت ہر سہ کے لیے موزون پائی اور متین معذور کو نوحہ کہنے کے قابل پایا۔ دونوں کو ایک ایک ڈھرتے پر لگا دیا۔

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردوں میں سے جو دوسرے شہر وں یا دیہات کے رہنے والے ہیں وہ اپنی اپنی لہجہ یا شہر میں قابل تقلید کامل مانے جاتے ہیں۔ مولوی فقیر حسین صاحب عظیم۔ مولانا شاد عظیم آبادی و ضعیف بگرامی و خان بہادری اس کے لڑپٹے سید اولاد حسین صاحب آج پھر سری اور مولوی اسد علی صاحب فقیر۔ اور نواب متین اور حکیم قدیر الدلہ سید محمد علی صاحب قدیر پوٹو ظہر ہدی صاحب اہم جہولی مولوی غلام عباس صاحب تہر اور میرز کی بگرامی اپنی لہجہ اور شہر میں نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرہ دربار حسین سے معلوم ہوگی۔

خط۔ مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی میں لکھتے تھے۔ وہ خط شفیعا عمدہ اور جلد لکھتے تھے۔ مگر اس زمانہ کی روش کے موافق حرفوں پر نقطہ بہت کم لگاتے تھے۔ اسکا نمونہ حیات دہیر کے صفحہ ۴۹ پر چھپا ہے جس میں ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع میں تغیر کر دیا ہے۔ طنہ بیتے تھے سل سادہ سے قوم دخل۔ لفظ سل کو صلح (صاوستہ) لکھ دیا ہے۔

جناب حاجی محمد جعفر عربت پیارے صاحب شمس آبادی نے نہایت حیات دہیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دہیر میں دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم (نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب ولہا صاحب

ہر سون چلائے  
دینے کا طریقہ

نوحہ پر اصلاح  
کا طریقہ

مرزا و فقیر شاگرد  
بچائے خود  
مرزا و فقیر

نہ بے پر کڑیل  
نہ بے پر کڑیل

پس شمس آباد کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خود خط شفیعا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس لازم ہوگا کہ یہ خط نکالیں دیکھ کر معلوم ہو کہ جناب مرحوم خط شفیعا خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیج دی تھی جو نواب و لہا صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ شوال ۱۲۸۳ھ ہجری کو آیا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فارسی میں ہے اور اس زمانے میں عمود الہی لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ فخر صرف مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھ کر اردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود انکا دعویٰ ہے۔ وہ فارسی میں تالیفی نقش ہائے رنگ رنگ۔ گزرا زجوط اردو کہ ہر رنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ خیر الاسماء رضوان اللہ علیہ صدق وصفہ۔ موصوف صفت ہر وفا۔ اقبال مصاحب۔  
جناب نواب محمد علی صاحب دام مجیدہ۔ بعد سلام خلوص الفہام و تمنائے گل چینی حدیقہ مہر ملت سرت  
انجام۔ مرفوع ضمیمہ خوشنویسیر باد کہ دریں ایام مقارقت و عدم مہر ملت انچہ از حجاب غیبی بطور آگاہ  
تیا زمانہ دیگر تفصیل آن عنقریب رسالہ نیلایم۔ درین وقت تقصیر بلکہ منتظرے از دفتر فضائل محمد  
جناب سید جمال الدین حسین صاحب قبلہ ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب  
منفقہ کچھ تحریری اکرم کہ جناب ممدوح اباعن جد جلالت سیادت پیرستہ و تلج سعادت آراستہ دہندہ سب  
شیعی الظہر الشمس و ابین من الالاس ہستند۔ و تخلص باجناب ممدوح نیاز قدیم می دارد و از عقائد  
مستحکم و انعقاد مجلس عزاکہ بدلت خانہ جناب کرم الیہ می شود اکثر شرف اید و زہد شاکت شدہ۔ خاطر  
شریف مطمئن باد۔

مرزا سلامت علی

مخلص دبیر

عفا عنہ ربہ القدیر

ایضاً  
کلام از

جوش معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مسح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے  
کرنے میں جتنے ہاتھ آنکھ وغیرہ سے آدمی اشیائے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ نمبر یہ ہاتھ نہ اٹھانا نہ بتانا چاہئے۔ انکا کلام  
خود تمام واقعات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ارتھ سوتقی میں داخل ہے مگر روز خوانی میں بھی بتانے کو معیوب قرار  
دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔

ماحق کا نہ چھپانا چلا نا ہے بیکار نہ ہر بند یہ بتلاتا ہے ابن شہ مردوں کا ناناخوانی میں صد شکر کہ پڑھنا امر دلانہ ہے  
انھوں نے کبھی کسی شاعر کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو کچھ ایک شاعر کا ہوا جو مرحوم کے انکا طرز  
ایا یا عفا حید صاحب اعجاز حسن صاحب ازل یہ حسن صاحب و واقعات میں لکھا تھا۔ اور نواب صاحب

ایضاً  
کلام از

عہ زیادہ مرحوم کے اکثر خطوط یہ موجود ہیں جن میں ایک لے ادیب ریڈر لکھنؤ یونیورسٹی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں متواتر آٹھ بار ادیب کے عنوان سے شائع

جس بشنوی ہر عشق کے واقف تھے آغا حید صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اسی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جو شاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھائیے تو میرا شرف الدین یا میر محمد مرزا صاحب ظہیر باغیہ صاحب کے سپرد کرتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا مغل مرحوم کے ایک شاگرد صاحب بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جس کا نام میرا دلا حسین صاحب وخلص تھی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میرا دشاہ علی صاحب بقا۔ رخصت میر قبا اور مرزا محمد عباس سیفر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب وقار تھا۔ اس کے ساتھ دو ایک شعر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہو جاتے تھے۔ جن کو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں رستے رستے اکثر آدمی بے ہوش ہو جاتے تھے کیونکہ جن کے موقع پر بہت بتانے سے اکثر رقت سلب ہو جاتی ہے۔

مستر نواب حامد علی خاں مرحوم و مغفور حیات دیر کے پندرہویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں۔ ملٹن اور سکسپیر کا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے بعد اول اور طریق پر پروفیسر مارٹنی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بوقت ہی تصویر بن جاتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو مہج کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہو کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق الگ لگے تھا۔ فی زمانہ مرثیہ پڑھنے پر تامل ہی ایسی پڑ گئی ہے جس کو کچھ قص منبری کہنے لگے ہیں۔

تصنیف کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کلام یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً۔ رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیے گا۔ سرنا۔ کی بندش الفاظ کی شان حد ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسین کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ایسی نصیحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ ہی کچھ اور ہیں۔ جن میں وسلاست ہو کہ گویا یہ دوسرا شخص نظم کر رہا ہے۔ اس بات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں۔

ہے نرم سراپا تو زبان دہی ہو اورین کے مابین بیان بھی ہو کسبہ بلند ہو تری فکر دیر کہتی ہے زمیں کیے سہاں بھی ہو پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہائے ہیں۔ اور دقیق اور بلیغ کلام کی تو کچھ حد نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعرا تو پست نظر آتے ہیں۔ مولوی شبلی صاحب سے ٹکرائل کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدایع میں بے تکلف کلام بھی دیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر ان کو کس قدر قدرت تھی۔ عایت لفظی سبقت ہے جو دل کو پسند ہو۔ اور بھری ہوئی اور بنوٹ نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں حیات دیر اور المیزان میں کلام دیر دیکھئے۔

عہ نقارم کے ایک شاگرد نواب میر عبدالحسین خاں صاحب پنا در ریاست عالیہ بکین پٹی میں جاگیر دار ہیں خاکسار خیر نے جناب مدوح کو مناسبت نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں۔ حقیر خیر ۱۳

لندن کا  
برٹن پڑھنے  
والا دیر  
طریقہ  
نصیحتی ال  
تھا۔

نصائح  
کلام دیر

اور پورے چند مثنیٰ اس کتاب سبع مثانی میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو ملیں گی۔ بعض مباحثہ کرتے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مثنیٰ میں ظرافت کی ہرگز گنجائش نہیں درجہ مجلس عزائیں وقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت شیر مرحوم کے ہر سیدوں میں آپ کو نظر آئیگی خصوصاً سب سے زیادہ جو مشہور مقبول ہر سید جس میں مغل کی زبان بعینہ نظم کر دی ہے جس کا مصرع مشہور یہ ہے سہ منلی نہی تھی چاہے سو شیریں ہو گئی یہ سہ سس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے اسکو شیر مرحوم کو بخش دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد کے اور ہر شیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہو سکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو ذرا تمام میں جلدوں میں ملتے ہیں۔ مگر سکاڑا حصہ دس مثنیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث و قابض ۶۰۔۷۰ برس تصنیف کو گذر جانے کے بعد بھی نہیں نکالتے۔ نہ معلوم اب اس سے وہ کیا کام لیں گے۔

واقعات حزن و دلال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اوروں کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مثنیٰ مطلع سے مقطع تک مسلسل نہیں۔ دبیریوں انیسویں کی بحث میں بیات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ ایسے کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں مسلسل نہیں ہوتا۔ دبیر کے جواب دیتے تھے۔ بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہو گیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم مسلسل و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں ہلکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مثنیہ گوین عرب و عجم۔ ہندو ایجنے و عیال خرمی ملا حشم و مرزا رفیع سودا کے مثنیے لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ مثنیے میں ثنوی اور قصہ کا ایسا تسلسل کسی استاد کے کلام میں نہیں جس سے نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور ثنویوں کے لئے ہی یہ بات لازم ہے۔ اردو مثنیہ صنف سخن کی جان ہے۔ اس میں کہیں ثنوی کہیں قصیدہ۔ کہیں غزل۔ کہیں واسوخت۔ کہیں توجیع بند کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب امیر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ دبیر حشم و سودا مثنیے کے استاد تھے۔ مگر معصوم نہ تھے۔ سب سے غلطی ہوئی پس ایسے بزرگوں کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مثنیہ پیش کر دینا چاہئے۔ جو ان جناب نے حضرت ابوطالب و جناب محمد مصطفیٰ و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہئے کہ لیجئے جناب کلام معصوم بھی سندیں موجود ہیں بایں ہمہ سہ ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں۔ تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مثنیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کر چکے اور انکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ آپ کو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مثنیے

عہ استاذی حضرت رفیع و ظہیر العالی نے جب سبع مثانی کے مثنیوں کا مقابلہ اصل مثنیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شائع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہترین مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیقہ خیر ۱۲



بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں۔  
 وہاں نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود  
 داری۔ وضع داری حاضر جوابی ایفا سے وعدہ خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں  
 اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدر دانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں  
 میرا نہیں مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو انکے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میرا شرف الدین  
 صاحب جو نواب دولہا صاحب رئیس شمس آباد کے بنوئی تھے (اور جنکے فرزند ارجمند نواب نے صاحب سے حیات دیر  
 میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) ان کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپکو معلوم ہو گا کہ ۱۲۹۶ھ ہجری  
 میں جب میرا شرف الدین مرحوم ہوئے تو یہ نواب نے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے انکو شاہ اودھ کے دربار میں لجا کر  
 انکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر انکے شمس آباد والد کے ساتھ آنے پر برسوں ننھا خزانہ شاہی سے  
 لے لیکر بھیجا گئے میرا شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی مختصر لائف لکھ دوں تمام لکھنؤ میں مشہور ہے کہ میں نے  
 والا دوسرا ذکر ان سے بہتر نہ تھا جب میرا نہیں صاحب مرحوم عہد امجد علی شاہ مرحوم میں فیض آباد سے لکھنؤ کے دھیرپور  
 زندہ تھے (میرا شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گرے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میرا نہیں صاحب مہر دور  
 کے مرثیہ پڑھنے کے بعد باقی مجلس نے میرا شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل تو ہائیں  
 میرا شرف الدین صاحب تے حکمت اٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑھے تھے کہ مجلس میں ٹپس پڑ گئی۔ میرا نہیں صاحب  
 بار بار انکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کہتے تھے۔ سرکار حسینی میں ہے حصہ سب کا (اس حکایت کو علاؤ نواب  
 نے صاحب کے بہت سے ہم عمر آدمیوں نے بیان کیا ایک ان میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جبکہ مطب نحاس میں کوٹ  
 گنج کے پل کے پاس ہوتا ہے) ان میرا شرف الدین مرحوم کی حم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ راجی اکھر پڑھے تھے  
 شاگرد عزیز غنیمت چھوٹ گیا۔ عشرت کا چمن لشکر غم لوٹ گیا۔ شیشہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صمد ظاہر بہ نفاق سے ہو کہ دل لٹ گیا

علاؤ، سچپران غیر نے اسی جلد کی تنید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے ان طبعہ جلدوں میں کم مرتبے ایسے ملے ہیں جو ربوط ہیں۔ اب  
 ناظرین اس جلد سبع ثانی کے مرثیوں کو تلا حظ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرثیہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے تنید  
 علاؤ اس بیت کے متعلق شاید عارفان مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جو انان خیر و۔ صل علی نبی کا مرتع ہو درود کسی نے جلا کر  
 کیا حضور یہ قافیہ مجھ میں نہ آیا مرزا صاحب نے فرمایا آپ زہمت کر کے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا ختم مجلس پوچھیے بندہ نوازی آدمی را کشت  
 لازم است۔ عود را اگر یزد باشد ہیزم ست اثناء یہ تھا لازم کی ہے، کو کسر ہے ہیزم کی ہے، کو کسر نہیں اسطرع خوب کی ہے، ساکن ہیزم  
 کی اب ہتھک معترض صاحب پھر پڑے قافیہ صحیح سی مگر اصلاح قلاع کیا ایسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے فوراً فرمایا اصلاح کار کجا دین خراب  
 کجا ہیں اتفاقاً ہ از کجا ست تا کجا لکھ کر مرثیہ شروع کر دیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھا دیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا کجا اب ہتھک ہے ۱۲

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ کہا تھا اُس کے مادہ کا مصرع یہ ہے **لحدوا کر قبول حسین جس سے شمس ہمیری**  
**ہیں۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے۔**

مرزا صاحب کی دعوت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اس قدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث  
 دین میں و حکام اُنکو اپنا بزرگ قابل تعلیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد طویل صاحب بگڑی سابق مہتمم مطبع اشاعتی  
 دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حدیث "صدر الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا  
 صاحب سے ملنے دو لنگہ سیدہ جلیلہ امام باندی سیکم صاحبہ پر دپٹہ میں آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول  
 اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ او سپر تنزیب کا  
 انگری کھازیب تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دلیں  
 سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مغل ہیں۔ الگ اُنکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک لکھنؤ کی فردوسی دار  
 اور پانچ روپیہ اسپر کھکر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمائیے۔ انھوں نے رضائی  
 یہ کسکر لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور نے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دوں گا کہ میرے کفن میں گھریا  
 غفور رحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخش دے صریح کسکر واپس کرے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہو تو ظہر  
 لیتا ہوں سے اگر کشتی فرزند احمد صاحب صیغہ سے تخلص میں یہ تمام واقعہ دہرایا۔ صیغہ مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب  
 سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صہ تخلص میں لئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے  
 کہا کہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس نثری کا کوئی دنگہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب سے  
 کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و منزل دیکھئے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے  
 قابل دلائق فرزند شمس العلماء مولوی امداد امام صاحب نے ربا و صیفیکہ اُنکو نشی سید فرزند احمد صاحب صیغہ شاگرد حضرت  
 و میر غفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے) مثل مولانا شبلی کے تو نہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات  
 سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد منظر الہادی صاحب سہیل مرحوم امر و ہوی کو تقریبات حیات دہر میں لکھنا پڑا کہ  
 شمس العلماء علامہ شبلی جیسے شہوفا مصل اور قابل مصنف اور شمس العلماء مسٹر امداد امام صاحب ایسے لائق اہل علم  
 کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ اُنکو کس قسم کے دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل  
 ہے کہ حضرت شبلی کا یہ عہدیت گو لگتا ہی بلند ہوا درجناب مسٹر امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے چاند ہی  
 کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پہلے کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے  
 جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرتبت کے میدان میں یکہ تازہ ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی  
 عہ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آئندہ درج ہوئی ہے حقیر خیر ۱۲

مرزا صاحب کی دعوت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اس قدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث  
 دین میں و حکام اُنکو اپنا بزرگ قابل تعلیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد طویل صاحب بگڑی سابق مہتمم مطبع اشاعتی  
 دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حدیث "صدر الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا  
 صاحب سے ملنے دو لنگہ سیدہ جلیلہ امام باندی سیکم صاحبہ پر دپٹہ میں آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول  
 اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ او سپر تنزیب کا  
 انگری کھازیب تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دلیں  
 سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مغل ہیں۔ الگ اُنکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک لکھنؤ کی فردوسی دار  
 اور پانچ روپیہ اسپر کھکر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمائیے۔ انھوں نے رضائی  
 یہ کسکر لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور نے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دوں گا کہ میرے کفن میں گھریا  
 غفور رحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخش دے صریح کسکر واپس کرے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہو تو ظہر  
 لیتا ہوں سے اگر کشتی فرزند احمد صاحب صیغہ سے تخلص میں یہ تمام واقعہ دہرایا۔ صیغہ مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب  
 سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صہ تخلص میں لئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے  
 کہا کہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس نثری کا کوئی دنگہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب سے  
 کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و منزل دیکھئے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے  
 قابل دلائق فرزند شمس العلماء مولوی امداد امام صاحب نے ربا و صیفیکہ اُنکو نشی سید فرزند احمد صاحب صیغہ شاگرد حضرت  
 و میر غفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے) مثل مولانا شبلی کے تو نہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات  
 سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد منظر الہادی صاحب سہیل مرحوم امر و ہوی کو تقریبات حیات دہر میں لکھنا پڑا کہ  
 شمس العلماء علامہ شبلی جیسے شہوفا مصل اور قابل مصنف اور شمس العلماء مسٹر امداد امام صاحب ایسے لائق اہل علم  
 کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ اُنکو کس قسم کے دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل  
 ہے کہ حضرت شبلی کا یہ عہدیت گو لگتا ہی بلند ہوا درجناب مسٹر امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے چاند ہی  
 کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پہلے کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے  
 جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرتبت کے میدان میں یکہ تازہ ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی  
 عہ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آئندہ درج ہوئی ہے حقیر خیر ۱۲

کی شان میں بھی کہنا پڑتا ہے معذوردارست کہ تو اور زائدیدہ، اب یہی عرض کر دوں کہ وہ غالب مرحوم (شاعر غالب) کی تحریری شہادت کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کن راہوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی۔ ایک راہی تو منشی سید فرزند احمد صاحب صغیر بلگرامی آکرہ مقامی ہیں جو اپنے تذکرہ جلوہ خضر جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ پر سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں بہ تمام دہلی اپنا پوچھنا اور مرزا صاحب موصوف کا مصنفہ مرثیہ سنانا اور اس کے وہ تین بند لکھ کر لکھتے ہیں کہ یہ بند بھی حاضرین میں پڑھ کر مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ واقعی یہ حق دیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں قدم نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرے شاہد مولوی محمد امجد علی صاحب ریاض خلص ہیں جو دہلی دیکھنے حرم سنہ ۱۲۸۵ میں دہلی گئے۔ اپنے سفر نامہ کا نام سرور ریاض رکھ کر چھپوایا۔ یہ حرم کے واقعہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا غالب نے تین بند اپنی تصنیف مرثیہ کے سنانے لوگ روئے پٹے چلائے۔ وہ بند میں نے طلب کئے۔ مرزا نے اپنے دست خاص سے لکھ دئے (اس موقع پر وہی ۳۰ بند لکھے ہیں جو حقیر نے لکھے ہیں) پھر ریاض مرحوم لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دیر کا ہے۔ وہ مرثیہ گوئی کیا فوق نے کیا ہم سے آگے نہ چلانا نام رہ گیا۔

یہ تو دو شہادتیں دو کتابوں میں بھی ہوئی ہیں اب ایک چھپی ہوئی شہادت بھی سن لیجئے جو بعد اشاعت حیات دیر صاحب حیات دیر کو بنانے اب سید محمد جعفر صاحب عرف نواب بیابے صاحب مرحوم موسیٰ بے عدیل نے ایک خط میں لکھ کر بھیجی ہے۔ حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میرے والد مرحوم جناب حکیم سید محمد علی صاحب عرف نواب دوہا صاحب فیس آبادی سے مرزا غالب موصوف نے دہلی میں کہا تھا کہ بھائی امبدہ فیاض کا داروغہ دیر سے سے ملا ہوا ہے۔ جو نیا مضمون ہوتا ہے وہ لہجہ اگر دیر کو لے آتا ہے۔ دیر نظم کرتے ہیں اور سب شاعر حاضر منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ ایک غالب مرحوم پر مخم نہیں بلکہ اس زمانے کے عموماہل کمال مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مرزا دیر کے ایک منکر کمال نواب نصیر حسین خاں صاحب خیال (سید علی محمد صاحب شاد مرحوم کے تعلیم یافتہ بھانجے۔ علوم جدیدہ مغربیہ سے آراستہ) بھی دکن ریویو کے پرچہ دسمبر سنہ ۱۸۷۰ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں جناب مرزا صاحب سب سے بہترین شاعر تصور کئے گئے۔ اور بڑے بڑوں نے اس وقت ان کے کلام کے آگے سر ڈال ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو دیباچہ حیات دیر صفحہ ۲۸۔ اتنا اور بتا دوں کہ ان بڑے بڑوں میں نواب خیال صاحب کے ناما مرحوم اور ان مرحوم کے بھائی۔ بھی شامل ہیں۔ جو عاشق کلام و کمال دیر تھے۔ اور تو اور مرزا محمد حسین جتیا آزاد مرحوم مصنف آب حیات بھی (باوصیفیکہ یہ انیس ہی مرحوم سے سنہ ۱۸۷۰ء میں لے۔ اور انہیں کے خاندان سے راہ رسم تھی کہ اب حیات میر تقی میر مرحوم کو ہدیہ بھیج دی انہوں نے جب رسید دی تو دوسرے اڈیشن میں اسکی شکایت کی۔) نفس مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے ہیں۔ تفصیل اس اجال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حال میں میر صاحب کا مقابلہ کرنا لکھ کر صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں کہ دونوں کے کمال نے سخن شناسوں کے ہجوم کو دو حصوں میں بانٹ لیا۔

غالب  
کی شہادت  
کا دہلی  
مقام

ازاد  
میر پر مرزا  
کو ترجیح  
دیتے ہیں

نفس  
مرثیہ گوئی  
میں میر  
پر مرزا  
کو ترجیح  
دیتے ہیں

آدھے انیسے ہو گئے آدھے دیر نے ان کے کلام میں محی کر کے کا لطف جب ہے کہ ہر استاد کے نم-۴-۵- سوم شے بجائے خود ڈھونڈا اور پھر مجلسوں میں سکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کثرت کامیاب یا ناکام رہا ہے اسکے مزہ انیس میں اس نکتہ پر میر انیس کے حال میں کاوش کرونگا۔ میر انیس کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اور لکھ چکا ہوں یہ بات درست نہیں) کہ مرزا دیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدائے دیا تھا۔ ان کا مرنیہ کوئی ادبی بھی پڑھا تھا تو اکثر رونے رلانے میں کامیاب ہوتا تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علماء و شعرا و حکماء ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر مرزا صاحب سے بھی ملتے اور دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا پر میر کو غالباً تفضیل دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مد مقابل نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معانی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دیر جلد اول میں دستور علی صاحب بگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

اب علامہ جاشی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس الدہا۔ محدث کامل۔ مولوی سید سبط حسن صاحب کے فری ۱۱۰-۲۔ جناب غفر انجانب مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب طبع و عشرہ کالم میں مولوی مقرب علی خاں صاحب مولوی غلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ٹیلاہ و صاحب عجاز الترتیل کو داران کے اس سوال کا دیر و انیس میں سے کس کو ترجیح ہے؟ یہ جواب صاف دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح و شیریں۔ (اور مرزا صاحب کا کلام) دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند

کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیا جاسکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور شرح فرمائی ہے وہ حیات دیر یا اصل کتاب عشرہ کالم سے آپ کو معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳۔ سید التکلیفین آیت اللہ فی الدنیا میں شمس الدہا مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس آب۔ ۴۔ مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ وکیل ہائی کورٹ کھنڈو تاریخ دفات میر انیس صاحب مصنف مرزا دیر صاحب پر جو اعتراضات کر کے اور اخبار میں کسی صاحب نے چھپوائے تھے۔ ان کے معقول و دندان شکن جواب ان عالم کامل نے دیکر بصورت کتاب چھپوایا ہے اور اس کا تاریخی نام جلوہ عجیب سخن فہم ہے۔ ۵۔ مولانا سید غلام حسین صاحب علامہ کنتوری مخفور۔ چکے تھانینا لاجواب ماتین الفار الاسلام دلائل وغیرہ ہیں۔ ۶۔ مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷۔ مولوی عبدالرحمن صاحب کھنڈو فرنگی محلی۔ حنفی عالم کامل۔ ۸۔ مولوی عبدالعلی صاحب اسی نام کھنڈو فرنگی عالم کامل

مرزا صاحب کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدائے دیا تھا۔

۹۔ مولوی سید محمد حسن صاحب قرقانی مرحوم رئیس میٹھ۔ ۱۰۔ شیخ مظفر علی خاں صاحب امیر مغفور۔ ۱۱۔ شیخ امیر احمد  
پٹنائی۔ ۱۲۔ شیخ سید اسماعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ سٹر نواب حامد علی خاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ میرزا  
حاتم علی صاحب مہر۔

علاوہ ان کے اور بہت سے کابل مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا سیدر دہے جو مولوی شبلی  
صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بد مذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں  
کا ملوں کو برا بر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بد مذاقی کی بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یادگار انیس  
مولوی علی احمد صاحب علوی (بی بی ملے) یہ بد مذاقی اس شتم کی تھی۔ کہ سارا لکھنؤ جو اس وقت شعر و سخن کی کمال  
تھا (زندہ) زندہ کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے کمال ہی آج اسی بلا میں گرفتار تھا۔ اور  
ان دونوں باکمالوں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور دانشور پر داز سے قلم سے نکلا۔ اور  
اُس میں خیالات کا اظہار نہایت سہل باکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سارے ملک میں آگ لگ گئی دیرے تو ناراض ہوئے  
ہی۔ بعض ایسے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسکی تردید میں کئی کتابیں شائع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب آرد ویران ایک  
بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ وہ  
دیر کی بابت ایسی غیر منفغانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعرو سخن  
کی کمال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جن میں پڑھتے تھے اسکا غرض ذکر حیات دیر سے لکھتا ہوں۔  
اسی کا اقتباس مولف یادگار انیس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانی نیکم نصیر الدین حیدر قلم شاہ اودھ  
مرحوم کی مجالس عشرہ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی تھی اور سالانہ  
بعد عشرہ عزرا معقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپے  
ملتے تھے۔ یہ بڑی قیاض اور سیر چشم نیکم تھیں جبکہ مقبرہ ابٹکا لکھنؤ میں یادگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی  
سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذہنی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ نہ وجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔  
۲۔ مہاراج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم سخی۔ عزادار گذرے ہیں  
پہلے میر منیر مرحوم کے مرنے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کر بلائے  
زیارت کو گئے وہاں کلید بردار دھنہ حضرت ہو گئے (دوح مرحوم) آیا در حسین پر سوئے جناں گیا۔ پہونچا  
کہاں کہاں سے کہاں سے کہاں گیا۔ اُن امیر بادل کی تائینخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادہ تاریخ  
کا مصرع ہے۔ سہ دس پناہ وصال دوزوار امیر و متقی۔ جس سے ۱۳۸۲ھ تکلتے ہیں۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر  
عہ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوارام حراج زمن۔ والہ نام علی و تابع شرع نبلی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو

لکھنؤ  
بازار  
نئی  
جلیں

خلف حیدر بیگ (نائب آصف آکد) وہ بھی ایک نہایت دولت مند امیر کبیر کے یہاں تمام چلم کی مجلس اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف ان کے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو سنکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر انیس خفین آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا تم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزائم میں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کی وجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی کہ ایک دن سستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں آواز بلند حاضرین کہا کرتے تھے کہ آج ذکر کو سنکر گل کے خواندہ کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ آخر خود بھی شاعر تھے۔ ان کے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے میر باقر تاجر مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی حجہ میں سالانہ دو مرتبے نئے مرزا صاحب ۲۵ کو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت پورانی تھی۔ پہلے میر ضحیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حیدر حسین آباد مبارک میں بعد محمد علی شاہ لازم ہو گئے تو خود انھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر مقرر فرمایا۔ میر باقر تاجر اور مرزا صاحب ساتھ کھیل کر پڑے ہوئے تھے۔ بعد غرض کہ وہی مجلس کے مقابلہ پر ۲۵ رجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے مقرر فرمائی تھی جو مدت تک چٹھویں پر۔ دلارام پنڈت کی بارہ درسی میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید قتی صاحب مجتہد حرم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد تحسین علیاں) چوک میں ہوتی ہے۔ اور تاجر مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے وارث یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک دن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ یہ کوئی نئے نہ تھے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی نقی خاں مرحوم وزیر شاہ اودھ کی عشرہ محرم کی مجالس میں تین روز تک تیس استاد پڑھتے تھے ساتویں کو میر انیس۔ آٹھویں کو مرزا دبیر۔ نویں کو میر ضحیر مرحوم جیسا کہ دربار حسین میں مفصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کاشا میاں ہوا سے پرہ گندہ ہوئے پر خود بادشاہ قدر شناس و علم دوست نے چتر لگایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ ملاحظہ ہو۔ مسند آریٹے امارت میر برج اختتام۔ ابرو جو و قلم فیاضی در دیادلی۔ آبرو دے زہر و قلعوے گوہر برج درع۔ عالم دہر روزہ و شب زندہ دار دائمی۔ گنجائے شانگاہ صرف عزاداری نمود۔ کس ندیم بھیجو او در کھٹورا در دستخی۔ الکتاب دولت درج و زیارتنا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سبط نبی شہر شادمان او در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بر زبان ہم خفی دہم علی۔ در ثبات و صبر تسلیم در رضا و احتیاط۔ از میان اہل ایان بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گشت چوں سرور ہستی۔ سال مرگ اندر صفاتش نظم کردم لے منیر۔ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی ۱۱۔

جیسا کہ شمس الضحیٰ اور حیات دہیرے ٹن ہو اسی زمانے کا حال غفرانکاب علامہ جالسی کے حوالے سے حیات دہیریا  
یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں شاہ اودھ ممدوح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ  
(خداوند) گویا اہل دربار کا سخن تکیہ تھا خلوت میں ہی مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو  
خداوند کہنے میں شاید مرزا صاحب کو اکراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو سنگترا لے لیا۔ دوسرے دن کی  
مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں۔ یا سلسلہ  
وضع کا پابند کہوں۔ اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دہیر۔ بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں۔ (۲) حید  
کو غنی سب کو غر فمند کہوں۔ بچہ ہیں شرف انکے میں تا چند کہوں۔ ہے شیر خدا میں بخدا شان خدا۔ اس  
بندہ کو سو بار خداوند کہوں مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں کہنا زیبا ہے۔ بادشاہ نے اداں  
مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھئے۔ ان مصاحب  
نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ اُن راز دار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ سنا کھلا  
اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامد میں ضائع  
نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (درباعی) پیش امر طالب زر جھکتے ہیں۔ سجدے کی  
طرح مجھے کو سر جھکتے ہیں۔ سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہواں سوا جد ہر آدھر جھکتے ہیں۔ وہ کبھی کسی  
بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے  
درباری ہیں شاہان دنیا کی دربار داری اور درباری پوشاک سے ہلکوا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔  
سرکار سلاطین سے سر و کار نہیں۔ جز مجلس مولا کوئی دربار نہیں۔ دلچ ہوں میں امام بے سر کا کیر  
سامان کیا کہ میری درکار نہیں۔ افسوس کہ ایسے بزرگوار پابند وضع کی نسبت بھی بعض مولفین حالات انیس  
نے لکھ دیا کہ مرزا صاحب بلکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عمامہ باندھے  
ہوئے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا امجد صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بہتان عظیم ہے  
اور بلکہ کشور مرحوم کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے۔ جس طرح کہ سلطان عالمیہ یا ملکہ زمانی کے  
میاں میر صاحب نہیں پڑھے۔ ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آریہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین  
کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی  
نظم دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلہ ستے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب  
حیات دہیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپ کو ملے گا اور وہیں میر صاحب  
کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں شاہ دوزیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور

دعا ہے۔ ۵۔ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی ہے جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغہ دیوانخانہ شاہ  
 اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطہ مرزا علی خاں میں ہر مہینے کی ٹیکسیوں کو عمدہ واجد علی شاہ میں مرزا صاحب  
 اور اسی تاریخ اسی وقت (انجے سے ۳ بجے تک) ان کے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ فیل خانہ شاہی  
 کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جو امیر علی خاں خواجہ سرے لکھنؤ کے یہاں یا یسویں  
 اور نواب ناظر فیروز الدولہ کی مجلس میں بارہویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔  
 ۸۔ ہر مہینے کی گیارہویں کو جو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد  
 روز وفات ان کی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرہویں اور ۱۰۔ صفر کی اشاعت  
 کو احمد علی خاں سوز خوان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے ادھر حیدر خاں مرحوم کے  
 گھر میں میر صاحب اسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام بائے کے پاس بیویوں  
 بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر  
 سید العلماء عن جناب میرن صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علی خاں  
 تسخیر مرحوم کے امام باڑہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یا دو گار مجلس مرزا صاحب پڑھا  
 کرتے تھے جس میں دور دور مقامات سے لوگ سننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف  
 حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلہ میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے  
 یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادہ لکھنؤ کے یہاں جہلم کے زمانے میں  
 کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علی خاں ناظم مرحوم کے امام بائے میں  
 کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر شاہ میں وہ سیتا پور جا کر اپنے  
 ہنام دوست مولوی میر سلامت علی صاحب کے ہمان ہوتے اور ایک فقیرنی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوئے  
 موٹے پر پٹھکر مرتبہ پڑھتے۔ سیتا پور کے اکثر معزز بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر ۱۸۶۸ء۔ وہ  
 عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس والہ آباد و آگرہ حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں  
 ۱۵۔ درساے دکن کی شان میں جو باعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج  
 ہیں امیر مولف واقعات انیس نے یک لکھ یا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلدستے نہیں ہوئے  
 میر یہ مطلب نہیں کہ ان کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو درجہ کا اہل ہو اس کی ضرورت ہے البتہ مولف واقعات انیس  
 کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا قطع ہے۔ خدا آباد رکھے لے انیس آغا علی خاں لکھنؤ  
 اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر خیر ۱۳



پڑھیں حیات دہرے صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ شاید ۱۵۵۸ء میں کانپور کے مشہور ذی علم امیر کبیر نواب و لھا صاحب نے بلایا اور عشرہ محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب بیانی صاحب مخفونے اپنے ہمنیزانے نواب سید سلطان حسین صاحب نمبرہ نواب دولہا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ۱۴ ارشوال ۱۳۳۵ھ کو نواب صاحب صوفی نے اپنے ناموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مخفونہ جدا مجد بدور کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب الطلب ۱۳۵۸ھ میں تشریف لائے تھے اُس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لا کر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید وہ چار بندے سے زیادہ پڑھ سکیں مگر نمبر پر جاتے ہی اس زور و شور سے ربا عیاں اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کی شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پانچوں آواز کا نون میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے۔ اٹھی گری بلند ہوئی بہت ہو گئی۔ پی پی کے نکتوں کا اوست ہو گئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کر لیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے ایک شعر پڑھا۔ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا کہ اس پر مصرع لگانے کی میں فرائض نہیں کرتا محض مضمون بتا دیکھے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کر کے اعتراض عجز کیا۔ اس وقت بیت پڑھے۔ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ یہ مصرع تاریخ وفات جزو کل ہے۔ تعریف اس پر امام حسین بیت تھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی۔ آئینہ اسکے منہ پہ جو واپنا در کرے۔ یہ اُس میں اپنے عکس سے پہلے گزر کرے۔ ایک مصاحب ملازم سے جدا مجد بہت خفا تھے انکو علیحدہ کر دیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی انھوں نے اُسی وقت بحال کر دیا۔ رستم ہا زین پہ نہ ہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا۔ ۱۵۵۸ھ کے قریب قریب بیانی بالکل جا چکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو ٹیا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرئی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا مہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھا کہ مرزا صاحب کو آنکھیں بنوائے کو ٹیا برج بلایا۔ مرزا صاحب ہاں پہنچ کر نواب مولانا ادریس کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضری کی بھجوائی۔ جس کو قدر شناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) دستخط خاص سے مرنے فرمایا۔ ۱۵۵۸ھ کے پسر دشیم من بیانی۔ بربلب نیم کہیم بیانی۔ دیکھے مشہور شعر کہ گریس دشیم من نشیتی۔ نازت کشتم کہ ناز پیتی۔ ۱۵۵۸ھ کا غلطی صاحب جو لکھنؤ کو لے گئے ہیں رہتے تھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک شاہی خیم میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے جوابدہاں پناہ تکلیف کسی میں تو زندہ بہشت میں حضور والا کی بدولت بہرنگیا۔ بہشت میں تکلیف کسی بد ملاقات بادشاہ نے اوس افسر سے جو مہمانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی باجان کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے تو صفحہ ۱۴

نواب صاحب  
میں

مرزا صاحب کا  
آنکھیں بنانے  
کیلئے کلکتہ  
جانا اور زندہ  
ادھ کا  
مہمان ہونا

کو کشفِ قلبیت سے بدلا ہے۔ کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی شایان شان نہ تھے۔ ان کو کیمیائی مٹکا سمجھا۔ ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد ان کے جانشین اس پایہ کے نہ ہوئے۔ اگر یہ نکابت صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ ان چارے جانشینوں کو دیے قدر شناس کب لے۔ قدر شناسی سے اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں۔ ورنہ ہزاروں بھول کھلے مرہا کر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں پڑتی بعض وقت کسی کامل و قابل کی تعریف دیکھ کر دل بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ہمارے زمانے نے اسکو ابھرنے نہ دیا و نہ شخص بھی استادوں کی فکر کا ہوتا۔ مرزا صاحب آنکھیں بنواتے رہے۔ اسی درمیان میں عشرہ محرم آگیا۔ ڈاکٹر نے مبالغہ کر دی تھی۔ اس نے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دور و زنگل میں کسی نے اڑادی کہ آج مرزا صاحب ثیار برج میں پڑھیں گے۔ بہت سے ذی علم شائق کلکتہ سے ثیار برج میں آئے۔ ایک مجلس میں بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا۔ دوسری میں خود پڑھے۔ چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب کے کمالات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں سے یہ ایک مشہور بیت بھی ہے۔

سے کہیں سے ان کے دام سخن میں اسیر ہوں۔ میں کم سن سے عاشق نظم و میر ہوں۔ قدح چشم سے بعد مینائی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۳۰۔ ۴۰ سال کے آدمی کی ہوتی ہے۔ خود ایک رابعی میں تالیف کی وہ یہ ہے سے ابد اعلیٰ گاہ خفی گاہ علی ست۔ برین زار دل عین عنایات ولی ست۔ چوں مادہ دفع شد بگفتم تاریخ چشم بدور عین اعجاز علی ست۔ انیسویں اور دہائیوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول و لا جواب ہاجی مشیر مرحوم مرزا صاحب کے شاگرد رشید اور اپنے فن (جو قاتلان حسین) میں اکمل رفدگار تھے۔ وہ ان کے بھتیجیوں سے تنگ آ کر کہتے ہیں جھگڑا کر کا ہے نہ جناب امیر کا۔ اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دہائی کا۔ مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمیں میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا انگریزوں کو۔ مکینوں کو۔ پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا۔ میر مونس نے بھی سلام کہا۔ اور ۲۶ کو نواب میر محمد حسین صاحب کی ماہانہ مجلس میں پڑھا۔ جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طرفدار تھے یہ نظریہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کر کے پڑھا۔ بھلا تر دے دے جاتے ان میں کیا حاصل۔ اٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو۔ اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا۔ حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ مرزا اوج پہلے کہ چکے تھے۔ مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے۔ پھر یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ اس نے عرض کی جہاں پناہ آٹھ دس ڈیرے بیچ میں ہیں۔ فرمایا اٹھا ہی مرزا صاحب کو تکلیف ہے جیسی وہ مجھ سے کہتے تھے کہیں زندقہ میں پورچ گیا مرزا صاحب کی آنکھیں بھی بچا رہیں جب آنکھیں جھانکیں گی مینائی آجائے گی ان کو مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھراؤ اور چوکی قریب لگاؤ یہ بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی عرارج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طرز بیان کی عکاس

انیسویں اور دہائیوں میں رات دن جھگڑے

شعر پڑھا ہے یا مزہ ہے کہ مضمون تو دستیاب نہیں۔ مقابلے پہ چڑھاتے ہیں آستینوں کو۔ یہ شعر طنزیہ سنتے ہی نواب صاحب مدوح چپ چاپ مجلس سے اٹھ کر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کھڑے صاحب میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے اوستاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرمین میں خوشہ چنیوں کو۔ جنہیں ہے پھوٹنے کا ڈر وہ خود بچا لیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آگینیوں کو۔ ہزار بار سزا پاسکے منہ پہ چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق اللہ نیکو لگا کے سرمہ تربت بہشت دیکھ لیا۔ جل کیا مری آنکھوں نے درمیںوں کو۔ آخر الامر میر صاحب کے حکم سے میر ہوش۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑ کر اپنے تصور معاف کر لے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسویں دہائیوں میں جلی کٹی ہو کر تھی تھی۔ چنانچہ جب انیسویں کہتے تھے بتائیے اس شعر کا کیا جواب ہے۔ یہ بھرباں نہیں ہاتھوں پہ صنعت پیری نے۔ چاہے جامہ ہستی کی آستینوں کو۔ دیرے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں۔ یہ صنعت سے بھرباں بدن پر۔ ہستی جائے کو چن رہی ہے۔ ال سرتہ کا جواب تم کیا دیں نظیر برادر دیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا۔ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیچھے کے منبر پر نظیر کیا نہیں جانتے وہ اہل زباں اور بھی ہے۔ انیسویں کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ چچا ہٹاؤ انکو ٹھایا یہ سطر دکھلا دو یہ سطر میں دم کا پہلو ہے۔ دیرے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ ستر تائے قرشت سے بکسرتا ہے۔ یہ سطر طائے حلی سے ہے۔ اس میں دم کا پہلو کہاں ہے۔ دم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے ٹرھٹے سے پا مال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم ترمنوں گر قلزم زخار پہ دوڑے۔ اس طرح رنگ لے گھر بار پہ دوڑے۔ جن طرح سے غنمہ کی سرتار پہ دوڑے۔ یہ چار بدوڑے چار مصرعوں میں ہو گئے۔ انیسویں کہتے تھے جناب عالی وہ بدوڑے بضم دال۔ اور یہاں بدوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپ کے مرزا اور ج صاحب فرماتے ہیں۔ یہ میں پہلو ان جہیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا چیں جہیں لگائی ہے۔ دیرے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر ہوش نے تو اور ستم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ میری تھیں میں جان ہے گوبے حواس ہوں۔ تم مڑ کے دیکھ لینا میں پر دے کے پاس ہوں۔ ذرا لفظ تو کیجئے پہلے مصرع میں گوبے نکلتا ہے۔

عہ ایچیدال خیر کی نظر سے ایک مرثیہ میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ چچا ہٹاؤ انکو ٹھایا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنی بجا ہے "سطر" کے "لفظ" ہے ترین قیاس "لفظ" ہے کیونکہ انکو ٹھٹھے سے "لفظ" کو چھپا سکتے ہیں نہ ہی سطر نہیں چھپ سکتی۔ حقیقہ خیر ۱۲

ایسے۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کر دی ہے پا مال کرو لاشوں کو ٹاپوں سے کچل کے۔ دبیرے  
یہ آپ کی سمجھ کا پھر ہے۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے۔ ایسے آپ فصاحت کو  
کیا جائے۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے جو روپہ چڑھا اُسکو دو پار کیا اس نے۔ دبیرے  
یہ آپ لوگوں کی ستم ظرفیاں ہیں خود مصرع لکھ کر جب کوئی اعتراض نہیں سمجھتا، دبیرے سر تھوپتے ہیں اگر  
آپ سمجھتے ہیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے۔ ایسے یہ تو معلوم نہیں۔ خیر یہ مصرع ادنیٰ نہ ہو گا اور  
بہت ایسے مصرع ہیں۔ دبیرے۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے کپڑیہ ہوا حکم کبریا۔ اور سنئے  
بولی وہ عند لیب جن پر در بتول۔ طرہ وہی ہے سب میں ہمیشہ چڑھے جو پھول۔ ہمیشہ بت کا نام ہے  
شاہزادہ علی اکبر شہید شہید کبر کو اس پھول سے تشبیہ دینا جو بت پر چڑھایا جائے۔ کما بلاغت اسی میں ہے۔  
ایسے۔ جناب یہ روزمرہ ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ آپ ہی فرمائیے خارہ میں یوں ہی بولتے ہیں یا اور  
کچھ۔ دبیرے۔ مسجد میں بھی پھول چڑھتے ہیں یوں کہنا چاہی تھا۔ طرہ وہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو پھول۔  
ادب خاندان رسالت کا ملحوظ رکھنا یہ حصہ دبیر کا ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کعبہ میں غل تھا اسہداں لا الہ کا  
یہ تو کلمہ کفر ہو گیا۔ خدا سے انکار نکلتا ہے۔ ایسے۔ خواجہ معین الدین چشتی کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے۔  
حقاً کہ بنائے لا الہ المست حسین۔ جس طرح انھوں نے لا الہ سے مراد لا الہ الا اللہ لئی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے۔  
دبیرے۔ وہ صوفی ہیں انکے بیاں جائز ہے۔ شیعوں میں ناقص کلمہ شہادت نہیں کہا جاتا۔ ایسے مرزا صاحب  
فرماتے ہیں۔ حسینی علم کی خیر۔ یہ شہیدوں کی زبان ہے۔ اس میں ابتذال ہے۔ دبیرے فقیروں کی بھی یہی  
زبان ہے۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے کہ کہیں کوثر کے تو چھپیٹوں میں نہیں آیا  
ہے چھپیٹوں میں آنا شہید بولتے ہیں۔ ایسے۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی زبانی کہا ہے اُسکو وہ شہدا  
سمجھتے ہیں۔ دبیرے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ گردن پہ نمایاں کئی جاگہ خط خنجر۔ یہ جاگہ کیا فصیح ہے ایسے  
جی ہاں متروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اک سوڑوئے آیا پرے سے صفت شیر۔ یہ دسے پرے کھنڈ

ہیچراں تیر نے ایک مرثیہ میں عرض کیا ہے۔

عطاے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خیر      خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر  
گھڑی گھڑی کی بلار د ہو صبح دشام کی خیر      سہو کی خیر مراحمی کی خیر حجام کی خیر  
تدیم تیری گلی کے فقیر ہم بھی ہیں  
سہو بادہ حشم غدیر ہم بھی ہیں  
بیشک فقیروں کی بھی زبان یہی ہے۔ خیر خیر ۱۲

دالے مدت سے چھوڑ چکے۔ دہلی کی زبان ہے۔ دیرے۔ مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے۔ میر کے ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اُسوقت یہ کہتے تھے ہاں میر صاحب فرماتے ہیں سہ پہنچے نہ صبا اوسکے بھی لڑکے کے دنیاں۔ دنیاں کیا ہیودہ خلاف فصاحت اور متروک ہے۔ اور لیجئے سہ جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شبیر۔ جاتا تھا اشاروں میں کانا نڈوں پہ جوں تیر۔ کیوں جناب یہ جوں تیر کیا۔ کیا جوں متروک نہیں۔ اور سنئے۔ پاپ کے اُنھیں پھیرنے جب رُخ شہ دلگیر۔ آتا تھا پایا دوں پہ سواروں کی صفیں چیر۔ صفیں چیر کر گنا چاہتے تھا۔ یہ بھی وہی متروک بندش ہے۔ انیسے۔ مرزا صاحب نے ٹہر کو خیر کا قافیہ کر دیا۔ اس سے بڑھ کر کیا شتم ہوگا۔ دیرے۔ اس میں کیا قباح ہے۔ جب ٹہر بولتے ہیں تو خیر میر کا قافیہ بھی ہو سکتا ہے۔ میر صاحب تو فرماتے ہیں۔ بخدا فارس میدانِ تور تھا حیر۔ اس سے حضرت کی عظمت ظاہر ہے۔ جناب عالی اتور و جُنوں مذموم ہیں صرف شجاعت ممدوح ہے۔ تنور اُسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے۔ اور شجاعت۔ اُسکو کہتے ہیں کہ جہاں مرثیہ ممدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حیرنے تنور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا اگر کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاقِ ناصری ہی پڑھ لیجئے۔ انیسے۔ کوئی مثلاًشی ہے سدا محفلِ غم کا مثلاًشی غلط ہے۔ دیرے۔ مثلاًشی یا مثلاًشی لوگ رات دن بولتے اور کہتے ہیں۔ البتہ غلط لفظ یہ ہے۔ سہ ترکون تھا اور کون بن قین بکلی۔ بکلی کے لام کو تشدید کسی بکلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا۔ تشدید در لفظ چڑا بنا شد۔

جو چوٹیں جلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزہ دار ہوتی تھیں۔ جہاں نقہاں تھا وہاں بہت سے مسائل بھی علمِ ادب کے حل ہوتے جاتے تھے سہ خدا را ذکر سے عمر عیب بینوں کی۔ ہم اُن کی شمع سے آہ صواب دیکھتے ہیں۔

اسی ۱۲۹۱ھ میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمہ پہنچا ۱۲۹۲ھ میں ہادی الاول کی پانچویں کو ذیچان فرزند محمد ہادی حسین عطا کر دئے ۲۰ برس کی عمر میں تختہ کر کے انتقال کیا۔ کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے۔ اٹھائیسویں صفر ۱۲۹۲ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام محمد نظیر جل بسے۔ سب سے بڑھ کر ادرآفری صدمہ میر علی صاحب انیس مفسور کے مرنے کا تھا۔ جبکا بروز ۱۲۹۲ھ شوال ۱۲۹۲ھ قریب مغرب انتقال ہوا۔ شاعری۔ مرثیہ گوئی۔ مرثیہ خوانی۔ زندگانی سب باتوں کا لطف اُدھ گیا۔ اُوکی تالیفِ وفات جو مرزا صاحب نے کئی وہ حیاتِ دیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ پر درج ہے۔ یہاں میں صرف تین شعر آئیں گے کھو دیں گا۔ سال تارِ نیش زبر و بینی شد زبیا ظلم۔ طہور سیدنا بکلم اللہ و منیر انیس۔ دسین عیسوی تاریخِ نظم صاف صاف۔ گر طبعم بود و خزان سکد بہائیں

آسمان بے اہ کابل سدرہ بے روح الایں۔ طور سینا بے کلیم اللہ و نبر بے انیس۔ میر صاحب تو فرما چکے تھے ۹۲۹ جب ہم نہ رہے تو کچھ بھڑانہ رہا۔ مگر ان کے طرفداروں نے ثابت کر دیا کہ بعد مرے کے بھی جھگڑا رہ گیا۔ اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے۔ بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب جی سید محمد صاحب قبل عرف نواب پیالے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں۔ حاسدین و جہلا سے بحث نہیں کہ ان کا جہل و تعصب مانع تحقیق ہے۔ علماء و شعرا اکثر اواقف فن ہیں فن تاریخ گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے۔ اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔ انہوں نے کسی مورخ نے بھی خیال نہیں کیا۔ کہ ایسا بیگانہ دہرائیسی فاحش غلطی کر گیا۔ جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوٹے کی تعریف میں فرماتے ہیں عیش و عطف نہ بین و فلک میں ہے۔ اور ثابت کر دیا ۱۵ سال تاریخش بزبر و بینہ شد زبیب نظم۔ اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبریں دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی۔ حساب دیکھ لیجئے۔

نمبر	بینہ	زبر	بینہ	زبر و بینہ	نمبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	و	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۷	۱۱۲	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۷

### میزان ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں وادعطف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمائیے اس کا تعلق زبر و بینہ یعنی اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اُسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد لئے۔ ترتیب صنعت زبر و بینہ کی بدستور قائم ہے۔ اعداد مطلوبہ حاصل ہو گئے۔ بہرہ زبر ۱۹۱۳ھ عید محمد جعفر۔  
 صدات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر ہوئے اور آخر درم کبد میں تیسویں ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا۔ دن میں جنازہ اٹھا ہزاروں علماء شعرا و املا جنازے کے ساتھ ساتھ اول و مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دیا پڑے گئے۔ ۱۵ رحمت کا تری امید دار آیا ہوں۔ منہ ڈھانچے کفن سے شرمسار آیا ہوں۔ چلنے نہ دیا پارگنہ نے پیدل۔ تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں۔ جناب شمس العلماء سید محمد ابراہیم صاحب خاندانہ العصر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے۔ جو چھوٹا مقبرہ آج تک برقرار ہے مرزا اور مرحوم اور بہت سے کاملوں نے تاریخ وفات کسی ہے۔ میر مرحوم کے کلیات میں بھی چند رباعیاں

ہیں گرنچھ منیر مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع اودہ میں کمال کیا ہے کہ وقت تاریخ و  
 روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ حیدر صاحب دیر عجز دم۔ کہ سر عطار دگر دلوں پیائے  
 اوسودہ۔ انہیں سر لے سہنجی چورخت خود برداشت۔ بہ نزد اکل نبی درشت اسودہ۔ منیر سال نمہ  
 روز و وقت تاریخ پیش۔ بچگاہ و سلخ و سہ شنبہ سہرا بودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر ان لوگوں نے منہ پھیر لیا  
 ہے جتنے بزرگ مرزا صاحب کے فدائی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کٹر سکین دینا چاہتے ہیں کہ میر صاحب  
 کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پروازی مٹ جائے گی۔ کہ  
 صنایع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آئندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکریہ سے ساتھ قبول بھی کر لیا  
 جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔  
 اور جو صنایع و بدایع میر انیس مرحوم کے یہاں ہیں ان کی تاکس منہ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے ہمارستان  
 سخن شمس العلماء اب سید ادا دام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے  
 ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں انکی یہ کمر دج فرمائی ہے کہ  
 سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی سے۔ یہ عذر  
 کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا ذکر کیا جائے۔ دیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایک  
 دیر ہی ایسا شاعر ایکوٹے گا جس کا کلام ہر رنگ میں اور ہر کیفیت ہے۔ اگر آپ کے دل و دماغ میں خدا  
 نے انصاف کا مادہ و دلیت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے پیدا نہ کیجئے تعجب  
 کی عینک آنکھوں پر سے اتار کر دیکھئے۔ کیا دیر کا کل کلام صنایع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا  
 رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دیر کے کلام میں بالکل نہیں حکیم سنائی کے اخلاق حسنہ کی طرح فراک  
 یہ لکھنا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اس کے علم و فضل میں تامر و ظل ہوتا ہے۔ حکیم مدوح کا جیسا مزاج  
 تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ اثار۔ عبادت۔ شرافت۔ علم و فضل  
 غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفحہ ۳۳۵ پر مدح کر کے رہجانا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا وعظ  
 ہی کلام تھوڑا سا لکھ دیا جاتا تو ہر شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں  
 نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھئے کون۔ سادہ و موثر ایک مرتبہ کا مطلع بھی لکھ دیا ہے جب حرم قلعہ شہرین  
 کے برابر آئے۔ مگر چند بند اسکے بھی نہ لکھے۔ اگر ان کے پاس یہ مرتبہ نہیں تھا تو مرزا اوج مرحوم کے سنگو اپنے  
 جوانی گھرے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی نصیب اسلام بھی دیر کی نہ لکھی حالانکہ دیر تمام کی  
 جلدوں میں سے پوری ایک جلد تصنیفوں کی ہے۔ سلطان عالیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تصنیف

مرزا دیر کی  
 طرف سے  
 کن دگوں  
 سناؤ گئی  
 کی ۱۳

مولانا  
 ام صاحب  
 کی روش  
 مرزا دیر کے  
 ساتھ ۱۲

فرمایا ہے اس میں غلو و تشہید و استعارہ کہیں کہیں برے نام و سلیقہ سے ہے۔ نہایت سادہ و موثر نظمیں ہیں میر کی رباعیاں بھی گھڑیا۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ رباعیاں کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو حیات دیر ہی سے چوٹی کی رباعیاں لکھ سکتے تھے۔ کلام دیر کا نمونہ بہت مختصر ہے۔ اور گھڑیا کلام چھانٹ چھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو ضرور کام لیا ہے۔ مرزا کو خالی سلطان الذکرین لکھ دینے سے نواب صاحب حق دیر سے نہیں ادا ہو سکتے۔ اگر کسی ایسے انیسے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے حامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے۔ تو نواب صاحب قابل معافی ہیں۔ کیونکہ بعضے انیسے ضرور ایسے ہیں جنکو ذرا سی سوج بھی مرزا صاحب کی بری معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آکھ بند کرے گو مولوی امیر احمد صاحب مولوی بی لے مولف یا دگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دیر یوں کی نظر پر کراٹا رداں میں انیس کو تفضیل دینا چاہتے ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۸ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کر گئے یا صاف لکھ دیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثعے کا ذکر کرتے ہوئے ۷۰ جبکہ تیردوں سے بدن شا کاغز بال ہوا۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

علق پر تیغ ہوا در سینے پہ ہووے جلا د ہے یہ امید کہ اس دم بھی نہ بھولے تیری یاد  
نہ غم اہل حرم ہونہ خیال ادلا د کان تک میرے سکینہ کی نہ پہونچے آواز  
دہیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو  
ذکر تینج کا تھیل کا تکبیر کا ہو

مرزا دیر نے یوں ادا کیا ہے۔

عہ شمس العلماء مولانا ادا دام صاحب بالقاب نے بہارتان سخن میں مرزا دیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو مرزا اختیار فرمایا اس میں تو ریک کی شان پائی جاتی ہے۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید کریم حسین جٹا موہانی نے مجھ سے حایثاً انگلی اور پھر واپس نہ کی۔ اگر اس وقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیلیں میں پیش کرتا اس وقت صحت ایک فقرہ یاد ہے۔ مولانا نے موصوف۔ مرزا کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علیحدہ علیحدہ ہو کر مرزا صاحب ..... تھے۔ ”شاعری سے علیحدہ ہو کر“ میں جو معنوی ابہام ہے وہ نکتہ سخنوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانا نے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے۔ جہیوں بغیر ۱۲

مولوی امیر احمد صاحب  
یادگار نے مرزا صاحب  
کاغز بال ہوا  
نہ غم اہل حرم  
ہونہ خیال ادلا د  
کان تک میرے سکینہ  
کی نہ پہونچے آواز  
دہیان بیٹے کا نہ بیٹی  
کا نہ ہمشیر کا ہو  
ذکر تینج کا تھیل  
کا تکبیر کا ہو



توشہ منشاہ شہ منشاہ نکا ہے بار خدا  
خاطر عاشق جانتا دے البتہ جدا  
ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ کلا  
اے خوشحال کہ مجھ سے ہوا عشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلا دے  
لب پہ ہونا م تراد دل میں تری یاد ہے

سبحان اللہ کہ سقد رمضان بندش ہے۔ اور کیسا سوڑا طریق بیان۔ دونوں بزرگوں نے  
ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ ہونا م تراد اضافہ کر کے۔ شعر میں جان  
ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک ٹیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دیر کی نازک خیالی  
سے ترقی پا کر نسل متغ ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں:۔ ناختم کہتے ہیں کہ یہ حکایت  
یادگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تیغ ہوتی ہے اور اگر اس کے درج  
کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی لکھ دے۔ سہ گاہ باشد کہ کو دک ناداں۔ رغلط بر بدن  
زند تیرے۔ نقل کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں  
کر سکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کر کے انصاف کے گلے پہ پھری چلا (پھیر) سکتا ہو  
اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلماء موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذمی فہم ملے  
ہوں اور انکی خاطر سے انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب  
غور فرما کر کسی کو پورا فرما دیں۔ ورنہ ایسا ہی انوس رہ جائے گا۔ جیسا کہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب  
شاہ مرحوم عظیم آبادی کو فولے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جب کا  
حال ان خطوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولف حیات دیر کے پاس ان مرحوم کے قلمی و دستخطی موجود ہیں اور  
جب کا تھوڑا اقتباس حیات دیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے ملنے والے اور مدارج کمال۔  
یہ جناب شمس العلماء ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ سہ گستاخ ہو سکے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ یہ عرض  
کر تا ہوں کہ مقبرہ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخر الامر جناب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس  
رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرہ انیس و دیر بچتہ و شاندار نہ دیکھیں گے۔ اور یہ کام آئندہ نسلیں انجام  
دیں گی۔ ۱۷ برس کی عمر میں ثابت کی یہ آرزو سننی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لا تقنطون رحمۃ اللہ کی  
تلاوت کر کے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں نہیں گے۔ دیر کے فدائی اگر التا در کالمعدم کے  
مصدق ہیں تو انیس کے شیدا کیا زبانی جمع خرچ کر کے رہ جائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و  
قدر شناسی ہے جو ہر کو تسکین دیتے ہیں کہ دیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانہ عجائب کی طرح

نشانہ ہو گئے۔ ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میرے صاحب کے عاشق یا قدر شناس نہیں ہو۔ اگر واقعی قدر داں ہوتے۔ تو ۲۰ ہزار روپیہ لگا کر مقبرہ انیس بنوا دیتے تم میرا بیس مرحوم کا مقبرہ پختہ اور عالیشان بنوادو کار ساز حقیقی دیر مرحوم کے مقبرہ بنے کا بھی سامان کر دینگا۔ کار ساز بالفکر کارما۔ ورنہ ایسے ہونے کا نام نہ لو۔ ہم تو نادہیں خدا خواستہ تم معدوم نہ ہو جاؤ۔ اللہ بس باقی ہو س۔

راقم  
دہی پرانا حنا دم ثابت علی عنہ

۱۱  
۳۳

۳۵ دیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول دیر سر فراز کہ دونوں کے کلام پر پھپھتیں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خواہجکاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔ حقیر خیر ۱۲

مرزا دیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں ”ہفت آیات“

اور ”ہشت ہشت“ مرتب ہیں انشاء اللہ جلد تری لذت

افزائے اہل فوق ہوں گی

نیچر ممتاز بک اکیسی

بیع مثالی کی جلدیں کتب خانہ تجارتی فخر المطابع سے بھی مل سکتی ہیں،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مرزا دبیر علیہ الرحمہ

مؤرخہ جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق غوسی و ظلم سبیل مجاہد و رئیس مہار بن ضلع مقہرہ۔

تلمیذ مرزا ابوجہ صاحب غفرہ انشہ مصنف المیزان و حسنات عمر و غیبہ

مقام ہر ششم است بیت ابرو را

اگر نہ رتبہ نظم است از چہ رو صائب

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس اشعار کے آئینوں میں جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات شاعری کی روح و جان ہیں۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان میں اور ہر نظم و نثر میں کیا کرتا ہے۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر میں بھی ادا کیے جاتے ہیں اور وہ گوہرِ موقر بھی ہوتے ہیں، لیکن اظہار جذبات میں دلکشی اور لہجہ نشینی جس طرح ایک نصیح و تبلیغ اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کر سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے فنکار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیوں نہ ہو۔ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کا رزار میں رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلامذہ برپا ہو جاتا ہے اور جذبات توہری اور رگِ حمیت میں غضب کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سپیکر اپنی نثر عبارت میں کبھی کبھی مختلف اشعار سے اپنے کلام کو مزین اور دلکش بنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور وہ اشعار ان کے تمام کلام میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اور جان میں مسرت و جوش کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔ نثر کی اعلیٰ تصانیف تواریخ و سوانح عمریوں میں بھی جا بجا یہ کیفیت اشعار نظر آتے ہیں جو تمام نثر کو پر لطف بنا دیتے ہیں۔

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آئند مناظر دیکھ کر فرحان و شادان ہوتا ہے اور اس کے مریض ہوئے دل و دماغ میں ایک قسم کی تازگی آ جاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب خوش معانی اور پُر تاثیر اشعار سے سچی خوشی، سچا جوش، روحانی مسرت اور جذبات میں ایک موثر تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز اشعار میں بیان کر سکتا ہے جس سے سکھنے والوں کے جگر بھی پاسِ پاں ہو جاتے ہیں اور صاحبِ درد کے رنج و غم کا مرقع اُن کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

فارسی اور اردو گو شعرا نے اپنی عمر میں قصائد گوئی۔ مثنوی گوئی میں ختم کر دیں اور غنی یہ ہے کہ ان میں سے بعض شعرا اپنی صنفِ خاص میں ہمتاً ز عالم ہو گئے ہیں اور ان کی نظمیں زبان کی شستگی خیالات کی جدت، الفاظ کی دلکشی، طبیعت کی روانی، نکتہ سنجی اور بلند ہرادی کے لحاظ سے

بے مثل و لاجواب ہیں، اور ان کی خصوصیات میں آج تک کوئی ان کا سیم و شریک پیدا نہیں ہوا  
 گو زمانہ دراز گزر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہونے لگے ہیں قصائد کو  
 شعرا نے بیش بہا صلوات اور جاگیر و انعامات کی خاطر اپنے مدوحین کی صفت و ثنا میں قلم توڑ دیے  
 ہیں، اگر دُنیا سے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت، سکندر حشمت، رستم عصر، حاتم دوران -  
 نو شیران زمانہ بنادیا ہو اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں  
 جنہیں حقیقت و اصلیت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ غزل گوئی کے مخرّب اخلاق لڑکچہ لے عین و محبت  
 کی تصویریں کھینچ کر لوجو الون کے دلوں میں شہوانی جذبات اور صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہیں  
 اور ان سے اخلاقی فضا مکر ہو گئی۔ گندہ اور کھلے ہوئے فحش الفاظ جن کا عام صحبتوں میں زبان سے  
 نکالنا اور کانون سے سُنا خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ غزل گوئی کے پیرایہ میں وہ بلا تکلف اور بغیر  
 کسی شرم و حیا کے بیان کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ بزرگوں کا اپنے بچوں اور خدو دلوں کا اپنے بزرگوں  
 کے سامنے بھی ان حیا سوز حرکات کو مذموم نہیں سمجھا جاتا۔

ایسے شعرا کے بعد وہ جا دو نگار ادبا با نظم پیدا ہوئے جنکے دلوں میں مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا  
 کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے ان کو جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کا  
 موقع مل سکتا تھا، اور طبائع شعرا کے اشوب خیال کو بہت بڑی جلا نکاح میسر آسکتی تھی اور ان کے  
 کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا اظہار کر سکتا تھا۔ مثلاً حمد و ثناء، مناقب بزرگان دین، غزل  
 مضامین، رزم - بزم - سراپا - ساقی نامہ - مناظر قدرت - صنائع بدائع تشبیہات و استعارات وغیرہ  
 چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ - سلام و  
 رباعی میں ایسی فصاحت و بلاغت و شستگی زبان کی پاکیزگی حسن محاورہ - خوبی بندشش -  
 الفاظ کی دلکشی - اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہیں کہ دُنیا کے شعرا میں ان کو ایک

علیٰ یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت جو جن کی ملک میں اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متأخرین غزل گو شعرا میں  
 بعض فرقہ متین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہیں جنکے کلام میں اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے  
 ہیں جن میں حسن اخلاق بے شبہائی دُنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج  
 اہل دل ۱۰ اہل درد فارسی و اردو شعرا کی غزلین تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور  
 اخلاقیات سے سر تا پا مملو ہیں ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہیں ۱۲

عظیم نشان امتیاز حاصل ہو گیا۔ ان کی رباعیان اور سلاسون کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نمونے سے معمور نظر آتے ہیں میرا خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام میں کوئی ایسی نظم نہیں جس میں مرثیوں کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

واقعاتِ عالم میں معرکہ کر بلا ایک ایسا جالشوز اور جانکاه واقعہ تھا جس کے مقابل میں کسی کسی واقعہ رنج و غم کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُر اثر چیز تھی جو درد انگیز واقعات کا سچا منظر آنکھوں کے سامنے پیش کر دے تاکہ درد انگیز جذبات پہلے شاعر کے دل میں پیدا ہوں اور اس کے قلب کو متاثر کریں اور پھر اسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے رقت خیز اور پُر درد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلوں کو بھی متاثر کریں اور ہر شعر میں دلی جذبات کا پرتو نظر آئے اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

مرزا صاحب کو اس فن خاص میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گویوں سے زیادہ ان کے مرثیوں میں درد و غم کا مرقع ہوتے ہیں جو مرثیہ کی علت غائی اور اس کا منوع حقیقی ہے اس کے علاوہ انھوں نے دوسرے مضامین میں بھی اپنی پُر زور اور مضامین آفرین طبیعت وہ جدیدین پیدا کی ہیں جن کو سن کر صاحب ذوق پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام میں سادگی صفائی اور شستگی نہیں ہے لیکن اس کی وجہ مولانا شہری صاحب بہت صحیح لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص کچھ پسند تھی اور فارسی کی اصل تصنیفات ہمیشہ زیر نگاہ رہتی تھیں اس لیے عربی اور فارسی کی ترکیبوں اور شکوہ کلام نے ان کی شاعری میں ایک خاص طور کی آمد اور آمد کو جگہ دی تھی اور وہ اردو کے لفظوں میں عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلیٰ مطالب کا اقتباس کیا جاسکتا ہے۔

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری میں لکھتے ہیں کہ وہ شاعر جو ہمیشہ اعلیٰ مضامین اعلیٰ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ان کی سادگی ہمیشہ اعلیٰ پایہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہیں مگر پھر بھی عامیانہ مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں اور محدود انجیال لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ان میں سادگی نہیں ہے۔

مرزا صاحب کے زمانہ میں جنھوں نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ میں قدم رکھا تھا

دوسری علم لوگوں کے کانون میں فارسی شعر کی نازک خیالیوں کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے ان کو زمانہ کارنگ دیکھ کر اسی طرز کو زیادہ اختیار کرنا پڑا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب و میر صاحب مرعین کے زمانہ میں دقیق مضامین کے شائقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد میں موجود تھے اور دونوں صاحبوں کے قدر شناس لوگوں کی جماعت یکساں تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں باکمال بزرگوں کو یکساں شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی، ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فضیلت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان میں سے ضرور ایک حریف کا نام گمنامی کے پردہ میں چھپ کر رہ جاتا، مگر اس میں اس قدر کام ساتھ رہا تو نہ جاری نہ رہتا اور آج تک نقادان سخن اس سرگردانی میں مبتلا نہ رہتے کہ ان میں سے ترجیح کا مسترشین کس کو کیا جائے۔

لکھنؤ میں دونوں صاحبوں کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس بالکل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی جس میں شائقین سخن ایک وقت میں صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سن سکتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ دونوں مجلسوں میں یکساں مجمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونوں مجلسوں سے یکساں ملاحظہ و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو محسوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت میں ہونے سے ہم دوسری مجلس میں شریک نہ ہو سکے۔

اگر مرزا صاحب یہ محسوس کرتے کہ آج لکھنؤ میں میر انیسویں کے طرز کے غلبہ اکثریت ہیں اور انہیں کارنگ زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو ان کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے مرزا صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اسی لکھنؤ کے رہنے والے تھے، وہیں آنکھیں کھولیں وہیں زبان کھولی لکھنؤ کی اسی لکھنوی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر انھوں نے ایک مشکل اور دقیق طرز میں کمال حاصل کر کے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتاً سہل طرز میں اپنی شہرت کا ڈنک نہ بجا دیتے۔ اگر شاعر کو خدا نے موزوں طبیعت دی ہے اور کمال فن حاصل ہے تو صرف سخن اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور ملک کے عام رجحان طبائع کو دیکھ کر استاد ہی مرزا اوج صاحب مرحوم اور میری مرزا محمد علی صاحب بہت کچھ مرزا صاحب مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونوں صاحبوں کے کلام میں انیسویں کارنگ غالب نظر آتا ہے۔

باوجود اس کے مرزا صاحب نے جہاں سادگی و صفائی پر توجہ کی ہے وہاں اس طرز میں بھی انھوں نے اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالیں ہیں نے اپنی کتاب ایمران میں درج کی ہیں اور

مرزا صاحب  
میر صاحب  
یکساں  
باکمال  
ن دلیل

دوسری  
دلیل

مرزا صاحب  
ایا طرز  
یوں نہیں  
جودا

مرزا صاحب  
ایا طرز  
یوں نہیں  
جودا

یہ ان کی قادر الکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز میں لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے ہاں دونوں طرز کا کلام موجود ہے باریک درویشی مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور وثیقہ نظر لوگ متمتع ہوتے ہیں اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو مخلوط کرتا ہے۔ رقت خیز اور دروازہ انگیز مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے ان کو سن کر اہل مجالس بیتاب ہو جاتے ہیں اور کثرتِ گریہ و بکا سے مجالس میں قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سوزِ خوانی میں تمام شہر وں اور قصبات میں مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے خصوصاً زندانِ شام اور ہند کے حالات میں تو انھوں نے اس کثرت سے اور ایسے درد سوز کے پیرایہ میں مرثیہ لکھے ہیں جن کا شمار نہیں۔

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان میں صرف ان کی ذات درجہ شاعر گوئی کے کچھ میں قدم رکھا، ان کے خاندان یا قریبی آباء و اجداد میں کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر میں شعر و سخن کا چرچا نظر آتا اور بزرگوں کے کلام اور ان کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا، البتہ انھوں نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ میرزا صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج بھی مرثیہ گوئی کے رکنِ کین مانے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ ان کے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعر گوئی میں ہو گیا جس میں تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کر کے شعر سیکھوں مرثیہ نظم کر سکتے ہیں۔

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم توجہی کے اسباب غائب ہوئے ہیں کہ ان کے زمانہ کے بعد ذی علم اور اہل فضل لوگوں کی جماعت اور اس طرزِ خاص کے قدردان لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا ان کی سمجھ اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔ چونکہ مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نکات و غوامض سے بھرا ہوا ہے، وہی زیادہ تر ان کے کانون میں پڑتا رہا، اس لیے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبت ان کے ہاں کم ہے، دست بردار اور بدظن ہو گئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دلوں میں قائم ہو گیا کہ ان کے ہاں سادہ اور سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال واقعیت سے بہت بعید ہے۔

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم توجہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گوئی کا زیادہ تر کلام حمایتِ غلط چھپا ہے اور اکثر مرثیہ نگاروں میں دوسرے معمولی شعرا کا کلام مخلوط ہو گیا ہے جس نے تمام مرثیہ گوئی کو معیوب و قابلِ اعتراض بنا دیا ہے۔ ان کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ

مضامین کا ذخیرہ ہو گیا

دوسری خصوصیت

مرزا صاحب کے مضامین کا ذخیرہ ہو گیا

مرزا صاحب کے کلام میں کم توجہی کے اسباب

دوسرا سبب

اس خرابی کو رفع کرنے اور مرثیوں کو اصل سے مقابلہ کر کے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کرائے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی، کیونکہ اصل مرثیے اُن کے قابضین تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدوں اور شاگردوں کا گردہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کرا دینے کی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنھوں نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہیں کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف - اپنی ترقی و شہرت - اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقت کی بنیاد قائم کی تھی بالکل فراموش کر گئے۔ میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہمدردان و شائقین کلام مدروح نے اس کی تصحیح پر توجہ کر کے اسکا صحیح ادیشن طبع کرایا ہے۔ یہ حضرات ٹماک کے بچہ عکریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے۔ ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہم عصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مرثیوں سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور یہ جو کلام دوسرے لوگوں کا اُس میں غلط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مرثیے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ اہل ذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے محفوظ ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلوں میں قائم ہو۔

آفرین ہے جناب سید سر فراز حسین صاحب رضوی جمہیر لکھنوی دقاہ اللہ الی  
 اوج الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کدوکاوش پر کہ اُنھوں نے  
 اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم ہمنور کے  
 تمام شاگردوں اور معتقدوں کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

مرحبا کارے عجب کردی جمہیر

در میان خلق باشی سحران

فقط

احقر سید لطیف حسن فون رضوی مہا بنی عفا اللہ عنہ  
 سردار منزل - مہا بن ضلع متھرا  
 مورخہ یکم نومبر ۱۹۰۳ء



قطعات تاریخ ترتیب طباعت سبع مثانی از شعر نامی بحساب  
 قطعہ تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز  
 ارشد تلامذہ جناب مشاق مرحوم و حضرت آج مغفور

اشد انشد ترا فیض در جگر کامل	تیرے اخلاص کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی استاد زمانہ ٹھہرے	کوئی ہمپا یہ عرفی کوئی ہم شانِ حلال
دستیاب ان کو ہوئے چودہ مرانی ایسے	ہیں جو دنیا سے بلاغت میں عظیم انتقال
آب گوہر سے لکھا جائے یہ مجموعہ نظم	معدنِ فضل کا الماس ہے چودہ انتقال
بو ترابی نے لکھی یوں صفت آلِ عبا	نام کو دامنِ دل میں نہ رہی گردِ ملال
کیا عجب ساقی کو ترسے یہ کہتے ہوں دیر	جامِ جم سے کہیں بہتر ہیں میرے جامِ سفال
مستقل ہے ہی دنیا میں کمال انسان	از سر نو ہو جسے عود ہنگامِ زوال
کیا کہوں اسکے سوا یقی مدد صاحبِ عصر	کہ رہا ایک ہی سا اضی و مستقبلِ حال
کیدن دم نظم نہ میں عرش کے تارے توڑتا	اتوج و مشاق سے حاصل ہو جو معراجِ کمال
نادیہ بہرِ نیاض کی فیاضی پر	مجھ کو سب کچھ ورہ عطا کرنا ہے بے قصد و نال
خود مثانی کی یہ اچھی نہیں عادت اعجاز	وہ لکھو مصرع تاریخ جو ہو سحرِ حلال

کیدن نہ ہوا اہل سخن کے لیے دستورِ عمل

سے پے چار و ہ مصوم یہ قالون خیال

۲۹ ۱۳

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید ممتاز حسین بھیر غریب صاحب (پسر اکبر بھیر)

شکر صد شکر و تب ہوئی اک ایسی کتاب جس کا ہر فریقِ دنیا میں ہے ہمیشہ و نظیر  
 نام بھی سبع مثانی رکھا اسے صل علی شان میں چار و ہ مصوم کی جو ہے تحریر

سن ترتیب یہ کتب میں لکھا میں نے بھیر

چودہ نایاب ہیں مکتوب دبستانِ دبیر  
 ۲۸ ۱۳

قطعة تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید و احمد حسین مطہر سلمہ

علامت بخش ہے سبع مثانی اسے تعالیٰ شدہ ہوا قند مکرر ذائقہ شیرین دیانوں کا  
سن ترتیب لکھولہ مطہر اسوقت تم ایسا فزون ہوئیں ظن دنیا میں جسے بدگمان کا

خدا کی شان ہے اس دور میں اہل نظر کہیں

زمین شاعری پر درجہ آورہ آسمان کا (الف مدیہ دو صدی کے ہیں) ۱۳۸۸ھ

قطعة تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید احمد حسین نصیر عرف محمد حسن سلمہ (سپر صغیر خیر)

بلند آواز نہ نقارہ شہرت ہے دنیا میں تعالیٰ اللہ شان دبیر و اصف حیدر  
خدا بخشے خدا بخشے دبیر و امیر کمال کو کیا ہے مر کے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر

نصیر اب میں سن پاکیزہ ترتیب لکھتا ہوں

منتر ہے یہ بیچ چارہ معصوم کا دفتر ۱۳۸۸ھ

قطعة تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر بن جناب سید اکبر مددی صاحب سلمہ

متخلص تسلیم رئیس جبرول شاگرد شید حضرت اوج مرحوم

سہ فرزند است خدمت بخدا اسے زہے سعی و انشام خیر

نظم استوار احیات وہی زندہ باش لے جو ان خوش تدبیر

پہنسان جو ہر حال سخن چون وہ ایر سیاہ ماہ نصیر

شدہ مطبوع عام - طبع کلام چون بہ زیور عروس حسن پذیر

فکر تاریخ کرد طبع سلیم

گفت خامہ بیج نظم دبیر ۱۳۸۹ھ

قطعة تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر عالی جناب سید فرست حسین صاحب قبلہ

متخلص بہ فرست رئیس زید پور

شاہ تسلیم سخن بود بلسن دوران حبذا اوج خدا داد زہے شان دبیر

نامور شد بہ ثنا خوانی اولاد رسول  
قدرت خالق یکتا چو دہد گویائی  
سب انصاف ہمان مست ثنا غراں دیر  
فرنگوید کہ ستم بندہ احسان دیر  
شد زما فہمی دنیا بہ کلامش تحریف  
رفت و دست ستم گنج فراوان دیر  
سوے این چند رائی نظر قدر کنید  
گرچہ مقدرا طلیل است ز سامان دیر

سال طبع ست فراست چمن آراستہ رقم  
چار دہ روح فدا گشتان دیر

۱۳۲۹ھ

### قطعة تاریخ طبع سبع مثانی مصنفہ حقیر سید سرفراز حسین خبیر رضوی

کیا وفادار و فاکیشس ہیں تعلیم دیر  
ہے سدا کو شش احیاء صفات اموات  
ایسے شیداے وفا میں کہ وفا جن پہ نثار  
حاصل ہست سمجھتے ہیں ہی خوش اطوار  
ان کی کو شش سے وہ ہاتھ آئی خالصتہ  
شکر صد شکر ملے جو وہ مرا فی اسے  
نام بھی سبع مثانی ہے بلاغت آگین  
قابل حمد ہے یہ اسم گرامی ایسا  
ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہل خرد  
عملی دے گئے تسلیم بھی اس کی مرحوم  
دین دنیا کے محاسن مری اک ذات میں ہے  
اب سن طبع کی کچھ فکر مناسب خبیر

ایسے شیداے وفا میں کہ وفا جن پہ نثار  
حاصل ہست سمجھتے ہیں ہی خوش اطوار  
رنگ سے جبکہ نہ واقف تھا کبھی دست نگار  
جبکہ ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار  
سات سے سات ہیں جب کو ہر چوکہ کا شمار  
حرک اگر ہو تو مصلیٰ کی عبادت بیکار  
ہے عبادت مجدا مجلس شاہ ابرار  
اسے دیر سخن آراتری عادت کے نثار  
اس کے اثبات میں ہو جو دلائل ہیں ہزار  
ان محاسن سے نہیں ایک کو تاپ انکار

مجھ کو دنیا میں ملی گلشن حبت کی سند  
چودہ بھولوں کا یہ گلہ ستہ کیا ہے تیار

۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودہری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی اسپیشل  
مجتہد سٹوڈنٹس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذکر و مداح سبط مصطفیٰ مرزا دبیر جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں

شکر ہے مجموعہ آنکے مرثیوں کا چھپ گیا جس کے اک اک شعر کے مزاج ہیں کشتیوں

لے لے رہے الفاظ دلکش لے خوش نظم بلین حنڈ لطف کلام و مرجا حسن بیاں

داد کے قابل ہے فیض خیر ذی شرف دے جزائے خیر ان کو خالق کون مکان

سلک در نظم پاکیزہ - ہے سال طبع قیام سلمہ ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت جلال

قطعہ تاریخ از جناب چودہری سید مستو الحسن صاحب قیس رضوی خلعت عالیجناب

چودہری سید نظیر الحسن صاحب فوق سٹوڈنٹس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر کرد احوال شاہ بطحی نظم

قیس از ہر سال طبع او گفت پاکیزہ - طرفہ - زیبا نظم

دیگر از جناب مدوح

چھپی ہے اندون نظم دبیر شاعر خوشگو فصاحت اور بلاغت میں کوئی جنگا تھا نانی

دعا لے قیس ہے اپنی یہ مرغوں میں دے ہے سال طبع اسکا - نسخہ رسائی لائٹانی

یہ قطعہ بہت دیر میں موصول مجھے اسلئے ترتیب سے دلچ نہ ہو سکے - خیر ۱۲

# صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ درج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصہ نظم سے ہے

صفحہ	بند	صریح	غلط	صحیح
۱	۲۷	۵	قبضہ میرا وہ ملک آئے۔ محکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو حکام خزاں ہو
۴	۲۵	۱	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرابطا	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرابطا
۱۰	۳۸	۳	پیاسے ..... قطر	پیاسے ..... قطر
۱۲	۵۲	۶	ہاں ..... کوئی جانے پائے	ہاں ..... کہیں جانے نہ پائے اس مصرع کا لفظ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے اسلم سے خبردار کہیں جانے نہ پائے
۵۶	۸۰	۱	انہوں ..... گھڑی	انگھوں ..... گھڑی
۷۰	۱۳۳	۳	یہ پانچ مہرین نور دلائے میں جلوہ گر	یہ پانچ مہرین نور دلاستے ہیں جلوہ گر
۷۹	۱۵۷	۳	نادک نے ..... زباں	نادک نے ..... زباں
۷۰	۱۵۸	۳	باد ..... بچی	آباد ..... بچی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوست ..... کرد	تیار مرے دوست ..... کرد
۹۰	۲۳	۳	بانویہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشان	بانویہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشان
۹۱	۲۷	۳	بھائی کسی خبر کی ہیں کو خبر نہو	بھائی کسی خبر کی ہیں کو خبر نہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اٹھا لے ..... کیا	اور آنکھ کے اٹھا لے ..... کیا
۹۷	۵۱	۴	کوفہ ..... ملک و شام بھی	کوفہ ..... ملک و شام بھی
۹۹	۵۸	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو پیجئے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو پیجئے
۱۰۸	۹۳	۱	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بنگال	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بنگال
۱۱۳	۱۱۳	۲	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
۷	۱۱۴	۵	عباس کی طرح پہ کرم اپنے کیجئے	عباس کی طرح سے کرم ان پہ کیجئے
۷	۱۱۶	۱	زیب کا حرکی لاش پہ ساں کوئی نہیں	زیب کا حرکی لاش پہ ساں کوئی نہیں

۵۴  
میں بہار آئی جو گلست چین

مژہ کا گلست چین میں چین کو  
اگر کی بھی غضب و اداں گل چین کو  
لائے نہ کیا گل کے سبب میں کو  
ہر مہینہ شکل زباں شوق چین میں  
قوائے دروغاں میں سے مہر چین میں

۵۵

میں گلی گلی کو نہ گے چین میں  
میں گلی گلی کو نہ گے چین میں  
میں گلی گلی کو نہ گے چین میں  
میں گلی گلی کو نہ گے چین میں  
میں گلی گلی کو نہ گے چین میں

۵۶

سلطان بہاری نے گل جو دکھایا  
ابراہیم نے قمارہ سلامی کا بجایا  
مراگ گل دست ادب بانہ لایا  
رویاں لکھنے نے غلامانہ بلایا  
تسلیاں لکھنے نے غلامانہ بلایا

۵۷

میں شہ بہاری  
میں شہ بہاری  
میں شہ بہاری  
میں شہ بہاری  
میں شہ بہاری

ۛۛۛ  
 ہر ایک کی غم فرم گئی شہت اوٹھالی  
 لالہ کے شکوہ کی دوات اُسے نکالی  
 نام لعل و سبزہ سے رہی فرم نہ نکالی  
 پیار تھی لڑکی کھی اُس کی جالی  
 احلام کہ پند ملازم بہرہ لعل تھے  
 غم کر چکے وہ بین تان اور بزمیں لعل تھے

ۛۛۛ  
 لکڑہ توڑ کا وہ شاقوں کی سنائیں  
 غم نہ کہ وہ مجھ پر تھیں تیری زبانیں  
 نہ نہ تھے حرفِ غیب کی تھی لکڑی جا بیاں  
 ہو ہیں تھیں کہیں تیریں کھینچے کہانیں  
 سب نے نہ بنا کیا زور بیاں کی پائی پو  
 لالہ کے سارے نے پیرا لعل کی پائی

ۛۛۛ  
 ناگاہ بولیدی اٹھانگ کو باراں پو  
 کہ کہیت بنا بعد صدوی سر سیدیاں پو  
 بجلی تھی سنال اب کہم پھر سے تھیں پکپک  
 غم سے بڑا اُس نے نہ فوج گلستاں  
 برابر تھے تیرا اُس نے جو انات چمن پر  
 بیان غنظ غنظ ہو تھاکہ کہ لکڑی سب تھیں پر

ۛۛۛ  
 نہ نہ صفت بڑا بڑا تھے گروں  
 باراں جا جا کر اب بوا چسے کہ چوچوں پو  
 لالہ کے پو تو چا پو اب پر پو شبنجوں  
 ہر جا ہر طرف کہید خبر نہ انا لکڑیوں  
 باراں و چمن میں ہر دو سال میں یہ غلہ  
 توڑ پھوڑ افسانہ کہ پو چسپیں لکڑی کے

۱۱۱  
وہ شبن و ہنبر سے کھانا ترس کر  
تھا مچھل گشتاں کہ حبیبیوں کا کیا شمار  
وہ جن زبیں جب چکر کھائے ہونے نہ ہر  
پیدا نہ نہیں تھی کہیں تپن غیاں تھا  
نمبر میں وہ پونہاں تھی تپن تپن تھا

۱۱۲  
وہ شکر ٹپیں ابر کا ہر بار غیاں آتا  
وہ ہنبر چرخ کا کہیں آتا کہیں جیانا  
تھی کا اود ہر سرور کے نمبر پر ترانا  
بہیں کا اود ہر مصحف گل پڑھ کے کُشنا  
کس رنگ کا مضمون ضیاء پر کھا ہے  
قدرت سے کلم نہ خط کا راز کھا ہے

۱۱۳  
بہ چرخ کو قرار دینی جدت میں روانی  
فراہ صفت جوش میں ہے موج معانی  
کہ تے ہیں یہ بالائے فلک قطرہ شانی  
ہل گشتاں کہم کو دیا کرتے ہیں پانی  
پتی سے بندری کی طوفان موج سے کیا ہو  
پتی تھی گلستاں تے تے تے کو اٹھا ہو

۱۱۴  
مصرع میں جو غزودیں کریں غنچہ  
ہزاراں ہنبار اپنے گلے کا کرے ہر بار  
یہ ابر بباری ہو زبیں رحمت غفارا  
دھو گیا ہر نامہ اعمال گندہ گھارا  
لیکن نہ سیای ہی دل کفار کی چھوٹی  
الفت نہ پیدم اچھوٹی اچھوٹی





۵۱۷  
 کھنکھیں یہ خط کو نہیں نہ شکر ابرار  
 ہم نہیں کھنکھارے تین انجان  
 برباد پر ہے گریبان کا گلزار  
 جلد آمد شباب اگر مشتاق ہیں تندر  
 مضطر کھنکھیں غنیت نہ کرے  
 کیا امت حاجی کی ہدایت نہ کرے

۵۱۸  
 گزری ہے کجاوہ شہداء لا سے یہ گمراہ  
 قاصد کی لعلوت ہے خط کو خط ابرار  
 منفر سے جبرائیل کی جانب ہیں شہید  
 دینی ہے یہ سیر سے ناز کا علم گمراہ  
 دہندگان کے رونے کو بعد سے جبرائیل  
 اسے لال مرہیں سے ہم ہوا جبرائیل

۵۱۹  
 خوش الگ کیا ہے تیرا مانا کو تھکارس  
 بابین حد کے پکارا دوا نہیں پیا  
 رخصت کا ٹھونڈا تھا فرح پر ہوا  
 علم نہیں اس کی بکریاں بیل نے ہوا  
 رو کے گئی نہ اگر کم رضا حق کی بکریا  
 اس مان بجی تو تر آس تش کی بکریا

۵۲۰  
 اقبوبہ کی بکریوں کے سیدو الہ  
 کیا سنتے ہیں اس تیریں کی تیریں  
 قومیں ہیں کہ کہ حسین کہ پابا  
 جبرائیل کی بکریوں کی بکریا  
 نولامس کی بکریوں کی بکریا  
 شیر مارا کہ بکریوں کی بکریا

۱۲۱  
 روبرو کے یہ کہنے لگا نہ ہر اکاسم  
 نہ تار سے روضہ کا مجاہد بھی سب مہم  
 سر دینے کو جابا ہوں گے لنگار کی قلم  
 تربیت سے اندامی خدا کا نظار نام  
 رکوں تو شفاعت کی سند پائیں  
 دان جابا تہ پو پائے کہیں ہر تہیں

۱۲۲  
 شہیدانِ عمامہ کچھ پتھر چہرے  
 بہا حقوں کو اٹھا کر یہ کہا بابا  
 اس خاک میں جو ڈوبو اس نور کا صد قفا  
 دل اپنا رہا گردِ کدورت سے بھرا  
 است کی بری چھائی کوئی نظر آئے  
 نہ کھوں سے سو اچھے نہ کوئی نظر آئے

۱۲۳  
 درکارِ زمین چھو بھول کا سر و سامان  
 بہر گھر سے دریا ہیں آؤں یہ چرا ماں  
 دینا سے کہنے کا بھی نہ لون سر پیریاں  
 یوں ہی اٹھوں یہ اٹھا دنیا میں بھی عیاں  
 دوست تیری لاشے پر سہا چمکے ہو  
 لڑائی میں نہیں یہی بندہ کا کفن ہو

۱۲۴  
 شہنشاہیں بلجائے تو کراچِ نناں پائے  
 لڑائی کی لکڑیوں کو دھکلائے  
 تربیت سے مری ہیں کسی کے بغیر آئے  
 سیسج بے اور تیری نیسج پر بھی جائے  
 تا میر نہ شمع کی یہ جبریت ہو  
 شمع پر تیرا خاک بھی خاکِ شفا ہو

۵۲۷  
 مقبول ہو گا اٹھارہ برس  
 پوریں نہ کوں تیں جوان لال کی  
 رشاد کی تینہ کو دے اس مری مولا  
 بن جائیں پٹی کو نہ ماروں میں طمانچہ  
 گم کو کھڑوہ اس حد درجہ اڑے  
 بدھ تھنہ میکر کی بچا پر اڑے

۵۲۸  
 پوریں نہیں کہتا نواضع نہ تیر  
 ہر تیں نہ تو بہت میر کی بیستم  
 پیٹے مورا بجا دے تیر حق کو گم  
 یک نہ تے کی جیسا کو شیر  
 اس پہ اس کو تھک چکیں چوب بخت  
 یک نہ زبان بند نہ تے کی دھات

۵۲۹  
 کہ نہیں کہو اور اپنا لال کی دھات  
 تیر کی خبریں محبوب خدا نے  
 مبعول و عاقل کو کیا رہ ہوا نے  
 پلوانے کے تربت نام کہ لہا نے  
 قہر گل و بوی بہا ٹھہرا کے  
 روز و لگ لگ کے تیر تیرے جانے

۵۳۰  
 جب تینہ اٹھاتے تھے گلے نہ ہوا  
 اقدس نام تھی پھر چوہے پیر جا  
 اور کس قہر میں تیری ہی زہرا  
 کہ کو بہت سے چلا تیر دیر  
 پینہ تم قضا ہوئے تیر دل بہم کسے  
 سب نہ توں میں قاصد کو تیرے

۱۱۱

موم قلم کی بر حسب کی عود بنیہ ہوا دیر ال  
داخل ہوئے کہیں قلم قلمی چلا موم  
پہنچا خطوط اس کے کوم کوئی نہ ہاں  
فرمان لک لک لک لک لک لک لک لک لک  
ادب بہت قلم دینا راسب مشاق  
ماقت نے کہا شکر کی تو ہر مشاق

۱۱۲

ہر قلم کو قلم کی عرق کی ایشاہ  
کہا کہیں میں بچا نے لک لک لک لک لک  
حضرت نے کہا کوم قلم قلمی چلا  
کلموں پہ لک لک لک لک لک لک لک  
حضرت نے کہا خیر و غائب کہ قلم قلم  
کوم قلمی میں بن پاپ کا قلم قلم

۱۱۳

پہر زبیر کہ قلم قلم قلم قلم قلم  
کہ قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
کہ قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
کہ قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
کہ قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
کہ قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم

۱۱۴

قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم  
قلم قلم قلم قلم قلم قلم قلم

۴۴۴  
 جس سے جلاد اپنی نواب حبیب  
 ہم راہ ہوئے ان کے دو فرزند خوش  
 سعید سے ثابت تھا قرآن ہم راہ  
 علم نے باجوت لئے تھا اپنے دو ہم  
 خرقہ تمام اندیشہ نہ تھا نہ اندیشہ  
 چراگوشہ قنبر نے کی راہ فراموش

۴۴۵  
 وار و موئے شائیں بدین شکر و دیوان  
 جو کہ تھا صحرائے قیامت سے دو دو چنان  
 تھا نام غنیمتیں ملک بیاں عربستان  
 اسپند جو در سے تھے جو تھوڑا بیاں  
 حیران عقب رہا نہ جاتے تھے علم  
 لیکن راہ و مقصد نہ کہیں پاتے تھے علم

۴۴۶  
 پانی بہت ان رہبروں نے نہ تھوڑا  
 بزورِ علم اپ اور نہ مونی مومن نہ پیدا  
 تھی ایک ذوال شہا تھا یا الگ کا دریا  
 جلتے تھے قدم تپ رہا تھا جادہ صحر  
 جزا لہ ایک قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا  
 تھا اب جی و آہیں پر وہ نہیں تھا

۴۴۷  
 کھانجا علم راہ عدم آگے رہا  
 جب کہ تھا آگے پہل میں تپا  
 بچوں کو آگے بڑے علم مضطر  
 اک شہم ملا راہ میں پر ب نہ کرتے  
 بچوں سے کہا پائیں ہیں لطف کے ہیں  
 دہرے سہلاؤں کہ بخت کے ہیں

کیا ہم جان مُرد کو خود جلا کے اٹھایا  
 پان لاکھ پانچ سو کھن گھن کے اٹھایا  
 چوبیس سو اڑنیس فلاں کے کچر چر چر لٹایا  
 پنجشٹا تھا یہ دم آدم کو جو خلیاب اصری نے  
 بہت پانی اعلیٰ آبی غیری کی نہ کرنے

کچھ کچھ شہزادہ کو غنی میں یہ کھا  
 شمع دم از بخت بزم بلبل کھا  
 پیکر سے موسیٰ مہر نور دلا پانی کا قطر کھا  
 آقا ز یہ سب دیکھتے آجیام سفر کھا  
 بند کونڈیاں آپ کریں یا نہ کریں  
 تھمت بھی قدم کہ جسے بہانہ نکالیں

دیکھو علم غنی تو نہ سنبھلا دین اپنے  
 دو کو کہا آپ کوئی تیرا کیرا ہے  
 بجا نہ گئی عرفی شہزادہ شہ عالم  
 ہو جو یہی قدم سب روانہ ہوا سیدم  
 کھریچے ہو پوچھنے پیام آتا سب علم  
 نہ ب نہیں آتا سب علم سب علم

شوہر لے اچھی سے نہ کر تو دیہ کہم  
 دعوین کو خرم کی حدیثی بے مقرر  
 مسلم کو کھانا مصر میں جان نہ دار  
 پیاں آنے سے تبدیل نہیں ہو گا مقدر  
 جاں ایک ہوت ایک غریب کو بھلائی  
 امت کیسے دے غریب بے بھلائی

۵۲۱  
 مران دہ کوئین کا پہونچا جو یہ مران  
 سلم طرک کو قدم چھوئے تم دشادان  
 وار دہو ہوا کو فوئین وہ صاحب ملک  
 ملانی بسلم کا ہوا شہر میں سامان  
 انوس غریب چین این عجی کی  
 ارکان عجی ضیافت نہ ہوئی سب بختی کی

۵۲۲  
 کو فوئین کی شہرین شہر آیا  
 ک شہر اٹھاکم عالمی گشت آیا  
 کبھی کی طرف سے فخر نامور آیا  
 بخشش کی ملی را کہ یہ راہ بر آیا  
 اب چہ نہ چچو ال پہ پہونچا جیہ گیا  
 لگ جیسے ملا فخر میں فخر خدا سے

۵۲۳  
 ہا ہا ہا شوق یہ کہ تھے رُو رُو  
 کب لگنے بیان قلم کہ خبر رُو  
 اٹھ کر کس پھر کس کی خبر رُو  
 فرات تھے سلم ادا نہیں ہو  
 تم کہیں جو بہت ہو پاتے ہیں مولا  
 پوچھوں کہ کی عمر ہے تم تے ہیں مولا

۵۲۴  
 اب کچھ تھے پیران واقف سلم چاہ  
 پچیس ہزار آئے تھے بہت میں کہ ناچاہ  
 نازن ہوا وان ش بلالین زیادہ  
 نہ کہ پڑھا بزم میں یہ خوب حب خواہ  
 جان سپہ ہون شرف مرئی بیت کہ توت  
 حکم پڑیں شام کہ حکم پھر توت





۱۵۴

کرم زباں ہاتھ اٹھائوں میں جانتا  
واللہ نہ مسلم کا نشان دیکھا زباں سے  
گوشت پیاں اس کھوں کی تو یہ کائنات  
بہر کچھ نہ دیکھا میں غروب سے  
مسلم کا نشان کافر و ظالم کہتے ہیں  
پوچھا دل جو میں خاک نہ مسلم کا نشان

۱۵۵

یاں ارشدیت کو تو نگاہوں نہ ڈرا  
دل حق سے قدم غلطے رخ مقبوی ڈرا  
ایمان کی طرح ناب شب کو چھوڑا  
فتنہ کی کمان شاد دہی تیور وہ جو ڈرا  
مسلم شب تا یک یں نہیں مگر  
پوڑیں میں از تو کہیں آپ کہیں

۱۵۶

وہ شہر پر آفت وہ ظالم وہ شب تار  
جلا دو کہیں گاہیں دشمن درو دیوار  
برگشتہ زمین و فلک کو جو بازار  
پھر تاختا کیل شہرین کہیں بیابا  
بیٹھے کہیں نکل کر ادا ہیں کہیں کھڑے  
اک سو پہ زبانی بلا تو پوری تھی

۱۵۷

کو نہیں جو بابر بلایا تو گئے مسلم  
اس شہر سے گئے جفا تو گئے مسلم  
پوچھیں سے غریب تین جہاد تو گئے مسلم  
صدیوں سے ملک کا قضا تو گئے مسلم  
ہزاروں سال کے لئے در بدری تھی  
ہر شام کو عمر کی پیرائے عمری تھی

۲۲

اک دوست جو باقی تھا بوقتیدہ غم  
پھر اگر میں نہ رہتا کاکوئی روادار  
فراق سے جو تشریف تھا تو کم از کم  
پچھلے سے کہتے تھے کیا حیرت کہ  
ہم کہ جو میں غم تھا کوئی غم نہ پاتا  
ہن چو ہم کو کچھ بھی جانے نہ پاتا

۲۳

وادیوں کا گاہ در گاہ پر شمشیر  
تجربہ کج گفت کہ حسرت میں تھی وہ در پر  
حسرت نے کہا خٹک زبان اپنی دکھا  
نیز یہ قلم کہ اک پائی کا سفر  
احسان کہ اندر جو یہ جو تھا تھیں  
پہلی سے تھے ساتی کو تو کا قصہ تھیں

۲۴

موم کی ادراجام باب دیا اگر  
حسرت نے یہ پتا چھوئے حد در سے کہ  
پھر کہنے کو وہ کہے جو بیان کی کو  
دیکھا کہ تو یہ بھی بڑے زانہ جو ہم سہم  
دل میں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں رکھو  
بہ حال علم نسبت کوئی یاد نہیں رکھو

۲۵

اگر کہ موم نہ کہے کہیں دہش  
بہ چو چو اپنی مرے دہانے کی چو چو  
تو کہتے تھے کہ یہ کیا غم ہے بربا  
جہ گھر میں تو تو تیرے نام میں کہ تو کا  
اس وقت میں ہر کہ سے کہنا رہی بربا  
تو نے بھی نہ بولا تو کا جو باقی پو پو

اُٹھ جا بنے کو جو نہ نہ لے لیا عجم کی بار  
 کہ جس کی طہت مگر یہ کہ نہ لگا گشتہ  
 یہ شب بیداری جم بھی ہیں کیا یکس نہ ناچار  
 دوزخ سے پہلے کھائیں کوئی رات و روز  
 اس رات کی رات اور تباہی ہم اٹھالیں  
 نہانا کے کوئی ہیں جنت میں بلالیں

چلو یہ کہے کو جو کی طرف سے یہ نہ کہ  
 گم و گم لگا لگا ہے کوئیوں کیچھے دیو  
 یوں اپنے نہ لگا کے نہ لگی خواہ  
 زینب نہ بنا تو ہے دوزخ جو نہ دوزخ  
 یہ پھر لہجہ ہم سے ہیں عباس خدائیں  
 نہ ماری جیتی ہیں گشتہ بلالیں

جوت کوئی کو جو یہ بولی وہ تو اچھا  
 شہید کو کون ہیں اے بندہ اندک  
 وہ کہہ سرور ہیں آقا ہیں شہنشاہ  
 وہ بولی تو کیا آیا تھا مسلم کی کہ ہم  
 تم کہہ گامدہ وطن اور دیں ہی ہوں  
 ہم جہ کہتے ہیں وہ بچا دیں ہی ہوں

بہتوں کو بڑھاکر یہ پکاری وہ تو بھائیوں  
 قوتاب یہ سپہ سالار تھے قربان  
 لے موت کے وہاں تو مگر گھر میں وہاں  
 کہ داد و بخشش اس کی غلہ یہ بہت احسان  
 ہم کو تو چھوہ دیا اس اہل خانہ  
 شہنا سے فر دس کا گلزار افسانہ

۵۱۲  
 کھجوریں رات فتنی دا بھگتی رہ  
 سلم نے فتنی دھوکے مٹھ کر کیا نا لگا  
 سر بھوہہ میں جب ذکر میں آواز دل کو لگا  
 جب آتی فتنی تو علم تیرا وہ کہتا تھا بچا  
 فتنی کی بھگت تیرے دیر کی رہی گ  
 کھوئے تو تیرا بھگتی ہی اے عید کپڑا

۵۱۲  
 نالہ کیم علم نہ تیرا کرتے ہیں پائے  
 کی فتنی نے کہیں لگھ بار نہ لٹ جائے  
 کھجوریں فتنی کہ علم کو فتنی اس نہ تیری  
 علم لگھ میں یہ کہوئی جا بک پڑا  
 دی اس نہ آفرین کمر باندھ کر آئے  
 ہل صبح نہیں پڑا کیم علم کرتے

۵۱۲  
 شاکر کی ہوتی فتنہ طوعہ پیسہ ہائی  
 شلم نے یہاں جاتے ناز اپنی اٹھائی  
 ہمسایوں کو کہ طوعہ نہ آواز نہ مائی  
 ہمسائے کو جاتا ہے وہ صاف  
 گھوڑا لگھ لگھ کیا جمان کی خستہ  
 جو گویا بوندہ ہے اک جان کی خستہ

۵۱۲  
 مہربان کے ساتھ کی ہو کر نہ آ رہا  
 اس کو نہ عید سے پہنچے کہ بچا  
 زمان کو وہ چیں تو بھگتی کھا  
 یہ کہہ کر پھر جاتا ہے شاکر کو ٹھاندا  
 یہ عید کو اس کے بھائی کا خلف ہے  
 شاکر بھائی اس کے بھائی کا خلف ہے  
 شاکر بھائی اس کے بھائی کا خلف ہے

۵۶۵  
 دیکھو کہ کیوں ابن ابی ایداد گستاخ کیا  
 کیوں نہیں لو دہی عالم سہی اچھا  
 لکھ کر نہیں شہت نہیں پھر نفقہ کی کیا  
 سمیت بھی تو چچا کہہ کی سے نہیں لیتا  
 کہیں لڑنے کو سب آئے ہیں یہ کھڑا  
 چچا پر مہر جو کہیں فاقہ ہے پڑا

۵۶۶  
 پھر تمام کیا ہم غلام کا داماں  
 تھی تھی شہنشاہیں ترسے تھے ترسے قریاں  
 عالم کہیں سو گئی جواب لے کر کہاں  
 نوٹری نہیں نہ برا کی ہو غور ہو غور  
 مہمان مرگم سے لے کر بومرگ  
 نہ ہوتے تھے شہنشاہین کم نمبر کہ لگا

۵۶۷  
 علم نہ کہ افسانہ جنت ہوں میں تمہارا  
 تو آگے جاؤ دہی تو درخشاں ہے پتہ ہمارا  
 پھر وہاں ہیں پتیلیں کے یہ اور کوئے گیا  
 پھر وہاں ہے خدائے کہ تمہیں ہم نے  
 ہم کہہ کر یہاں جاؤ غافل و دور ہیں گے  
 علم کہہ کے بدن پیا دہی دہی ہیں گے

۵۶۸  
 عالم ابی انیس فک پرست  
 پھر وہاں ہم نے کیا زین کا دامن  
 اب پھر الہام سے ہوتا ہے ہر دانش  
 و اگر تری تا نیکو کوئی ہے نہیں  
 و جب تھے خیم کے زاناب کا ادب ہے  
 ہم علم پر ہوتے تھے تو عجیب ہے

یہ سب یہ سب یہ سب یہ سب

مولا ستم دل مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

سب کو مولا ستم دل

۱۲۷  
 طہرہ غنیمت نان شب بخدا ہے  
 طہرہ دہ لودیاں ہر اہل صفاء  
 ہم غنیمت کا انیمہ اسرار ہے  
 ہم غنیمت کے خند و روی ایمان کیا ہے  
 یہ رخ پر محمد و حق کے اپنے ہے  
 چلو انیمہ زنگ بین ابویہ کیندر

۱۲۸  
 رخ ہر پاک سے اللہ کی تحفہ  
 پہ پہچاں مصحف جب نوا کی تحفہ  
 سورہ کہین خط کا تو کہین خال کی تحفہ  
 ہر دے کتابی سے عیاں فاعل سات  
 است پر خزاں وہ ہے یہ سبیل غنی کا  
 بیشک ہر رسول اہل کتاب ابن علی کا

۱۲۹  
 ہم غنیمت اس رخ کے حضور آئیں گے  
 ہر دے کی رخ کے وہ ہر گم گریاں  
 گم گریاں کا گل سے بو بنیں ٹوٹا مال  
 گم گریاں کی بل سے ہو کائنات برشاں  
 ناک بین مرہ زخم پر زخم کو دیا ہے  
 جو ہم نے دیا انیمہ کو خیر کیا ہے

۱۳۰  
 اللہ ہی ترے فنیائے رخ آواز  
 ہم غنیمت ہر دے کی رخ کے آواز  
 ہم غنیمت جہاں میں رہنے کے آواز  
 ہم غنیمت جہاں میں رہنے کے آواز  
 ہم غنیمت جہاں میں رہنے کے آواز  
 ہم غنیمت جہاں میں رہنے کے آواز



صفحہ

وہ شہید غلامی نہیں تیرے وہ سے تم  
ہر روز کو کس ارکھ کر ہے کلام  
علاقہ سے تیری ماہ وہ ہفتہ اب کفر  
اتر کر وہ لڑا لڑا ہے ہر روز  
دنوں سے بچے ہو گئے تم وہ روز  
شعبہ کو بچے ہو گئے وہ روز  
وہ روز بچے ہو گئے وہ روز

صفحہ

اب میں بھی کیوں بیان کیا دیکھ  
نظا سے سے بدل ہو دل دشمن  
یہ شہید کہاں کر ہی ہے کلام  
یہ فرق عدد کے ہے ہر روز کلام  
بھی ہر روز فرق ہے ہر روز کلام  
اک چین سے یہ فتح کی کوشش  
وہ روز بچے ہو گئے وہ روز

صفحہ

پیشانی پر زور کی کیا شان کہیں ہم  
صانع نے کیا بخت بخت اور کلام  
وہ ماہ وہ وقت ہے کہ ہر روز کلام  
بچہ کا نشان جن میں اترے ہیں ہم  
اتر کر ہر روز کلام  
وہ روز بچے ہو گئے وہ روز  
وہ روز بچے ہو گئے وہ روز

صفحہ

ہر روز بچے ہو گئے وہ روز  
یہ بچے ہو گئے وہ روز  
یہ بچے ہو گئے وہ روز  
یہ بچے ہو گئے وہ روز  
یہ بچے ہو گئے وہ روز  
یہ بچے ہو گئے وہ روز  
یہ بچے ہو گئے وہ روز

اس سحر کے پچھلے شوق و خواہش  
 پیار کی تشبیہ میں صحت خیرین اعلیٰ  
 جان کو سیکھاتی تھی تجھ کی  
 کہ کھینچ دے دلیلیاں تو بخیر زیب  
 سالانہ رفتی کے دو دو برسوں کے ہیں  
 دو شاہوں پر دو بال ہمارے کہ ہیں

ابن داؤد و سحر عیال تھی اہل  
 وقبوں میں پیدا ہے وہ شکر و پیر  
 بے بد و کوئی شمع ہے بھرتی نور  
 اس شمع سے روشن ہے روح حشر  
 بالائے لب و زریں اگل گندہ  
 سچا پرت پھارم ہے قوم کو شکر  
 سحر ہے شمع کو کہ گونا گوب حشر

ابن داؤد کے کچھ بیتی کا نظر  
 گویا تو عمر اب اداں کا ہوا  
 دن ابورے زیبا ہے تو عین ام کلثوم  
 ان حرفوں سے بے مزا اداں اکل گندہ  
 بوجہ نبی نام جم سب کے وہی کا  
 وہ فوں نبی کا ہے تو عین علی کا

یہ تو عبارت ہے مثنوی اثر و نظر  
 عمان نے جو یہ دے کتابی کیا تیار  
 انگشت رچی ہر پور پور پر کب  
 مریا وقت کرے تاکہ صفائی کے وہ تیار  
 وہ پسینہ نہ دے کہ مٹائی جانیں  
 صانع سے اب انگشت اٹھائی جانیں

پیغمبر کا ہر لفظ کو یاد رکھو  
 مگر ان کی تائید گوارہ لاش پہ نہ تکیں نہ موت  
 تو مرنے پہ عمل کا کچھ نہیں اگر اس حرکت  
 ہو جائے سیاحی کا غم غیر تہ تیغ نہ موت  
 گداز کر بس اس کو کہ کوئی یمن میں  
 یوں نہ لگے میں ہوں غل غل جیسے یمن میں

تم نے یہ دین دین تو دین تیرے سب سے  
 اللہ کی صحبت کا ہوا زنگ و بویں را  
 سچے دین تیرے سے اس لفظ نہ اصلا  
 جیسا کہ کہ نہ مرنے کی وہ تم کو اس پہ پورا  
 یہ کہ نہیں بالائے وہ تیرے دین کی پختہ  
 خطاب کہ کہ وہ تیرے دین کی پختہ

حاکم بہار شریعت کا سرچشمہ  
 بانہ میں لب و لہجہ کا سرچشمہ  
 پشت لب و لہجہ کا سرچشمہ  
 بوقت و در وقت کی پختہ اس سرچشمہ کو پختہ  
 عمل کی کو تیرے وقت کی پختہ اس سرچشمہ کو پختہ  
 کہ جس کی کو تیرے وقت کی پختہ اس سرچشمہ کو پختہ

پیغمبر کا ہر لفظ کو یاد رکھو  
 کہ جس کی تائید گوارہ لاش پہ نہ تکیں نہ موت  
 ہر تائید گوارہ لاش پہ نہ تکیں نہ موت  
 تکیں تو مرنے کا سرچشمہ پختہ  
 گداز کر بس اس کو کہ کوئی یمن میں  
 یہ لفظ پہ لفظ کا وہ سرچشمہ پختہ

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰

۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰

۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰

۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰

۵۹۳  
 لکھنؤ شہادت ہو تو پھر بھی نہیں کی ریک  
 زبدا کر کے کاٹنے چھٹ مٹ  
 ہوا شہادت کا کلمہ چھٹ مٹ  
 بہت صحت ایمان کا ہے شہادۂ اجزا  
 تمہیں کم کیجئے تو تم کسان پر  
 تم زمین بال آسمانے خاموشی کی پانچ

۵۹۴  
 شکر گو کہ ہون سمر گلستان کے برابر  
 یہ ہم عجب پیش ہے دیوی کے برابر  
 مگر غم و آں شیلیان کے برابر  
 پاک الفت ہے بہن قرآن کے برابر  
 ثابت قدمی سے یہ زمین پر کھڑے  
 قرآن میں جن جاب الفبہ کو کہتے

۵۹۵  
 دیکھو آپ اعلیٰ ہے پورے اور تو کا عالم  
 یہاں یہ افضل الہی ہے مجھے  
 قرآن کا شعلہ ہے زرد آس کی بجائے  
 بے دھال کہ یہ دودھ زرد آٹھاب کم  
 پورے زرد و زردیں کب نام و مثال کا  
 بے کافغذاری ہی پورے سورہ و مثال کا

۵۹۶  
 ہر اس کی کہ یہ کلمہ ہے تو دل سے پھر  
 وہ تو جگر الہیہ کب سے پھر  
 پھر پھر نیند و باغ و اجا پھر  
 دباغ بنی و فاطمہ و عیسیٰ و شمس  
 دل و صفت کم بین ہی ہم جو شمس کا پھر  
 اہم کا ہے اب کہ ہم دوش کے ادھر

۱۴۴  
گر خورشید شامی کی طرح لاکھ زبان نہ  
بزرگ کی تاجی کا نہ اس نقشہ بیان نہ  
جس باغِ زمیں میں یہ شمعِ سناں نہ  
پروانہ پور ہو مستی کا عالمِ سناں نہ  
دیکھتے تیرا کس لعلِ درد کی کھسب نہ  
نازک شبِ شاد اور کھلانی کھسب نہ

۱۴۵  
کتنی عبادت کمال کی گویا  
بہشتِ عبادتِ عظیم الٰہی سے قوی تر  
خالی اگر اس سے جو واگوشتِ دنیا  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم  
ابر کی گلیاں ہیں پیدوشِ عالم  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم

۱۴۶  
خوار وہ ہے اس سے بدتر  
وہ کہ مہربانی کا ہر آن سے بڑھتا  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم

۱۴۷  
کیا وصف تو کوں کا نہ کر تینین نہیں  
اقتباسِ مطلقِ عظیمِ عالم  
بہرِ عالمِ عظیمِ عالم  
نہیں کی ضیاءِ عالم  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم

پیدا بھی نہ بھرنی جا سکتا ہو  
مہربانِ رحمتِ بدو اور عبادتِ عالم



۲  
 وہ دیکھ لے کہ ان کی صفیافت کا جو سامان  
 پہنچا کہ کئی لاکھ منہ بھول خیر بڑاں  
 سلیم نے کہا دل میں کہ یہ ظلم کا مظناں  
 شہسپہر زری جابل کا اندر گہیاں  
 مگر کیا پیدائش نہ اس شخص کا ملک پورا  
 غنیش میں نہیں آتی اگر ملک پورا

۳  
 ہر گروہ و عجم ابو گنبد گرداں  
 ابو ہریرہ شہسپہر سے سلم نے کہا ہاں  
 اس طرح وہ برسا کہ اڑٹھا خوں کا لٹاں  
 مطلع بھی بواصاف ہوئی اگر بھی نہیاں  
 پھول کی بھی شفق جا طرت خون عدد سے  
 داناں بواصاف قح تھا کچھ کہ شوشے

۴  
 اک علی بن اراہیل دین کو آب  
 دیو ابرہہ دیو اراہیل پڑھ گئے کفار  
 ہمت جو ہوئی پست گئے باہم چا شرار  
 آتش بھی آپس میں جمع آہیں لگ کے انبار  
 لرزاں صفت پیر نور و ارجواں تھے  
 دیوار و زینہ پیر ابوہ تھا غنیش میں جواں

۵  
 ہر سانس لے لے اگر عدد طیش میں آ کر  
 سلیم پہ کچھ چیتے تھے لگ اڑٹھا کے  
 باب دوسرے میں عرض تھے باختر غور کے  
 دیوار ہٹا دیتے تھے گھوڑے کو بڑھاکے  
 جابر کا قاجاب ہاتھ کہ نہ عدد و پورا  
 تھے اسے اپنے چیتے تھے باہم کہ ادھر



قصہ

ایں سے نہ سر ہم بدین جاتا تھا شب  
گر کرتے تھے ساقی کے دبان یکہر دلی اعدا  
کہ نہ وہ دبان ہو اکل شکر تیرا  
دیوار نشینوں پر جو غارتے تھے  
چوہا دھڑک ماتی تھی کفار سے پیلہ  
مگر تھیں صغیر فاکہ دیوار سے پیلہ

قصہ

یلب دم کی تھی تیا چار طرشت  
آبادی کو وہ تھی شیران صفت دشت  
ایسا ہم سے ربانی اعدا کا طرشت  
ایسا گرسختی سے رہتین کے طرشت  
ناری ہی نہ نہا طرشت سے تھے  
شہر و شہر سے تو ترنگ سے تھے

قصہ

اعجاز خلیل اچھی شہر نے دکھایا  
دامن کو کھینچ لیا آتش نے نہ پایا  
حاصل کی طرح سے جو دوران گرد کر گیا  
کرم کی راست نے آئے اس کے دنیا  
ست بارش و بارش بوجوب بھارت  
آتش و فتنہ آتش و فتنہ بھارت

قصہ

پھلنے نئی نازک پہ نظر آنے تھے صدرا  
روشن کباب و بوجھ حق و ثبات  
یہ رخت کباب آپ کے عرفو نے نہا  
تھے صفات لہر قائم رحمت کے پورا  
دشمن کے خوف میں رہتے ہیں فتنہ  
اعضا کے لہر کو جس کے سر تھی

PR

ان آبدون میں گرم غنائی کا یہ تھا حال  
پیارے سینوں میں اس قدر تھی پیال  
خوشی تھا نہ وہ کیا فتنے سے تھا حال  
کے نہ کہ نہ اس سے کہ جو ہر حال  
دوستی تو دیر سے کی جاں کہ ہر حال

9

عزیز میں کہ نہ ہو اور اعلانِ جلال  
عزتِ کبریا علی اللہ اعلم کہ ہوا  
اعد کی کہاں سے الفتِ تیر ہی سرا  
کہ ہر دم و باجگاہ تو ایسی ہے سرا  
جہاں حقِ نرودہ و بیرونِ شمس ہے سرا  
قبضہ نہ ہو گی تیرے انجست و دینِ سرا



دریا پر ٹھہرا ہون کے خون کا کبار  
راہیں نہیں تو رہا لگی اس میں کدو بوار  
لاہ! اجل بنی کسی کشتی کے تیار  
جیتیں ہیں تھی اس پر یہ کشتی بھی تیار  
پہن گئے تو دن کم عمر جو یہ نہ ہوئی  
اسواروں کے قتل کا کشتی پر ہوئی

11

الحمد لله رب العالمين  
 الذي هدانا لهذا  
 الذي كنا لنهتدي لہ  
 الا بالهدى من ربنا  
 ربنا انزلنا القرآن  
 بالحق والبرهان

۱۱۱  
 لگتا ہے کہ وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا

۱۱۲  
 دیکھتے ہیں کہ وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا

۱۱۳  
 دیکھتے ہیں کہ وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا

۱۱۴  
 دیکھتے ہیں کہ وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا  
 بھلا ہے وہاں پہلے لگتا ہے بھلا

۱۲۱۱  
 پھر وہ سب کو غور سے لگا دیا وہ پالا  
 پختہ ہو گیا غصے سے پانی میں ڈالا  
 دیزل لگی کر سب جام بنائون کا خیال  
 دوزخ کے پچاسے ایک عالم بالا  
 اب ساقی کو تو نہیں میرے کہیں گے  
 پیلا سے مہینہ لگی پیاسی مرگے

۱۲۱۲  
 افسوس کہ حکم نے حضور پر کیا  
 اور وہ کون سی کجی کر کے سنایا  
 جس نے کچھ اور پورس کو کھلایا  
 حکم نے ملا تھوں کو دوناہست آیا  
 حکم نے کتا تبریں بھی ہاتھ سے ملا  
 اب غم بیدار مہینہ پہلے لگاؤ

۱۲۱۳  
 فرما کہ عاشق و عاشق ہو کچھ اپن  
 رشتہ سے تم کو کدو کی جوت سے وہ میرا  
 چند دوات و قلم اس وقت تو نکلا  
 کچھ بکیر سے سن کر کچھ کھنکا  
 تو یہ فقط حال کی نظر سے رہ بجلا  
 بچاؤ بچاؤ اس کا مقدر رہ بجلا

۱۲۱۴  
 عالم کا جو ذرا سب سے پاپا  
 جب کیجیو وہ قہر طاس و دوات و قلم آرا  
 حکم نے دوزخ غور کا کاغذ پہ لگا دیا  
 اور ہر گز تم باتیں خام نہ اٹھایا  
 کھلا شہر والا کو ایک حال نہ ہو  
 انجب بہ کہ شہر کھینچن من ہی تم ہو

۱۲۱

نقشہ برقی بچھو کھنچے پو نہ جانا  
کیا جانا تھا تو کچھ پکپک سا جانا  
الکھ دھاکھ بھیاں کھنڈ نہ آنا  
اور خیر تو تم آنا تو زیب کو نہ لانا  
دو گے تو وہ زفر اعلیٰ گھر لگا  
سرخ بیکار کی پوس پوس پھر لگا

۱۲۲

روداد بہت وقتم کلم سے تباہ تو رہ گیا  
جلو دھرم کمر پہنچے پچھو بوس غصہ صلام  
بس تم کو میری خطبہ بی اس غری اپنی نام  
اب کو فزین آئے گا جی کیلینا نہ کجی نام  
خط پہلے طلب کج جو پرور نہ کھاس  
میں نے نہیں کھاس بہت قدر سے کھاس

۱۲۳

پوہ بہت مری تو اگر بیکار دل لاد  
وہ تم تیرا دل تو دھیرے کہید تا مقرر  
سے نہ تھے قیاس سے پھر پھر پھر  
ایسا نہ تو منہ نہ پھر پھر پھر  
عجب اس دل لاد کہے برابرین بخین ہوں  
بابا جی وہ دودھ دینی میں فدا مری ہوں

۱۲۴

دن کج کی فزین عمر کا دن قتل کا سال  
پر عید یہ عید آپ پو پو تا دن میں قریاں  
ختم ادا دل کا اور شاہ کا اند گھسٹاں  
کہ تا بلوں روئی کی غدارش بدل جانا  
کہ اگھر کہے تم میں نہ دم اگلا کچھ  
مست نہیں کیا ہے پو پو مری بچاں

۵۱۶

حکومت کے علم کو دیا اور بولے یہ آقا  
وقتِ نبی سے ہے ہم قومِ جاہل  
بچا نا بچا کہ تم سب جہاں ہوں شہداء  
اور فرقتِ امتِ نبی و ذرہ پتہ کے دنیا  
گم تیر کی خیانت کا مہر و کھوئی ہے  
بہر کیا گردن یکین ہوں اگر کوئی نہیں ہے

۵۱۷

جران کے فرزند سے حکم آگیا  
اب دیر نہ کر بامِ پادشہ کو قلعے جا  
چلا جاتے دروغین مسرکٹ کے اسکا  
اور بام سے بالائے نبی پھینک دلاشا  
ہاں بانو کے پھولاش کے پاؤں میں کوا  
تو تیر کو دیکھ کر آوارہ وطن کو پتہ پتہ

۵۱۸

جلاد نے تب بازو سے نیکم کو لیا تھام  
ہاتھ اُس کے غریبی سے چپے مسلم نام  
ہر زینہ پہ سراجِ شہادت ملی ہر کام  
اور بام پہ جا کر بوسہ فریاد بام  
پہم پہنچے تھے مسلم نام صمد نام  
حقِ خلق ماتے ہو گئی بام کے پتے

۵۱۹

ڈاکر کوئی لہنا تھلنا ہاں سے مرے اللہ  
مہان سے کوئی بھی یہ کہ تو اب ملک کی  
مجھے ہیں خفا عید کی سید کا لہو واہ  
عاجی کا گلا کاٹتے ہیں نام کو برفراہ  
کہتا تھا زور کر کوئی کیا شہر یا حق  
اک بندہ یہ یک پہ پھر کی جیتی و نا حق

۱۳۲

جب دبیان میں شہ پر شہم پر چلا کر  
اب کھینچا بکھر لوگ تماشائی تین تھکے  
کہ چھوڑو اسے اقامت سے حرکت نہ نکالے  
یہاں پہنچتی ام غری دیدار دیکھا دھوپ

۱۳۳

کہ جس سے ادنیٰ اندر دلوں سے خوش  
شہم تو کب لگور سے شہ پر کراہ  
جہاں نے کوئی زمین سے کھانا لگا  
بہاں حکم قیامت سے توبہ تازی ہو وادہ  
شہم شہم غلام کی تصویر کو دیکھے  
شہم اس دیکھے شہم کو دیکھے

۱۳۴

کہ کوئی زمین نے کمر از رفت کیا پسدا  
پہلو ساری زینت غنیمت ہو از زلمہ بپا  
پہنچنے سے کاراہ بین اسب شہ وادہ  
ادہ تلخ گئے سب شہم زینت زہرا  
ہفت نہ یاد دی یہ شہم سرخفت کا  
یہاں پہنچتی دیکھے کوئی طرف

۱۳۵

کہ کوئی طرف شاہ نے شہ پنا پھر ایا  
سید انیسون نے غلام سے پورہ کھلایا  
ادہ نے شہم کجا جال ان کو دکھایا  
یہ شہم پنا پنا ان کو دکھایا  
یہ شہم تلخ نظر سے کرایا  
یہ شہم تلخ نظر سے کرایا





۱۲۱۱  
 تاجی نے لگائی سر پہم پر پوشیم  
 کرت ہے پکاریں غلام سر پہم  
 کہہ دے گویا تو حق سر پہم  
 یہ عید کہ ار کا اور کی تجھ سے  
 نظر ہے اس قدر سے زمانہ تیر  
 مگر دوست ز نوا کی حق اس وقت میں

۱۲۱۲  
 میری بیجا جہاں آجا بدوہ لاس  
 بدوہ وقت عالم کی طرف سے جان عالم  
 میں کیا کہوں ایک لک نہ ہوئی کچھ ایذا  
 پھر لاش کہے پاؤں میں غریبی کو بانہا  
 پیٹھ سے دریا جم کھائیں لاس  
 پھر پیچھے کہہ کر کھوہ بازار میں لاس

۱۲۱۳  
 پیرا شاکر کو جو میں پہناتے تھے بدوہ  
 سن کر فریقوں کے صد آتی تھی دلوں  
 اک بی بی کھجی بدوہ تھی اٹل شاکر بدوہ  
 پہلانی تھی وہ وادوری وادوری آہ  
 جب پوچھتا تھا کہ کی کہی کی صاحب  
 کہی تھی زین عالم شوق بلبل

۱۲۱۴  
 غلامی سر پہم دیر اب تو بلبل  
 اس سر پہم کہہ تو نہ کہہ اور یہ وہ کہ  
 جو بلبل یہ بدوہ ماسے بات کہ  
 ہر لحظہ تھی تو بت نہینف عطا کہ  
 دوزخ میں کہہ کر نہ میرا بیان کہ  
 ایک سخی تازہ میں دلی تھی زبان  
 نام شہر

جب ہاں سے زافری شرب کو ادا کیا  
 کہ تیرا بھلا دیا نہ کر خدا کیا  
 کہ جس کو صفت تو نے لہجی امت کیا  
 جس کو تو خلق ارض و سما کیا  
 در کھلے عبادت رب غفر کے  
 فانی دینے دینا کیا تم سے غور کے  
 گاہ تو شوق و لامر معنے  
 پس نہ شرب کو کیا نور معنے  
 گری دکھائی نہ رشتہ طور معنے  
 ٹھہر پیرا نہ کہ تو معنے  
 ملا شرب کے حسن کی دولت کا  
 افشان چسبہ علم در خلائق کا  
 پیدار او پیدہ طلعت نشان معنے  
 مجبور کا وہ ذکر وہ لطف اذان معنے  
 باندھا غامض نور کا پہلی نشان معنے  
 پوری پہلاری پہ کیا خطیر نشان معنے  
 محسب کہ تو نے قیام کیا ہوگا  
 لگام مجبور چسبی و تو شیر ہوگا  
 آریا عوہ پہر شیبہ ستان معنے  
 دی روز نے نہ پناہ نہ پناہ نشان معنے  
 کہ پر کشا پورا علم ز نشان معنے  
 ظاہر ہوئی زمانے پہ تاب و نشان معنے  
 غفر کر کن کا ویرہ اگر دوزخین مالک  
 مغرب میں پہنچنے کی رات کا بیجا کج

علاوہ چرخ نے رخ آفاق ترقی کیا  
 بلا جہاں کا ایک جو غوغا شفق کیا  
 اس دور سے مگر کو الٹ کر ترقی کیا  
 تو رہن کو جب عون داکم ترقی کیا  
 تو تیرہ صحن کا لکھ دستار کیا  
 پورہ آفاق علمات کا لکھ دستار کیا  
 نسخہ عالم وقوعہ سے گزرا تو کیا

منسوب تین چکر ترقی پہاڑ تیرہ ہوا  
 سلطان شہر ترقی راہ شہر ترقی تیرہ ہوا  
 اپنی کا قحط بہر شہر تیرہ ہوا  
 برباد و غم خون کا آباد تیرہ ہوا  
 دریا دلی سے باد شہر ترقی تیرہ ہوا  
 پنج گاہ کا رخن کر ترقی تیرہ ہوا

نہیں نہاں مابہی شہر بین نہاں ہوا  
 کشتیاں آباد سے دیہات عیان ہوا  
 لیلیا تو شہر حسن کا گشت خیراں ہوا  
 عالم شہر ترقی سے گم فغان ہوا  
 مجنوں کے رنگ رخ کی چھت چھت ہوا  
 تھی چھت چھت کی اک کہ مری تھی

بڑھ کر نقیب نو بہار اسکر  
 تھی آسمان سے بارش بہت بخیر  
 تو اس سر نے مہر شہر ترقی کیا  
 تو دین میں نور ہو دریا ترقی کیا  
 بوجہ بوجہ کیا ترقی ترقی ترقی کیا  
 پورہ ہوا قفا فاش صحن نقیب کا

۱۴  
 کاشوئیں میں جو کھانا تھا مالک غنیاں  
 مگر زبان دہر ہوا مانی خنیاں  
 تھے وقت صبح تو ہوتا ایک بوستاں  
 نذر تھا یازدیں کی آہوں کا تھا غنیاں  
 شمع تباہ ہو گئی غم میں غنیاں کے  
 خاک غزا ہے لہر گئے سنا غنیاں کے

۱۵  
 غریب میں غن تھا گلشن کج پر پیمان  
 شتر میں چوہ لگی قرار شیر پیمان  
 رنگ اپنا لقی جانے لے لے شان اب جلال  
 تخت مودی پودہ پھند شفق کی لال  
 پودوں کی تھا تپوہ کمرہ کس آفتاب کا  
 صحن افق بنا ہوا تخت گل کا  
 بدتر تخت مودی تھی کا درستان کا

۱۶  
 اتے مقام سیر جاتے نظر  
 ٹھہرے فک میں پھپھاتے نظر  
 حال ہوا سے فاک پر تے نظر  
 ہر شیا شب کی نیند کے ماتے نظر  
 نور کمر ہو چلی گیا آتش ریت  
 اٹھ بیٹھے ہو چلی گئی آگ کی چھپ چلی

۱۷  
 کس اور وجہ شکر قدرت سے وہ تھے  
 پیچھے ہوئے بے باور عبادت پر وہ تھے  
 وار شمع یاد و حق میں غزال لپک تھے  
 کیا کیا شمع مہر میں صفت کے لگ تھے  
 کوئی حجاب کمرہ کو کوئی سرا ہوا  
 پلووں سے تھا فرات کا دامن ہوا

محبوب سے تھے مرغِ سخنِ طربِ غلابِ غلابِ  
 فنا کر کے سے گئے گنجینِ نیشیں بہان  
 کتے تھے بکر کوہِ پیامِ مسلِ الریاح  
 بیخِ فواں تھی بن تیں یہ حالتِ کونکی تھی  
 لذتِ زبانِ خارِ چو خوردگی تھی

تھانام سے بوجھِ شبِ قلمِ پرست  
 فریادِ نیشِ لکائی اوستِ ضربِ زینت  
 زارِ کشتان کو سراپا کی شکست  
 ہشیادِ بوجھِ لکائی اوستِ ضربِ زینت  
 زارِ کشتان کو سراپا کی شکست  
 ہشیادِ بوجھِ لکائی اوستِ ضربِ زینت

کچھ پوچھو شمعِ خامِ نورِ شہیدِ پُرنیا  
 بخت کو شفق نے سرِ دستِ علی کیا  
 زمانِ قضا نے منشی تقدیر کو دیا پو  
 تھو کو موافقِ ارشادِ کبیر کیا  
 یہ خبری سپاہِ حبیبی کا افواج ہو  
 تا ظہر نے حسینؑ نہ لکھ کر نہ فوج ہو

کھٹکے لڑا زمانِ حسینؑ کا خدو خال  
 کو تھا قصور وارِ سورہ بھی بولوا بجالا  
 عہدِ جہادِ بھاپوئی سرکارِ زورِ بجالا  
 دنیا میں سرِ غلچہ مارمِ حضور کے  
 تھیں جی میں طے خاند کے اور قہرِ نور کے

حاصل  
 منجانب غازیوں کے لئے غوثیہ و بحال  
 کچھ جوہر ام فانیہ میں شکر و حمد  
 کہ زور ملے میں تاب و پیرایہ میں تاز و دل  
 یقین الوصول و سرخیان کا خط و حال  
 بچوں کا عفت و بے بی راہ و کسب  
 ایک ایک نوجوان کا تکیب نام و کلمہ

حاصل  
 وہ نور و سپیدہ وہ صبح اجل نام  
 وہ نغمہ افان و اقامت وہ مقتدا  
 یہی ہیں اقیانیا ترائی میں اثبات  
 کہ فو فیہ میں قبلہ دین و کبریا  
 پانی کے لانے سے جو تھا منور و غلاب  
 ہر عرصہ اس آفتاب کے دور و شب

حاصل  
 آئی صدائے فکر کہ یک یا رام  
 لے آؤں بلور کے شکلوں میں اب بقا نام  
 کہ زور بکراؤں یہ وہم میں کروں مقام  
 باران ندی و دریا کہ برہنہ لگے غلام  
 شرم سے اپنے خون سے دھوئیں اب کہ گیم  
 پانی کا فخر جانے دو پیاسے مریم

حاصل  
 کچھ جاہ و غوثیہ ام ام ملک فصال  
 جانے تھے رات بھر بچے طاعت و بحال  
 بلکہ کہ بگڑنے لگی یہ صبح شب قتال  
 جب یہ کاغذ کی پرستور تھا خیال  
 دھوپ و غوثیہ سے ہاتھوں کو اور لکڑی  
 کھانڈا کفن ہمداد کا زور و کلب کیس

۵۲۱

نام سلاح کے تر م پر بھری چلی  
اٹھی سلاح لانے کو ہزار کی لادلی  
نتی سب آہ راستے میں کیا وہ دل بچ  
آواز آ رہی جب کہ فریادیا علیہ  
بھی جہاں جی بھائی بسج میں لہا تو تھی  
یہ روح قلم ہے کہ غم میں دنی ہے

۵۲۲

کھٹم کو پکاری وہ حیرت کی بتلا  
چل پڑی مری ماں کی جیہ صدرا  
کئی سلاح خانے میں قواد غل شرا  
کی ہر ملت تگاہ کہ یہ ماہر ہے کیا  
کیا دھچکی ہے پی بی بی کے دیر کی  
دنی ہے ذوالفقار جناب امیر کی

۵۲۳

میں مجھ غلامت میں ہے بیچ اکلدا  
نہو ہوا پتے میں وقت کو جیسے ہو گرا  
پھر تو دلجی رو میں پھرتے زریک ذوالفقار  
دل میں کہ کلم نیم کر ہے میرا کہ و کار  
دلو اس بجا کہ اسے شورش ہو تھی  
لمت ہو اور ہوتے ہیں اور تھوڑی ہے

۵۲۴

فرنا زاد ذوالفقار ہے بوقت یادری  
شہزادہ دن پر ہوا سب ادایا کی  
جو ہر کو کھانا فتح کے اسے تھوڑی میٹری  
وہ بولی آہ تری بے برادری  
ہماں شام سے میں تھوڑے محمل  
بہ زنگ حیدر کی ہے دوہم محمل

۵۱۵  
 زینب کا چہرہ چمک گیا جی سننا گیا  
 اگر ساراں رشتہ کو دے اور خیر لیا  
 کہ یہ وہ دوسرا رشتہ ہے اور خیر لیا  
 پہنچی زینب وہ رشتہ میں دیا گیا  
 پہنچی وہی جو وہ رشتہ میں دیا گیا  
 مجھ میں کہی شان جناب انجمن کی

۵۱۶  
 نگاہ اودان بھی سرخ نہ ہوئی  
 اگر بچوں میں اپنے سزا کر دئی  
 بچوں کی طرح ہی وہی تھی دئی  
 بچوں کی طرح ہی وہی تھی دئی  
 بچوں کی طرح ہی وہی تھی دئی  
 والی رخسار چھپیں اور تیری اس کو

۵۱۷  
 شہر کے کاما خدا تو بگڑا تم نہیں نہیں  
 منت کی اس نے شہر عالم نہیں نہیں  
 قوتوری جب حضور بولیں یہ تم نہیں نہیں  
 بچوں کا چہرہ اور یہ تم نہیں نہیں  
 تم بوجہ بوجہ ہیست تم بوجہ ہیست  
 بوجہ ہیست بوجہ ہیست اور تم کو درد نہ

۵۱۸  
 جاہلوں کو کچھ نہیں کیا شاہ نے غلام  
 جو یہ یہ بے ادانت معبود و اولی  
 لائے ہیں علم سے شب علم مرصفا  
 نام اور عیاں کے کچھ ہیں اس میں عباد  
 کیا یہ نانا جان سے بچو تم جوں تک  
 پھر یہ کلائے ہوئی اس خزانہ تک



۱۲۵

تجلیف نام کی بات میں جس کا حال  
میرا کہ علم خزانہ نبی تھا میرا حال  
بھائی کو کہہ کر صبح تھا فرمان و اجال  
علامہ حسین پائے کھانچم سے افضال  
وہ جو لاکھ سیر سے اس لیے کیا نام  
فرمایا تازا پائے ہیں اور قید نام

۱۲۶

پتے تھے کہ جانب بہو پوری تھی  
دیکھ کر کہیں دوری سے پہلے یہ رکھ کر  
اور باتوں پر پڑا ہے وہاں چھوٹا  
فرمایا چھوڑ دو کہ زمانہ ہے جو پیر  
جب جی کے دادا جان کے گھر جا جائیں  
جستے ہیں اور تھیں جی دینے جا جائیں

۱۲۷

مستے ہی کی تھیں وہی شش و دو تھیں  
حضرت سے روٹھ کر پوری وہ تھیں  
تک پین کیا وہ سادہ تو ہے چلتے این تھیں  
نہ دین میں بلائیں گے بچی کو تھیں  
بابا حسین تم ہمیں بہانے جاتے ہو  
خضر کو بھی تو چاک پاں پاتے ہیں

۱۲۸

وہ وہ تم کے ساتھ اگر وہ تو تھیں ہم  
اُسے ہم کو پیاری اسی کی تھیں ہم  
کہیں کھانا دیکھو یہ کھانا کیا ہے ہم  
اُسے ہی نے حسین کے کمر کیا ہے ہم  
مجاں بلاتے پانی سے ترسا لیا ہے ہم  
اگر اندر نہ رہتی کے خواہے کہ تھیں

القصۃ فی کونین

رفتہ ہو ایک نیم سے فرزند مرثیہ  
ماتم تھا پھر تو خطاب تم اس  
بر کلمہ سب او اکید میں کی کیا  
ختم تھی بارگاہ چہرہ اٹھانے کو

ترتیب جانب درود و تعزین

فقیہ نے بارگاہ کے پرستہ اور اٹھانے  
خدا میں تو بیت حشمت جاتے تھے  
بہار تو واہ واہ تھی وہ بھی بیانیہ  
میں ہم سب نرسہ حاشا گے بنانے کے  
جیسے یوں دن کو حضور نقاب کے

جلالہ و عروج کے چوک و بازار

فرد صبح دیکھنے کی شیر کی بہار  
دیکھ کر جبین پیچہ فرشتہ زنگار  
خوشی ملے صبح نہ محراب کے ہزار  
خوشی خاص صبح کے دست نیاز تھے  
شک کی باتیں یہاں کہہ دم در دم ادا تھے

خانی بارگاہ میں آئے اور آمد

تذرتہ ایک ہاتھ میں تیغ ایک میں بزم  
یہ ہمہ ہر حال تھے اور برہنہ تم  
بکھنے کی زمین فلک سے پکار کر  
لاگو ہو یقیناً تصدیق کو درجن سے  
میداد ہم نقاب بخت سے برون سے

صفحہ

شہنشاہ برحق نازک ناس آریاد و اباحت  
خیر المصلح قیام تو کمر عت علی الفلاح  
میں نعرہ زن تھا جسے مودن علی علیہ  
السلام کو سجدہ نفس کی غراب میں بیان  
دل چرخ پیچ پوچھ کا دس دہائی تھا  
شہنشاہ و مہر تھام پوچھ کا دس دہائی تھا

صفحہ

پہلے پوچھنے کا بے عنایت تھم شاہ شاہ  
چراغ ابال بال و جوانان نامراد  
یہ کچھ کہ سوار زور سے شاہ خوش تھام  
کیکن کا ب تھا منشا تیب کا پایاد  
سرمکوں کو بین یہ پکار ہی تھیں کی  
یار ب دھکا نا پوچھ لگی سوار ہی تھیں کی

صفحہ

پوچھنا ہزاروں باغ و شمع رن میں کیا  
خج پوچھ گیا وہ تاب عیب ز شام  
ہاں یاد۔۔۔ مودن پوچھ سے نم و پوچھ  
نگین خیال سے فوج سے پوچھنا  
جس شمع کے سر پہ علم کھولنے لگا  
پوچھنا تیب میں پوچھنے لگا

صفحہ

عصمت ام سے کیا پوچھنا غیب  
عباس لائے مگر اب ابن ابی تراب  
عادل عبد الجبار کیا ایک نے پوچھ  
پوچھ غفلت سے ہاتھ لگ کر پوچھنا  
جب زین و ابی جراح پہ صبر کیا پوچھ  
خدا کا کون سے شہنشاہ کی پوچھنا

۵۲۱  
 دن کو دواں سوار فی سلطان دین ہوئی  
 چیک کہ ہر شیت پوچھ نہیں ہوئی  
 دوسے جو با پوچھتا ہوا شکر گیں ہوئی  
 پیچیدہ ہوئے کی طرح سے زین ہوئی  
 نیم سر گر دیو ساری سے کر دیا  
 شیش فلک کا کچل ہوا ہر سے بلو دیا

۵۲۲  
 کیا شاہ کی شکوہ سوار کی کون میں ہا  
 فقاہ آسمان جلاجل تھے مڑ ماہ  
 تاقوں بچا م حاشیہ یوں بیلا طراہ  
 تے شش جہت بڑا علم طالب پناہ  
 اقبال جلا علمت عبودہ اک غلام تھا  
 رخ و گل پیچوں کی بڑی جانی تھا

۵۲۳  
 جو وہ فلک فلک تھا تاجی زین میں  
 جرات قدم تھا تو سجدہ میں ہیں  
 جنت دود و در کمال فری میں  
 قارشیہ قندہ قندہ تھا سایہ کیں  
 باطل کو قند نہ بے تین غیب کی  
 دیال نہ بڑھ کے کرے بڑھ گیا

۵۲۴  
 سب باہر دتھے شاہ چہ باہر کے ہوئے  
 مرنے پہ دل دے ہوئے باگین ہوئے  
 جام دلائے ساقی کو شہ پہ ہوئے  
 جہانے کلکوہ رہ نہ لائل سے ہوئے  
 آسمان سر کریں بڑا رکھتے ہوئے  
 خواجہ کے حضور بھر کھڑے ہوئے

۱۷۱

الکثرات حسن یا یوسف بازار اختیار  
الکثر مشرقی قلعہ تعمیر یں پور مری  
پلست تختہ دردم کہ چہ نہ ہر چہ مشرقی  
گرت تختہ پاؤں پر پوئیماں پر شکاری  
قیمت کے درجہ حسن و فائے سوا کے  
بیجا تہ میں غولے دود عالم عطا کے

۱۷۲

یوں نمونے کی درست صفت نیم نمونہ  
بہ طرح دوش راست پوئی کی کوئی قیمت  
باز ہوا جو میسر تو کافر اور مست  
پل قلوب و نیا و غدا کے کیا درست  
کیا کہے کیا یہ کلمہ قدرت کا جو تھا  
گلشن گلستان آسمان تھا دیا تھا کہ تھا

۱۷۳

کمال تھے روح چار غنا صبر و جہاں نشا  
ایک ایک بہشت کشتہ و بہشت کا جہاں  
یوں نمونے و ملکی معنی کھا تھا کھا  
بہ طرح ایک لفظ مستین و حرف چاہ  
جیسے غلام صبر پر ملک و در کمال کے  
ویسے یہ چار غول نمونہ و نمونہ کے

۱۷۴

وہ نمونہ زیب المیہ و صفت کی کی شان  
وہ نمونہ کی شان وہ نمونہ کی شان  
وہ نمونہ کی شان وہ نمونہ کی شان  
وہ نمونہ کی شان وہ نمونہ کی شان  
وہ نمونہ کی شان وہ نمونہ کی شان  
وہ نمونہ کی شان وہ نمونہ کی شان

ہزارہ وہ قوموں کے ہر اوتار میں  
 شہر غرات سے داد دے مگر وہ نہیں  
 ہر جا ب دیدہ آنہ نہ تیار ہیں  
 ان کے غلام رستم بستار ہیں  
 فانیب بندہ پست چو تھے وہ جا ہیں  
 گروں کے تیریں تھانویں تھی کمان ہیں

کھٹین کی وہ بہت کچھ تھے  
 کیا بون تھا کھلا اور بہت کچھ تھے  
 میلان خیلہ کی فینیت کچھ تھے  
 جڑیں مینہ کی آفت کچھ تھے  
 وہ فاضل جاں شان اور فاضل عالم تھے  
 قریب فاضل فاضل تھیں قریب عالم تھے

فاریخ نماز روزہ و حج و زکات سے  
 غمیل سے یوں علیحدہ دیکھتے تھے  
 مرنے سے شاد جیسے کہ وہ دلدار تھے  
 دنیا سے یوں کنائے تھے جیسے قرآن تھے  
 کو آری یوں قریب تھے جیسے تیرے  
 دل انتخاب و فریب تھے یوں

اک ایک نظم کھو ایا شوق تھے  
 شیران قیام دست و دلیم ان وہ تھے  
 شہر تھان شہر تھان سے بجا و کلمہ تھے  
 ہنم سے بفرما تھے بہ پند تھا کلمہ تھے  
 فدا و فدا و فدا کیا دیکھتے تھے  
 بہ زخم کھائے تھے کہ فدا کلمہ تھے

۲۴

نالاغی منور بی بی فوج بد شکار  
کام سے نشان کھوئے کھوئے سب سیاہ کار  
اگر اک ملکت کم پر کم نکل لالہ زار  
قرن بادشاہی پیلو دھوئیں دلکار سالو نہیں  
منت کا نقش و نگار دوزخ قباور نہیں

۲۵

اگر بجا پر توئے اگر تک عاجل  
بہر احوال سے غمزدگانوں کے ادا  
کام رویوں سے باگ سے دوچکھ پھلا  
ناساز بلع شمع وہ ہر سار کی خدا  
محکم کا پتہ شہر و دیار سے کہا گیا  
میدان صحرے گرم جلا جلیجی را

۲۶

نہی نظر عیاوی پیشہ عمر سے دور  
یوں کے ساتھ ملحد و ائمہ باور  
ہزار شمع سے تیر لہوئے شاہ تہ قصور  
دب ببول دہشت کی پاپ کے خنجر  
جوں نہ کم کیا میر کس فوجت پر  
جواب تم پڑے لگے اب حسین پر

۲۷

مادی پہلا ہر ایت امت کے واسطے  
سے اول خیر مجت کے واسطے  
خدا کی پس ہی نگہ حفاظت کے واسطے  
میں سے ہے خداوند عایت کے واسطے  
مگر کہ کہ بودیں ہمیری غی پر  
ایک نام کو کہ نیمہ سے زینت نکلیں

سحر عطا

یونہی ظالموں سے نفرت یہ امر مشترک ہے

جسٹس اور دوسرے ظالموں سے نفرت مشترک ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

میں یہ غم کرنے میں کی تو نے ابتدا

بیشیاد سخت کھلم کھلا کر

ایاں سے اس میں جین کا جو دل خفا کا ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

وارث جہانیاں سچا اور ان کے اہل بیت

جسٹس اور دوسرے ظالموں سے نفرت مشترک ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

میں یہ غم کرنے میں کی تو نے ابتدا

بیشیاد سخت کھلم کھلا کر

ایاں سے اس میں جین کا جو دل خفا کا ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

جسٹس اور دوسرے ظالموں سے نفرت مشترک ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

میں یہ غم کرنے میں کی تو نے ابتدا

بیشیاد سخت کھلم کھلا کر

ایاں سے اس میں جین کا جو دل خفا کا ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

میں یہ غم کرنے میں کی تو نے ابتدا

بیشیاد سخت کھلم کھلا کر

ایاں سے اس میں جین کا جو دل خفا کا ہے

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا

یوں تو سب سے حق جیتنے کی ادا



۱۱۱۱  
ان دو گزنیوں نے تو کیا اس کی تعظیم  
بہاں شام کو تو تو بڑے غصے کو کام  
کی طرف سے ہوئے کہ ہم اللہ کے نام  
جنت میں اس کے لئے بے شمار فدا  
خدا کے لئے کئے ہیں جاننا کہ  
پیشہ پھول بھروسہ کیا بات ہیں

۱۱۱۲  
پیشہ خطاب قاریوں سے شہ نہ کیا  
تو اس کے غصے کرنے میں ہر وقت دانا  
ہر خط آبرو سے عیب نہیں دانا  
متنی کو چھوڑ کر ہوسے کرتا شہ کیا  
صحت سے کیا والا شہ بہرہ دینا  
موتی کی یاد تو شہ شہ کی جیتنی

۱۱۱۳  
سین میں ہے خطبہ تعریف مطلقا  
جہاں اسی میں مقبست شاہ الاشا  
واجب میں حسین کا ہے ذکر جا جا  
نازل ہے ایسے امی شان میں جہا  
واضع مرتب میں معی و بول ہیں  
والو تم کوک نانا محمد رسول ہیں

۱۱۱۴  
واجب میں کی ہے اگر وہ شام  
جہاں کی حسین نہیں دیکھے کا کام  
خوش ہے ترجمہ لیا لیا جا ہی تمام  
دو بیانی شہ میں ہا جنت میں تمام  
ان نفس میں حسین شہ جہا  
مفسر نہیں ہے گو کہ ہاں شہ جہا

۵۶۵  
 مینا دلانیر شش بہت و علم کم تر  
 شکیابیوں کا خوف ہر امر و عین  
 مقصود چاہو تو مہم جو و ذرا کس  
 ترکیب چن لو گویا اسلحہ پہنچ  
 ایمان و شمع کے ہیں قریح و اصول  
 ہیں کیا وہ عیش و فدا و درویشوں کے

۵۶۶  
 آرائیں قتل نفس کی ہر مست جو جا بجا  
 پیو کھانوں طلال کمال سے نہیں ہوا  
 بے نفس مصطفیٰ جب اسٹیلڈ مصطفیٰ  
 اگر تو اسے نہ قتل تو قتل کیا  
 شہر نہیں امام نہیں قتل را نہیں  
 مومن کجی ہیں تھکے تھکے کی گلیاں

۵۶۷  
 تفرقہ داریں کی لیکھ تفریقہ داریوں  
 پھر کیا سبب جو غریبیں میں نہا دیوں  
 و اسبب چھو پر ہم کم محزون دن راتوں  
 پیر و عیال و دار و دیوار پہنچوں  
 تم کو کچھ غلو غلو کی سبب جی دیتے ہو  
 کہ کھلیا سبب توں جو حق کی آستین

۵۶۸  
 میں نے کی کیسے پوئی ہو اگر گنج  
 ہوا نہ سب سے سانسے اگر کو دوزخ  
 ناسخ اگر مٹا دے تصویر مصطفیٰ  
 مگر تو جو پوئی ہو توں کجی عیال  
 انصاف اگر کو تو ابھی فی سہرہ کہ ہے  
 پہلے صاحب آپ نے کیا کی ہے

۱۶۵

میں شہسوار دو فرشتہ ہرگز نہ ہوں  
 کہ نہ شہسوار نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ میں شہسوار نہ ہوں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ میں شہسوار نہ ہوں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ میں شہسوار نہ ہوں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ میں شہسوار نہ ہوں نہ فرشتہ نہ ہوں

۱۶۶

جہاں اگر کہوں تو نہ مافوق کلام نہیں  
 جہاں ایسے ہیں کاجی پیا سلاہ نہیں  
 جہاں تو تھیں قوت خدا نہیں  
 جہاں حکم اکبریں تم کو جانی نہیں  
 جہاں آج تیرا خاتمہ ہے مہر نہیں

۱۶۷

اب وہ جاتی ہے شہر سے ظالماں بھی باز نہ  
 کہ وہ فرشتے ہیں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ وہ فرشتے ہیں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ وہ فرشتے ہیں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ وہ فرشتے ہیں نہ فرشتہ نہ ہوں  
 کہ وہ فرشتے ہیں نہ فرشتہ نہ ہوں

۱۶۸

جو کہ ہے کلمہ وہ وہ بان غلط تو نہیں  
 کہ وہ ہے کلمہ وہ وہ کلمہ تو نہیں  
 کہ وہ ہے کلمہ وہ وہ کلمہ تو نہیں  
 کہ وہ ہے کلمہ وہ وہ کلمہ تو نہیں  
 کہ وہ ہے کلمہ وہ وہ کلمہ تو نہیں  
 کہ وہ ہے کلمہ وہ وہ کلمہ تو نہیں

مہر افلاک کے امام نے غنی دکھانے  
 ویرانہ علم خشک زباں سے بہانے  
 نام اپنے خنجروں سے فحش نے مٹانے  
 سرقہ یوں نے شرم اوجھ سے ہلکانے  
 پھریک زباں میں کتنے لگے سب کھانے  
 حاکم کو نذرین دیئے یہی علم اوتار کے

الحکم سے زین کو اپنا اقرب  
 قاروں کی دھن کو لٹا جانے دشمن  
 چاہوں تو میرا سیرت سب کا تعجب  
 تم کہے رہے میرا تو شیرت کباب  
 حاتم کو مرید بن بواست سے پھرانے  
 یہ علم حق تعالیٰ کی سب کو پھرانے

جو جو نام تو شمع مٹاتے ہو تم  
 ایسا کلام قلاب چھپاتے ہو تم  
 کہہ کو روزِ جہنم کہتے ہو تم  
 نہرا کو صبحِ عید لاتے ہو تم  
 وہ بہتر نہ جانیں یہی قوی ہوں تم کو  
 جو کہ پکا کھنجر ہے میں اسکا شہر کوں

جناہ از انبیا کا عالم شمع  
 نہ تا تو را رسولِ علیہ السلام ہے  
 حکم میں اور اذواں میں مہرِ کلام  
 نام تیری ہے جسیرتِ لاکلام ہے  
 ان کو کہ جس پہ پہلوئے کلام ہے  
 سب سے بہتر نماز کے جس کا علم ہے

زیاں فروش سے بچنا اور کھلم کھلا  
 پہلو اٹھانا وہ فیض و نصرت چکا اثر  
 صلح طلبی کو جس سے ہم کو بچا  
 جو یہ بڑی تھا تو کیا یہاں سے ہم  
 تو ان کو دھوکہ دیا ایسا جبری نہیں  
 سب دوست ہیں زور کے اک یہی نہیں

دشمن کی بھی قوتیں اسرار کا  
 جو ہم میں نہ کہے وہ بوجہ سے انکار  
 پیڑ سے نام سے تو وہ علم میں بڑا  
 بے اپنا کہ ان کی ولایت سے انکار  
 یہ مہر تھی رہنمائی کی پیغمبری نہیں  
 وہ بہت بھلا نہیں تو میری نہیں

یہ کہ سب اپنی ذوق کی جہت پر کام  
 وہاں مورچہ بڑھا کہ بڑی لڑائی تمام  
 دشمنی میں شہر کا جہم لرزنا کا تمام  
 اس کا کیا باتیں سنتے ہی وہ اپنی تمام  
 اس کی بہشت کی کلمت دے دین  
 تو ان کی چاروں کی باتیں کرتا نہیں

جو سب سے پہلے اٹھ اٹھیں گے  
 فن حیرت میں کہ پہلو میں ہو گئی  
 قہر میں تو ہم میں نفس پروری  
 ہم تو اسے ملوث پہنچا دے اس کی تھوکی  
 سوں تو ان کے خاکہ پر کیا کیا  
 گو ہم میں پہنچا جائے سے فکری

۱۰۰۰  
 آواز دی غلام کو اچھا تو تمام نے  
 پہنچل کا وقت سب شہر مردان کا تمام  
 دریا پوچھیں سمندر کی تیرا کلام نے  
 اللہ ان یحیوں سے جلد تو تمام نے  
 دروایہ اس سے یہ درد مند ہے  
 کہ یہ جانب باب تو یہ کلام کہ یہ ہے

۱۰۰۰  
 فی الفور یہ کیا نام شہنشاہ ذوالفقار  
 ہوا اور پوچھ غلام نے تو کیا سوار  
 دریا پوچھیں تو یہ تو کیا سوار  
 کہ یہی تو کیا دل میں صدرا کی شہنشاہ  
 دریا پوچھیں غم کی کچھ پانی نہ پوچھیں  
 اور کچھ تو تو اس کے گوشہ کچھ پوچھیں

۱۰۰۰  
 کہنے لگا خدا کی طرف سے جہیز ہوا  
 پھر باد پائے منہ سے کلام نے جی جی  
 اپنی لگا پائے تو پوچھو سے نہ دی صلہ  
 کہ آقا نہیں نہیں نہ پلاوا  
 یہ لکھا غیب صاحب دلدل کا لالہ  
 پانی پھلہرام عجب بابیا حلال ہے

۱۰۰۰  
 شہنشاہ کے لکھوئے کو آواز وہ نالہ  
 کہہ دے ملے اتاری قبا سے اکیلا  
 دریا نے معرفت ہوا دریا سے کہنا  
 تو وہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
 کلام تو تو دوستی بخت میں تھا  
 وہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

کچن لباس کر نہ لگا عجب زیب تن  
ک بہت عداں ہوا سے ہوا کے فتن  
اس بہت پر دہراؤ اعلیٰ سا پیر تن  
بہت سے دی را کہ مبارک ہیں پن  
اب تو غرا کے ساتھ خلیفہ سہا تن  
یہ جو خیال ہے یہ پیر کا ما تن ہے

قوت اور قوت کے بہت تیرا کچا  
اب جبر کی کوئی تیرا کچا  
تو کی رست فراق میں ہیں کب تیرا  
ہاں جان فاطمہ پیہ دل جان تو تیرا  
خلعت پہنایا فاق بہر و حیرت  
روال فاطمہ کھلتا کامین

ترنہ ترنہ پر سر بچہ بچا دیا  
دست خزانہ خزانہ خزانہ دیا  
تیرا تیرا کہ یہ ہو کہ ہو تیرا دیا  
دیکھا کہ اپنے جبر کو مولا تیرا دیا  
مخم ہو گیا اور گنگو سرت  
بندہ وہ میری ہے کہ جانتا ہے شام

ہاں ہاں شام کرک تو تم مجھے بھلا  
ہے سنو سزاوارہ ہوئی فوج انبیا  
خود کی ہو میں ارا ارا جابابا  
جیسے کہی کہان کاواک یہ جابابا  
پھر پھر دست رجا وہ حق کج  
حق کہ اسمان کجا اور زمین کجا

منقطع جہت شکر کون سے درمسلان جدا ہوا  
 غلطی کہ تم لوگوں سے مسلمان جدا ہوا  
 غلطی سے فیر کر کے ایمان جدا ہوا  
 فہم انہیں سے عیسائی دور ال جدا ہوا  
 بادل سے آفتاب درخشاں جدا ہوا  
 گرتا ہوا آسمان کی سطح جدا ہوا  
 قہر تب سے چاند چوہا ہے پتھر کی  
 جس کو کسی طریقے سے تر کر دیا گیا

دین کی طرح مروجہ چوہا کی طرح ہلا ہوا  
 اس میں گمراہی تھی ہر متبع ایدہ  
 ٹوٹتے ایمیت کی کشتی پر تھکا سوار  
 بھلا کہ ناخدا تھا سدا دودہ بزرگ  
 کہوں کہ ناسے غم کے اگر جواب کرے  
 حق تھا وہ دودہ نہیں سے موتی کا گدا  
 سحر۔ اس عورت میں نہایت ن ہر سے

میں نے شے کی بڑے گمراہ  
 کی شے اگر دیکھ کر دیکھ کر  
 پہونچا نہ ہا تھا شے کا گردن و دم  
 پہونچا بہت کم بڑا گیا شہر  
 مژدہ دیام دشمن نے پتھر کی شہر  
 چلا گیا سے علی نے نکالا شہر  
 دھواؤں کا بڑے ہی بڑا شہر  
 پانی تو جیسے جودہ قرار شہر گھٹا  
 بندہ کہ جان اگر دھوا اس چاند سے پھٹا  
 بنی گمراہی کی تو کوہوں خاک شہر  
 دیکھ لاکھ عجائباں تھیں اور ان کی شہر  
 دل با وفا تھا فصل حشر سے ہٹا شہر



پہونچا کر نیربہ فوج خدا جب وہ با وفا  
 پہونچا تو حسین کے لشکر میں جا بجا  
 ہنسیا رے امام کے اصحاب و اقربا  
 یہاں نیربہ تاتاریاں نہیں پہنچا غافل  
 کہ آج سے وہ فرس کی ادھر لگ چمکا  
 لایا جب کہ بلا میں ہو سیر کو چمکا  
 زینب کے کان میں وہ خبر پہونچی گلاں  
 زینب بڑے بڑے دھجی پوئی خوجہ جلاں  
 کہ پوچھاری اکبر و عیسیٰ ہیں کہاں  
 جان حسین کے رہیں ملک لگیا ہمایاں  
 کہ وہ میرا شیشہ شری سے تیرا کون  
 میں دودھ دیکھتا ہوں شاد ہے تیرا کون  
 میں بڑا درد و کلام نہیں نے ادا ہوا  
 پوچھا کہ کھڑے ہو نہیں تیرا کھڑے  
 رہتے ہاتھ والا تھا حضرت کی ایک  
 اب کیا خیال ہے ادا دینی عہدیان کہ  
 زینب کے شریچے پھوٹے سے قتل کہ  
 لاکھ پلے تیرے زلم پر کھڑا کھڑا  
 تو کھلی پوشا افت شہر آگیا  
 کہ آواز دی کہ روکنے کی ہے عدا  
 فقیر وارہوں تو غیب حسین کا  
 چاہیں کب کریں تجھے چاہیں دین لہذا  
 جو میں وہ تم غلام امام کہ تم ہو  
 فرق اتنا ہے جبریدہوں میں تم قیام ہو  
 فرق اتنا ہے جبریدہوں میں تم قیام ہو

۵۵  
 وہ نہیں بولیں گے کہ طعنہ دو  
 کہ کڑے کرو تو غدر نہیں اس غلام کو  
 پہنچا گناہ گاروں پر بد آن سے پوچھو  
 تاک تو نیک دیکے ہیں سلطان نیک  
 تم قاتلے باطل پر کے خطا بخشنے دو  
 میں اپنا خون کرتا ہوں اچھا نہ جادو

۵۶  
 کھانچا گیا سلام ہی ہے پر دش کا حال  
 پوچھو ہیں صفیر تو دھوے ہو مرطال  
 پھر یس ہے پکارا کہ اے قاتلے لال  
 فرغ ہی میں کھراڑوں کی میتیں بال  
 بوسے حسین خان کو کیا تم کو دیں گے  
 یو میری جان ہے یہ مراد جان ہے

۵۷  
 اپنے قصور پر اے خود اتراف ہو  
 الزام دینا میری حیا کے خلاف ہو  
 تو ہے نیک بر ہے بھی دل نہ پناہ ہو  
 کیا گناہ کیسی خطا سب معاف ہو  
 جانے دو یاد دو کہ گزشتہ کو جانے دو  
 تم دعا میں حسین ہے کہ نے دو کہ نے دو

۵۸  
 ہر شے میں اگر پھر سے تم غم خواہ  
 لائے ہزاروں شرف سے حضور شاہ  
 گھوڑے سے اپنے تم چوگرادہ باہ شاہ  
 بولا کلام لطف نے کل تم پھلایا داہ  
 تم کو برا دلی سے اس انداز کیجیے  
 مسلم کہ تو تیرے شہر میں بھی رہیجیے

۱۱۵

پہنچے بولیں ہم وہ پیر کی ہو عطا  
ابن شکر بن بنی سہ کے گوشہ پر اٹھا  
کے لئے لکے پیت کے گلے سے اٹھا  
سب ہم سے فریق کی کیا کیا عطا  
مجان ابھی تو تیری عداوت چاہے  
کی عرض اس سے غفلت کی سو فحاش چاہے

۱۱۶

فتم بکارتی ہوئی یہ آئی ناگہاں  
گو بار مری فرازدی کا ممان گہاں  
روانے پر بارتی ہے غمزدہ ہواں  
ٹاٹا تو پتہ ہے وہ نہیں آگیتے ہیں  
کر کہ کیا سے نہیں کم ارجا پیارے  
زینت بلبائیں اپنے کی امیدوارے

۱۱۷

آقا کے ساتھ سوئے عصمت لکھلا  
شاہزادی کے سلام کو کھلتا تھا بھلا  
زینت بلبائیں تھی ادوری تھی ودا  
کر کیا جو دیر کئے گئی بہت امتشا  
زبان کیم ہوتا ہے ہر کنایات لکھا  
پر کہ کہ کہ کیا سبب ہو اتیری نجات کا

۱۱۸

میں غم بھینک کے مرنے لگا راہ  
کو نہ سے جب علیا میں سوئے شاہ پینچہ  
دیکھا یہ خواب میں شب اداں گرا راہ  
گھڑے کا میر سے نکل گرا دیا پینچہ  
باز میں آگیا تو دل میں کیم حسرت کو  
اور وہ وہ تھا دل چاہا طرف نالینک کو

ہیں تو اب میں تھا خود کی باز آ کر وصال  
 نہ لگا کہ صغیر فتنے ام کر کیا سیال  
 تجھ کو بلا رہی ہیں حسین و حسن کی مال  
 میں بولا آج کج جو خیر ہے زہر اسیاں کمال  
 وہ بولی مانتا رہا کہے دل پاش پاش  
 مریختی ہے فنا علم کی لالہ پاش

تھے کی نوں سے ہیں سب بوجھ کی  
 اچھے پوچھی کا گویوں پر خاک  
 پہلو کستہ اور گریباں کفن کا چاک  
 واسلہ ازباں پہ چادر آہ و زناں  
 یہ تو بھلا بھلا چاہتا ہے جب پر وہ روتی ہیں  
 شمیم بومرتے ہیں تو عزادار روتی ہیں

روایتیں اس بیان پر روایتیں تو یہ  
 ہمراہ اس کے ہو گیا کہ تا نا بجا پڑا  
 وہ اس قدم چلا تھا کہ دین کی تہا دیں کیا  
 اس نہر پر وہ لاشہ مست علم پہ کھینچا  
 پروردہ کے چھپے روتی ہیں اماں غائب کی  
 اور ان کے ساتھ روح رسالت چمکی

کہ میں بھلائی کہ پوچھتا ہوں وہ نیک فو  
 میں نے کہا پتھر تو پھر کی دھواں  
 سن کتنی ہوں میں تیرے پیچھے کہ وہ  
 پلاسٹک لکھتا ہے تیرے پیچھے کہ وہ  
 تو نہ کہ مجھ کو نہ ہمارے حسین کہ  
 تو نہ کہ مجھ کو نہ ہمارے حسین کہ

فصل

تو کی اس غلام نہ تو بچکا  
زینب نے دی اور نہ کوئی بچکا  
اماں بٹل روتی ہوئے کھڑے  
کیا حال ہو گا تیں جو بولگیاں پس  
نہا نہ دل آواں شکوہ روئے  
یاں کے کمر سے ہاتھ بچکا دینے

فصل

اگر بڑی دلع بر آواں کی غم نام  
اگر کچھ کچھ سے لے اور کچھ نام  
ڈیوڑھی پہا کے روئے گئے پین نام  
پیار کر بلائے یہ عورت کیا کام  
وہ کیا سیک شہ مجرور کے ساتھ  
ہاتھ پٹے کھتری زیارت پیر کا مقام

فصل

بولا کہ سوار ہونے کا ٹھکانا سو رہا  
زینب کے دونوں لاد اسے اور ہوا  
بھیلا کرتے اور حیات بھلا کہ ہم  
بوس کہ ہم نہ رو کا تھا بچا بھلا کہ  
تو کیا یہ خوش پر تو آ رہا کہ  
مفتیہ پرت غائب تیری حیا کہ

فصل

زینب بھاری ہوئی میر کی بات  
میر کاجلی چن تھا ہی خدو نہ کشت  
دونوں لاد پہاں کھڑے بیات  
زینب سے کی یہ عرف کہ غم کھات  
واجب ادب بھلا کہ علی وقار نہ  
ہم چاہتے اب تنہا کہ خدو نہ کشت

۱۳۱۳  
 زینتِ بزمِ زبانِ اکرم کے گھر نشانی  
 قیامِ شام ہے کیا پوزیشن کا تہماں  
 اور ہم غمِ عزیز اپنا چھتے ہیں لگیں  
 جہانِ شوق سے سوار ہو عیدِ رنگِ ہمال  
 بھجے لگی مسلمان زیادہ ببول ہے  
 پشتِ دیناہ درجِ کتابِ معلول ہے

۱۳۱۴  
 فرقِ فزنیوں، ہلو پھر تو وہ شہسوار  
 نصفِ انہاریں کیا فریاد ہے تزار  
 روشن ہوئے پور غمِ رنگِ بولیں لگیں  
 روشن لگا ہوا چمکی چمکی تھیں دار  
 ہمیت سے فوجِ اہلِ بختار درویشی  
 بڑھتے ہی بادِ پاک کے ہوا اگر دوشی

۱۳۱۵  
 اب جہلیاں اشارہ تا سید کبریا  
 نیکی ہر اول شہریں کھینچ کر دیا  
 زبانِ اس اشارہ کے اس طعنِ پند  
 بیک کسی نے غم کا لکڑا کمانہ تھا  
 گنجِ فیض سے بختِ اکابر کا بھرا ہوا  
 صنمِ تبرِ حسن کا یہ طعنے ہر ادا

۱۳۱۶  
 کونوں سے تابعِ فراں حسین کا  
 غم کھانکے پوچھو اسے وہاں حسین کا  
 جو نبی ہے کجوسایہ داماں حسین کا  
 جو تو ہے وہ حسین کا سبیل حسین کا  
 کیا دیر ہو ہر اول شاہِ بدار کا ہے  
 غمِ جوتیں پشتِ سپاہِ خد کا ہے

۱۱۱

کہیں یاد دلو گئے نامہ آزادی سحر  
مطلوبہ تھا قبائلی معیت پیر نذر تیر

۱۱۲

سلمان کا خضر ہے سلمان با وفا  
اور ہم کے چیل ہیں تو حرکت کی ہو جا  
سلمان سے شکر ہے چو فرزد با آفرین  
چاہیں دو جب خورشید شہادت کی پائیں

۱۱۳

سلطان شہنشاہ کا رخ نہ بھیر ہے  
اور آپ تر غلام جناب امیر ہے  
چو نہ چہاری یہ جو مہر منیر ہے  
اس بادشاہن کا چو تھا ذریعہ

۱۱۴

ہر تہذیب غلام اسراج کا انتخاب  
پھولوں کی خاک کی آگ اور گہر کی ب  
پہلے ہوا کے حریف تو لائے جو تراب  
پھر ناریوں کا قرب نہ کیوں بجا غنا

۱۲۱  
باز آت انفقند ز یاد نہیں  
دوہ تر من اس کے حسن کا ہے خوشی  
فریادوں پر دم لے کر دوش نہیں ہوا  
لکھ نہیں جہیں سے فلک سر نہیں ہوا  
تو وہ ایک جلوہ گر ہے حساب میں  
گیا کہ ایک صبح میں لاکھ آفتاب ہیں

۱۲۲  
کیا وصف خال رخ کا۔ عین بند کچی  
اس بند پر شاہوں کا اس پتہ بچی  
دل میں رخ کے کھنکھنے کی  
نقطے پر فکر چاند سے وہ عین کچھے  
وصف عین دعارض و خال اس کا کچھ  
فریاد میں تمہارے تمہیں ستارا ہے

۱۲۳  
رخ ایجاد ملا عین قاتل ہم سے  
اور چشم زلف و عین جہیں عین لہم سے  
نام علی تم سے ہے روشن پڑھو اسے  
لکھو بالام۔ عین کو اور نون سے  
جہیں کہ نام نامی شیر احمد نہیں  
اس فرد کی کتاب خدا سے سنائی نہیں

۱۲۴  
پہلوں کو کہہ کر چپ رہتے ہیں  
چو بات وہ ہے جو لکھ کر لکھ نہیں  
پہلوں غلٹی ہیں یہ سر زلف نہیں  
کر نیمہ دار صبح تجلی ہے یہ جہیں  
تو ان حسن خال سے ساز زانہ ہے  
باطن میں تو من اور یہ ظاہر میں ہے



۱۲۵

عارف سے بدبوٹے سے مبارق کیا حال  
 ابرو سے پھر کے شہر بدبوٹے اور عجیب حال  
 حاکم سے کہہ کر سے اس پھر کا خیال  
 فرائد الکاظمیٰ اور بدبوٹے کا بال بال  
 فرائد کو پکے سے اگر اسے سن کر  
 چلتا رہے جا پھر سے ورنہ دوا کے

۱۲۶

بچے کے اگر دوسریں یہ ابرو بدبوٹے  
 یا شیخ آفتاب کے پودے ورنہ بدبوٹے  
 بدبوٹے آفتاب کا ابرو بدبوٹے کب  
 شہر بدبوٹے سے بدبوٹے کا پھر ابرو  
 بدبوٹے کا ابرو بدبوٹے کے تھے وہ دیکھ  
 اک شاخ سدرہ زرد پھر بدبوٹے

۱۲۷

خواب کب بیدار ہیں وہ جن جگہ غم  
 اس جگہ سے ہیں یہ کام و زبان شک و غم  
 دو دوا کے خدا کے کام میں شوق و غم  
 دو دوا کے سے غم سے غم کے کا غم و غم  
 کہ تھے یہ غم و غم و غم و غم و غم  
 کہ تھے یہ غم و غم و غم و غم و غم

۱۲۸

دوا کے کو دوا کے تھے یہ بل شوق و غم  
 جو غم و غم کے تھے یہ بل شوق و غم  
 جو غم و غم کے تھے یہ بل شوق و غم  
 جو غم و غم کے تھے یہ بل شوق و غم  
 جو غم و غم کے تھے یہ بل شوق و غم  
 جو غم و غم کے تھے یہ بل شوق و غم

۱۲۱  
پیش پیمان اگر دن ٹھج جیسے شام  
صبح کو بھولنے سے شبیاں اگر دن شام  
رومال خانہ کا سب سے باقی فقط مقام  
بس روز کو تو روز کا پیر نہ چاہئے  
رومال خانہ کا سب سے باقی فقط مقام

۱۲۲  
ہاتھوں کو خانہ سرور بتا دے غلام  
بند سے اس مثال کو کی کیا نام  
شاخوں میں سرور کی نہیں چلی گی بزم  
یہ بات تو دہائی جن میں کہ ہے دن شام  
قامت کی قسم اس کی تجھی دو پہنہ  
فرید لکھ اک قہر دم بند ہے

۱۲۳  
ہر چہ عیاں یہ قدرت کی ہو عفا  
ظہر انوری کن کیوں نے بعد عفا  
بہ فہم پائی پائی الف کھے ہیں جو  
انگشت تو شہا ہیں تو افن ہیں شہا  
کیا الجلیوں پناہن پر اب تاب ہیں  
وہ دہاں ہیں تو وہ دس کشتا ہیں

۱۲۴  
دل صاف سینہ صاف بدن صاف وہ  
تجربہ زورہ بتاتے ہیں وہ صاحب کلاہ  
بہ نوحہ کہ ہوا ہے کہ بوجہ اشتباہ  
ترک کی صفا ہے قریب ہے اس بات پر گواہ  
وہ ترک کا مضطرب غم شاہ زمزمی  
یہ دل چاہی چاہ تاب نہایاں برقی ہیں

۱۳۲

وصف زہ سے شاد ہونے کا بہتر  
اب کچھیں جا رہے ہیں اور کچھ  
پہاڑ پر سر پہ نور لائے ہیں  
بوشہ نہیں ہیں ٹرنے میں شاہ کا  
خمر کیا ہے افتاب سبط مولیٰ  
میری خدمت میں کیا ہے حق پور

۱۳۳

انگھوں کے حلقے میں زہ میں لگی ہو  
نہیں کی کہ لگے انگوٹوں سے جاتا ہوں  
پہاڑ سے زہ میں سو اجودہ پاتا ہوں  
نہ لگاؤ نہ سب تم اس کا تاتا ہوں  
دیکھو بونہ اس زہ و شہ کی شان  
پہاڑ اور نہ پہاڑی عالم کی شان

۱۳۴

پہاڑ اپنے لئے اور ہی صورت دکھائی ہو  
پہاڑ نہیں ہے نہ تم نہ مائی ہو  
زبان زہ کی انگوٹوں سے زہ کی ہو  
انگوٹوں پہاڑ کی بیجا لگائی ہو  
پہاڑ ہے بجا ہر وقت دیکھتے ہیں  
بچھو کلام و شہرت دیکھتے ہیں

۱۳۵

پہاڑ اپنے ہیں شہرت پر گواہ چار  
بمعصر چار نام کا نیمہ و فاشا  
نائب پر کر کے ہیں شاہ با وقار  
بیک و ج سے تا جی اس نام ہیں  
دیکھو یہ چار نام جی کے گم نہیں  
دیکھو یہ چار نام جی کے گم نہیں

۱۲۱

تیرا دادہ زہریلا ہے دیریاں  
کھڑے کا دے بیان لائے جو رقیبیاں  
پہنچے تپ چڑھتا ہے یہ عوام سماں  
یعنی کہ تازیا نے کی صورت ہے ککشاں  
دم بھر لہجی اترتا ہے نہیں غریب و شتر کا  
دل نوز بے اوا کا ہوا ترقاہ برقا کا

۱۲۲

پوچھو سے یہ کادے ہیں ہولان بنادے  
ہو اگر کو براق کی پرواز یاد ہے  
ہنچا کچھ پوچھو شے یاد مراد ہے  
چکرانی جہ سے فون دیہہ گرا باو ہے  
گتی تپاں اس سے تو یہ زنجیر شکن ہے  
چیموں سے شش آب دال ہوا پکا ہے

۱۲۳

شہلا ام اگر بھیجی یہ غیرت پیری  
غمت سے کھانے تو سن اور کتنی  
مہم سے بڑھی ہوئی فال کی لڑی  
شکار کون کھتا ہے یہ جھنڈا لڑی  
کھینٹے اسے رخ یہ ہو دا اناوہ کو  
یہاں ہیں اپنے سناوے پہلے گرا کر

۱۲۴

اے شہ پورا پورا کیا یہ حق شن  
میں دفعتا کھڑے ہوئے اعلان شوق  
جو صورت زہرہ ہوئے سورج پیراں  
بسمل کی بن بن گئے سر تا قدم بدن  
میدان سے پاؤں اٹھنے لگے گرا گئے  
ار اطلالہ قوت سے نکلے جیسے کھرا گئے

۱۲۱  
 گھوڑا کی زینت ہے اور بولنگ  
 گشتیں کی بازی کا کھانہ کھانا  
 بدھ تو خوش اور کیا اور پیر کی کھانہ  
 کیا تھنوں میں موم ہے یا پیر کی کھانہ  
 گم جو عید ظالموں کے اب دل میں تھا  
 اس وقت بھاگنے کے لیے کچھ نہ رہی تھا

۱۲۲  
 ہر صف میں غل تھا کون سی باریج باوقار  
 بدھ تو کھانے کا وطن کہ شیشیاں کا ہویا  
 بوز کا نام نہیب ہے کہ سماں کا شہزاد  
 آواز کا پیدل کہ عرب کا شہنشاہ  
 تو کچھ کی نہ دیکھا تھا اس پرینے  
 انسان نہ شہنشاہ کیل کہ شیش

۱۲۳  
 گردن ہارے شہر کے ہر اول سے دنیا  
 پادریں ایک کلمہ حق تم سے نہ  
 یہ وہ ہی خاک پاؤں نہ ہی ذرہ لگا  
 تو بی بیہوشی کی جو زمین کا  
 غالب کیوں ہو ذرہ جیسے شاپا  
 سجدہ پا کی کیا سجدہ و تراب کا

۱۲۴  
 جیسا علم نہ ہو آپ کی دلیا  
 وہ آپ کی شکوہ و دلیا  
 کچھ کم نہیں کسی سے تھا اچھی بات  
 ہاں مگر نہ جہد کہ شہ جو بیت جاہ  
 تو کہ حسین تم کہ مبارک میر میر  
 اب دن نہ دھننے پات کہ میر میر



دور کے آبِ تیغ سے سب بچ کر گئے  
ختم سے ہوئے عینِ جبینِ کچھ بچ کر گئے  
پل بنگلہ کی دو چوٹی جبینِ سرِ ادا تو گئے  
اک داریں فرات کے پار آئے کھڑے گئے  
جوت سے جابل فنا ہوئی قاتی کھڑے گئے  
کھنٹی تو غرق ہوئی کھنٹی کھڑے گئے

منقبتِ عطلہ اہل  
وہ جاہ و داد ہر ادھر اسلام در ہوا  
سگریم معرکہ سب اعدا اگر ہوا  
وہ گل کھلا کہ لالہ اک کسار ہوا  
ایں رخ کو در سب ادا ہو کر ہوا  
تجربہ کس کو در داد ہر دہا وہ کھ

منقبتِ عطلہ اہل  
بہم دم حسام کا اعدا کا دم ہوا  
در دالم سوا ہوا آرام کم ہوا  
مصمام کیا ادر دل اعدا دم ہوا  
وہ دل اگر دم ہوا مال عدم ہوا  
برج حرکات سرور والا گم ہوا  
مخبرہ مہم ہوا سرور ہوا

اہل  
خونِ شکر گن ہوئی شیرِ شکیاب  
دوشِ بیاہ پہل گئی بارانی حجاب  
مغایاں شاد و گئی گرد و نہ پتھیں کباب  
گئی کسے تھاک و تھاک دریا پو آب  
غنی تھا کہ چینِ شکر دم کے بات  
پانی بھی ہاتھ دھوئی لگا پانی عیادت سے

۱۵۱۲ دلوں از انقیاد جو بنی تیغ بر تن دم  
 پلجرات کے حال بد نہ ہوئی تھی غم غم غم  
 بکھار دہن کے زخموں سے دیوں و فوٹن غم  
 جبار سے ہیں جیسے بچے دیوں کے غم غم  
 دم ادریں نہ دھویں کہ سا تھر تھر ہوا  
 اور تیجی تیجی جی جی بھونچا اور ادا ہوا

۱۵۱۲ رخ کار کے سینہ تیغ کی غم غم ہیں دہ  
 دوشیں چاہ کن کیلئے بھڑح سے چاہ  
 دور ہیں اس نے کھولیں داک تھی غم غم  
 گراہ اس تر ہے میں تھے نشہ زد تباہ  
 آئی نظر جو راہ عدم اس حسام ہیں  
 ہر سمت تھا تارہ تارہ اہل شام ہیں

۱۵۱۳ شمع ٹوٹ کے عیب سے ہیں تھے انقیاد  
 گم پیدوں کے سمیت کمر افکن نہ کیا  
 رون نے نہ زمین پہ کانڈھے سے رکھ دیا  
 جو سم گم گم وار کی گردن کاٹے کیا  
 بھنگی کمر اٹھا بھنگی تن زمین پر  
 گن گن پو پو زمین پر بھنگی زمین پر

۱۵۱۴ مردوں پر جو در کیا کہ کیا حسین  
 ناز کیا سرسوں سے غم غم غم چین  
 کس تین حوت تیغ میں تھے تاویا وین  
 تیغیہ گئی ہو گئی اعداء پر غم غم  
 کس نے تن قدم سے قدم خاک اٹھا  
 کس شو راہ راہ کا افلاک سے اٹھا



۱۵۱

کجا کجاں بڑے قدر نازنا گسلاں  
اگر اونی یکے لیس اونی عمر کی جی کلاں  
ناب نہں کے پہلے سے عمرت کو دینی  
پلائی موت کم کے اب بیت جمیوں کلاں  
یک قضا کو اونی ناز آسمان سے  
تم علم کہ تیر بھیت ہے اونی کلاں سے

۱۵۲

بیلانٹ نازک تر کا بیہ تھی  
کجا تھی اک پناہ کی تودہ بیہ تھی  
آبازیتھی اونی رستی بیہ تھی  
بند رگ عمر کی گناؤں میں تو بیہ تھی  
ہر جاں شہد تب تر سب عجب اک بیہ تھی  
پولہ غمخوڑ کی تو تھی تراب تھی

۱۵۳

کہ بہن باغ نگاروں کے دل دینی  
سینیں صفت اگر کے لچکان اونی  
دو در چار آئینہ شب تیروں سے بھنی  
بونی زارہ جی اس مری اکھوں کی دینی  
بیچیاں سے علقہ طقم پوہم دیوگی  
تو شہ خانم غمخوڑ زبیر دیوگی

۱۵۴

پریاں تھیں تو تیر عجب چل چلتا تھا  
اک نوز فاقون تازہ بن سے اچھلتا تھا  
کہی سے دل پر نہ ڈا کا چھلتا تھا  
بہ زخم کھاتے کہی کو فاقا بدلتا تھا  
بیچیاں نات سے قویاں بن گئے  
مرگان شمع ذات پیر بن گئے

۱۶۱۱ اتنے نیرہ وار پڑھے تان کر نشان  
 ہر نیرہ وار خوب کی طرح ماحول نشان  
 نیرہ کیا جو غور سے مال بولی الال  
 تکی فلک سے رستم نشان کی مثال  
 نیرہ علم اور انسان کی زبان سے  
 باتیں زمین کرنے لگی آسمان سے

۱۶۱۲ کاغذ سے پڑھ کر نیرہ بڑھان نیرہ چار  
 نام اہم کیے کیا نیرہ کجا جو وار  
 مانند تار جسم اور اسودوں کے پار  
 دل در کنار جان بولی اس سے یکبار  
 نیرہ کی زدیہ خوش بودا بر تن پہ پہیں  
 اور خود خوش و خوش گئے گئے رادہ میں

۱۶۱۳ ہو چکا جس نے نیرہ کو دور کے راہوار  
 وقت کے سینہ سے بلوں میں نیرہ پکار  
 سینہ کیا سمند کا اور گردن سوار  
 جھلن ایک شہر کے قابو میں و نکار  
 ہوا در قوزین سے اسوار زمین سے  
 یوں مارے مارے گدڑ اور اٹھتی ہیں سے

۱۶۱۴ دریا ہوس کے تکی شجاعت سے بہار  
 جبرئیل کے سر سے تھیں کھار  
 یوں بہا اس بھال کے بہت کھار  
 قوا کے پیچھے فتنہ قہر بن کے ہار  
 غن تھا کہ شہر سب پہ زبردست ہو تیں  
 شہر قوا کے خاص غلام اچکے تھیں

۵۱۶۱  
 غالی و اسباب سے جب عمر ختم تھا  
 کہ قاتل سے دیکھنے کو چلا اور قورخ تھا  
 تم کو دیکھ کر انھوں نے اندر سے لال  
 من نہیں سے پھرنا بادل میں نہیں تھا  
 ہمت چلتے صاحب شہید ایک  
 رو بہاڑوں کو جھلکے ماموں ایک

۵۱۶۲  
 دُشمن کہا جو پانی ذرا سا ہو موت  
 پھینکوں نیکو کاپیں تخت سلطنت  
 جس حسین پھر نہیں کیا اس تخت  
 بہتری سے ہو مراد اک کی مصلحت  
 کہہ کر ٹکی پیاں کو نہ بھجوا  
 کہ تیب خد بہا نہیں تھا وہ تھکایا

۵۱۶۳  
 زینب نے دیکھ کر کہا کہ تو مجھ  
 اور پوچھا تم کو بولایا کہ نہ کیا  
 مطلب مجھ کے روئے حسین دیکھا  
 تو ام لہجی مرگیا بہلا تم بچا  
 میں پوچھا کہ وہ ماموں ایک  
 کہتے آپ بچوں کی چادر ایک

۵۱۶۴  
 کہہ رہے ہیں پادشہ ام کی طرہ چلا  
 شہر علم کھول کے عباس نے کہا  
 دہلے علم کے ساتھ میں کچھ چودہ  
 دُشمن کہا نہیں تھے اب تو نہ دودھا  
 کہ قاتل کے ساتھ میں کچھ چودہ  
 چپ بڑو رہے ہو بلاتے ہیں یہ

۱۶۱۷  
 جوئے حسین جا بھر سے نہان الوداع  
 لے میرے بخور لے کر سے سدا الوداع  
 لے میرے جان نثار مر عیا جان الوداع  
 عیا خدار سوں اب جان الوداع  
 بلبلے کی پیلی سے کشت لہجہ کی آواز ہے  
 بحر کھٹے نور سے دودھ کے ٹھونچا ہے

۱۶۱۸  
 حلق مرگ دن میں گیا اثر بادفا  
 جلا دیا کو پکارا اب کمر کرد عبدا  
 تو میں نہ وقف راہ حسین کیا کیا  
 نہ تو کہ سر تو دل ان کو کہ نہیں ہو عبدا  
 لے جو کچھ اپنی کمر عبدا سوں کی  
 تو نہ فرستے مارتیں نہ شہادتیں جلا

۱۶۱۹  
 وہ بہا اتفاقا دلوں سے ٹرنا سورا  
 جو آیا چھپ سہیشت سے بھیاں کاپر  
 بڑھی غیب کی ادب سے لگائی وفاق کر  
 بجائی اتنی اتنی بکھر شہ پر کارگر  
 وارہ خون دل کجا آباد زین پر  
 اور یا حسین پانچ سو لاکھ نہ سنا کر

۱۶۲۰  
 یہ پیادہ کہہ کر یہ سیر سے امام  
 نہیں تھا کہ بھائی کا حوالہ امام  
 پیرانی شہ کی لے لے کر کھانا م  
 کہ ان کے اردو پیش علی عیدری غلام  
 میں شاہ فقیر ارے حال کے واسطے  
 یقیناً جیسے بوقت کنال کے واسطے

۱۷۱  
شکستیں کہ کچھ کیا ہے چلے لال

اک تیرا جو تار ہے دوزخ و دوزخیں لال

بہا تو ہے پڑھ لال دھال پڑھ لال

ہاں میں چاند توں کہ تھا سیتا چاند

دل کو دوزخ و دوزخ ہے قصہ کا

کیں وہ نہ نام لیتا ہے شہزاد کا

۱۷۲  
پھیلانے کا قصہ نہ کہہ جا کے تھیں

اٹھ میری جان اٹھ مسمان چھین

وہ جو لالہ اٹھنے نہیں دیتا در دل

اگر لالہ اسلمے غم نہ کیا چل

تو پہلا اسلمے چل کہ ہمارے چل گیا

سکھوں کی تپ چل گیا کہ ہمارے چل گیا

اگر لالہ اسلمے چل کہ ہمارے چل گیا

۱۷۳  
ماں جو کہ شاہ نے غافل کر کھیرا

موت میں مراد دل خبر دے کر لیا

نہ نے اشارہ نہ خبر دات لک لیا

مہاں کو پہلا ہم شہزاد لک لیا

اصحاب گرد لاش کے تھے تو نہیں

تو کہ اگر بارہا تھان رحمت میں

اگر لالہ اسلمے چل کہ ہمارے چل گیا

۱۷۴  
کہتے ہیں جب تم زیب ہی شہزاد لک لیا

اگر تو نہیں دے لک لال شاہ شاہ

بوجھ تو نہیں نہ تو یہ بولادہ تو راہ

اگر تو یہ بولادہ تو یہ بولادہ تو راہ

کہ تو یہ بولادہ تو یہ بولادہ تو راہ

اگر تو یہ بولادہ تو یہ بولادہ تو راہ

اگر تو یہ بولادہ تو یہ بولادہ تو راہ

چو بخت بد بد لاش

زینت نہ ہو کمر کیس کہ تہی نگاہ

مہل کو کیلے چھو گے رو بہ قہر شاہ

پہلے کہ پاؤں کہ دے پہلو میں ہاتھ

تو کہ شرف میں کی الفت بے ارادت

زاق ہم دھو سناؤں دین پہ لٹکے

بے درجہ سے ہم تو ہیں مہم علی

کہ شہت ہم کی نہیں بے حق ہے

لاش ترا ہو کہ دھوکا دہر

پیدائیاں خیمہ سے بچیں گی غم

کہ نہ کہ بھوہو کہ نہ کمر کے

پہلو تو ہیں قویل لاش کہ ہو دھوکے

بے درجہ سے ہم تو ہیں مہم علی

لخت لکھن کے اصحاب نامہ

میں کہ در پہلو نہ جوتہ بہ ایشا

اوتیرا اس پس میں شہین شاہ

کئی تو بیکار تو تم افتد سے

لاش کے دھوکے ہم شرف

بے درجہ سے ہم تو ہیں مہم علی

اصحاب نہ کہ جا لائیں لکھ

ہر تو بھی جانتا ہے کہ ہم کی نہیں ہم

کیا کہ از رو بہ ہم شہین کی

وہ وہ لاکھ کی دم کہ بہ ہر شاہ

مہم علی

بے درجہ سے ہم تو ہیں مہم علی

بے درجہ سے ہم تو ہیں مہم علی

۱۲۱

آتش بر آتش فرستاد و آتش بر آتش  
چو آتش بر آتش آتش بر آتش  
آتش بر آتش آتش بر آتش  
آتش بر آتش آتش بر آتش

۱۲۲

بدر جان لب برون طعن اعدا بچو  
بدر نام بر برون کعبه بچو  
بدر نام بر برون کعبه بچو  
بدر نام بر برون کعبه بچو

۱۲۳

بدر برون کعبه بچو بچو  
بدر برون کعبه بچو بچو  
بدر برون کعبه بچو بچو  
بدر برون کعبه بچو بچو

۱۲۴

بدر برون کعبه بچو بچو  
بدر برون کعبه بچو بچو  
بدر برون کعبه بچو بچو  
بدر برون کعبه بچو بچو

۵۱۸۵

پہنچتے تھے کہ وہ کھینچے کیا ہیں شہزادوں  
 ٹوک لگی سے خون کا دریا ہو پھوٹا  
 ہوا نے وہ کہہ نہت لگی کیے کیا تھے  
 کچھ تو جو کھات کا صندوق اسے بہن  
 مہال سے ہمراہ شہزادوں کا علم  
 زخم کچھ چھو باہر ہو لگا رو مال فاکر

۵۱۸۶

روال فاطمہ کا جو لانی وہ دل خیز  
 شہزادے کی شایع ہو جوان کے وہیں  
 شہزادے کا پاس لگی شہزادے  
 لطف و کرم ہو گیا شہزادے  
 اسے ہم عزت سے شہزادے  
 کچھ سے ہمراہ ہو گیا یہ اس شہزادے

۵۱۸۷

رہنے کی جا بہ اور وہ بہ پہنچے کی جا  
 مہال کا جہ حق ہے یہ خاطر بہ مرتبا  
 بہرہ و حق جب ہوا مہال کے رمل  
 وال کی تعمیر ہو کہ بہن لگی جہز  
 وہ بہرہ و حق ہے یہ خاطر بہ مرتبا  
 وہ بہرہ و حق ہے یہ خاطر بہ مرتبا

۵۱۸۸

میں سے لاش کو تو اس طرح لاش  
 پہاں شہزادے کی لاش ہوئی اور لاش  
 رو مال فاطمہ کو بہرہ و حق ہے  
 اور اس کے شہزادے کی پوچھا کہ  
 کم کر کا اور لاش شہزادے  
 وہ بہرہ و حق ہے یہ خاطر بہ مرتبا



وہاں

بہت سے لوگ آ رہے ہیں یہی آپ کی پیروی  
کی غم و اوجھال ہے یہی آپ کی پیروی  
ان غم و اوجھال ہے یہی آپ کی پیروی  
ہم ان سے بندہ ہے شکر شکر شکر  
دل و فہم ان کے ہیں جاوید و ہم ان کی پیروی  
گو کہ زبان تنہا کی کی زبان میں ہے

۷۷

دہائی

دوست کا تری امید و آریا ہوں  
خود ہونے کا فن ہے شکر آریا ہوں  
پہنچنے والا ہوں شکر شکر  
تا جوت میں جاؤں نہ پیراں

دہائی

یار بے خبر دہائی دہائی دہائی  
ماں آتے ہیں بھوہ میں امر گاہی  
وہید کا حکم یہی ہے شکر شکر  
جو تم کو یہاں ہے وہ راہبہ ہے

دہائی

بہو اس کو وہی شمع کو تو تری ہوا  
عالم میں ہر اک کو شکر و تری ہے  
بھبھک و بھگت و تری ہے  
جس کو کہ دیکھتا ہوں وہ تری ہے

یہ علم ہے کہ علم کا نشان آفتاب کی  
 پنی ہے کہ پھر اس سے عظمت جاب کی  
 نشان ہے نشان برسات جاب کی  
 عجب علم کہ یہ جہت کے باب کی  
 نقشہ علم کے خیمہ بن اندر کا لا  
 بندون کو اس نشان سے نشان خللا

۴۴  
 صبح ہوا نشان آفتاب ہے  
 جہت حسین بن کے ظفر علم کا ہے  
 شمس سے وال علم آفتاب ہے  
 یان نور کا نشان علم تو آفتاب ہے  
 روشن علم سے آئینہ شمس ہے  
 شمس میں شمس کس نشان حسین ہے

۴۵  
 طوبی کی نشان تیریش قدرت نے قائم  
 اور نور نخل طوبی اس میں یک قائم  
 کی صدوقوں کی راستی قول امین قائم  
 بے پردہ پوش کے غفور نبی پر شمس قائم  
 جب باندھو کھڑک پر ہر کے کو بیابا حکیم قائم  
 صانع نے پردہ کے میں پر طوبی کا حکیم قائم

۴۶  
 دین ہے کہ کیا کمر پر وہ جلال  
 مابہی مراتب اس سے ہے شاؤ نکا پائال  
 چھوڑا وہ اپنے شہر کھڑک پر ہر سے کابے جلال  
 شمس فلک کو دیکھو کہ توتا ہے لال لال  
 روباہ شمس کو چیتے ہیں اس کی شاخ سے  
 بولہ آہی ہے شمس کو اس کی نشان سے

۵۰

نور خدا سے غالب غیر الامت مسلم  
ہا یہی جا کا ہوئے علم مسلم  
وہاں ابو بکر منہ بنی ہر قوم میں  
ایں پیش پیش علم وہ صاحب کرمینا  
دامن اڑا چرخ پیہ غلبہ لا ہوا  
دیکھو خدا کے رفیق کا پیش کھلا ہوا

۵۱

اب ریت زباں مہر علم کروں  
بلہر متنی بلند کا شکر علم کروں  
جب پہ آغا کار و دست علم کروں  
ریت میں لکنا نظم کے پچھم علم کروں  
نشاںوں کو نویات ایست علم کروں  
اس ریت بنی کی درایت ضرور ہے

۵۲

جب شاہ انبیا کو بونی خواہش علم  
آئی نذر القاس سے ابھی بھیجے ہیں ہم  
عاری ہو اہو علم خداوند محمد  
ہاں قدسیہ علم نذر کسریٰ کرو ہم  
تیار میر سے دوست کی خاطر نشان کرو  
یہ علم کی فائزیں خاطر نشان کرو

۵۳

میرزاہ سالار قدرت کیا نہیں  
موجب کوئی حقیر تو اسے وار نہیں  
ریت زبیں پہ لائق فوج خدا نہیں  
حاشا کسی علم میں غلام کی ہوا نہیں  
ہو کلانہ تھانہ آج یہ شب کی کھچ  
ہو کھنڈاں لگھڑیں بے وہ شب کی کھچ

۱۱۱  
 کی علم غن قدیدین نے کہ قدرت پادشاه  
 اجماعی تر سب غنی پر اڑتے ہیں وہ  
 بہت سب ہو مصلحت واجب الوجود  
 فتح موری کی جیش سب نمود  
 کرانی اور کہ تیر سب ہو بابت سب  
 کہو اسی کی شان کا رایت پسند

۱۱۲  
 قوی میری جانب ہو جی ہوئے ہوا  
 علم سر اور شوق میں کیسے ادا  
 ہو بابت جھوم کے ہو جی کم کر  
 شائیں ہو تھیں گئی نہیں ہیکین جا بجا  
 ہر شان چاہتی تھی کہین سر فراز ہوں  
 ہو کر قلم نشان رسول عجاز ہوں

۱۱۳  
 چینی نے بھی زبان ادب کی کیا خطاب  
 ہو کلمہ دہن سے بجا لاؤ تم شباب  
 پیو بخدی دیں سے میں ہو تاروں پایا ب  
 اک شان کی جدائی ہیں ملتے ہیں تواب  
 کلم غم اسے جی کی قوی عبد  
 ابھی تھی اپنی شان مری ہو جی ہوا

۱۱۴  
 کئی کو شان سب فرشتوں نے کیا بار  
 واران سب پر پیش ہوئیں چار آسمان چار  
 اک اک لم سے چار علی داروں کے دو چار  
 قہار غم سے خم صفت شان میوہ دار  
 دیکھو یوں ہم ہیں عمر وہ جعفر کے واسطے  
 کہ نے کہا میں نہ دیکھو داروں کے واسطے

سب سے موافق اور عوام کا موثر مشین  
 دارش کی لاش پوزن پیوہ کے عیسے بن  
 کہتی تھی ہائے بازے سلطان شہزادین  
 قربان عالم علم حضرت عین

عبدی چکاتے نام کہ اس نے خبر کے آہ  
 علم حسن علم شاہ کم سپاہ  
 یہ لکھنے قدریوں کی بھی حالت ہوئی تباہ  
 بولے کہ اس عز کی عبادت تھے لاکھ  
 عالی تر سے یلک سے بوا حال روئے لاکھ  
 ہو کہ کہ سبب ہر گز نہ برون کے ہوئے لاکھ

چلائی کہ کر پٹ کے وہ دور خوش نینز  
 کہ علم کو ہائے اس شدی کی نہیں خبر  
 پیاری پھر سے لگی ابن علی کی برہمنہ  
 پیچھے کا اس تم کے در علم گرس  
 اس کے پھیلان کیا نام کشت ہوئی  
 خوار ہوئے بارے وہ غور غور ہوئی

اس شان کو درست مثال علم کیا  
 راہم مگر قی خال کا پھر ارا کا دیا  
 بہرہ ورا کا لائے پشہ انبیا  
 غازی شان فوج سے تیم کو کھٹ  
 بب ہرے ہرے کی تھیم کو کھٹ  
 بے ہرے ہرے کی تھیم کو کھٹ

۱۰۰

ہم نے اس کے لئے ایک نیا نام رکھا ہے۔

جواب

مجلس

کتابخانه عمومی

اسے اٹھانے والے

100

17

سید محمد

چندین

تاریخ

کتابخانه

کتابخانه عمومی

١٤٨٠

۲۰

مجلس شورای اسلامی

جواباً

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

کتابخانه

خواص و فواید

سید احمد علی شاہ

۲۰

کتابخانه عمومی

میں نے اپنے لیے ایک اور جگہ

مشتاق اور فرید الدین گیلانی

بہارِ اودھ و افضا جیہ

میں نے اسے

六

۵۲۱  
 الفت کے روشن بین علم بیان کیا  
 دان و ارشاد علم کا بھی شانا بچا گیا  
 بیان شمس آفتاب جو پیکر کیا گیا  
 دان شنیدار اشتیاق کا دل میں لپی لپی  
 پایا اگل اس نشان کی کب چھاؤں دہلا  
 مال کے پاس آئے جو مویاؤں دہلا

۵۲۲  
 ہر خیر سب پر شاق ہے امید و انتظار  
 پر تاج و تاج سے بیانی جان نثار  
 زینب کے یاد کا علم کے بین و شکار  
 لیکن بڑا یہ کہتا ہے جو ہے سے بار بار  
 بھائی علم کو کراہی اٹھا کر دیکھو  
 حضرت کو اور علم کو برابر دیکھو

۵۲۳  
 اولاد پر وال علم کا جو بگمان  
 پر کھڑی ہوئی پیر پر پر و پیمان  
 باوجود کہتی صومری خاطر و نشان  
 قانع ہے اور غیور مرا اکبر و اس  
 غمناز و قلم اور درو جانے نہیں  
 بہتے ہیں بلور کے مجھ کو غلامانے نہیں

۵۲۴  
 حق کو علم دینی ہے زینب کہ رہیں جا  
 طالب کہیں علم کے نہ ہوں میرے دریا  
 واد پر جو فکر ادا چکا تو نانا ہے مرتقی  
 کہ یہ کونسا عین کی منصب سے ہے سہا  
 تم قاصد کو شہادت بین وہ علم دین حق  
 اچھا علم تو وہ نہ ہو تو ان کی دین حق  
 علم تو وہ نہ ہو تو ان کی دین حق

۱۱۱

کس دن کے اسے طلب راہیہ بنی  
واری بہت جوئے جو راہیہ بنی  
یہ وہ پسند و لاہیہ بنی کہ ہو  
دینے کہ دن میں کی ہو  
گھر میں جین میں کی ہو  
میں یہ نشان ہو کہ ہو

۱۱۲

نگاہ بان شین کا جاوے مت  
کرا تو کرا نہ مت  
عباس کی طرف کی ہو  
فرما باسن لو اس سے کہ لاہیہ بنی  
یہ وہ شہید راہیہ بنی کہ ہو  
یہ وہ کہ پہچانے کہ ہو

۱۱۳

تو جب کہ پاک نیت ہو  
فقیہین کے زیر فکر نہ ہو  
بھائی کی خبر کی ہو کہ ہو  
دشمن بخت بین تم کو کہ ہو  
بھیسے ہیں کی اس اچھوت جاوے  
بھگوانہ دے کہ ہو

۱۱۴

جہاں لائے تو نہیں ادا  
فرما کہ کیا جہاں کیا شاہد  
کی عرفیہ جہاں لائے کا قاعدہ  
وہیں لائے جمع ہوئے بین لائے  
مردن کو خوب منیافت کھلائے  
اور میں لائے خوفن کا پانی لائے



۱۲۷

دینا دین دین و نام آبر و دوا دل شرم  
سیر کی عود و تاج و عروس انجین علم  
شکر و رنج و جانی کے ولی علم کا قلم  
مخمسین قیود کس م غیب مال و زر  
کیا رے پر ہے رستے کیلئے شاہ کے پل  
ایمان سے رسول سے اللہ سے پورا

۱۲۸

گماؤں کا شمع ہے تھیں زبوں صحت  
راج و رنج پیشہ ہے دار و دار فرستے  
پیکاروں کو قتل آرب سے اللہ سے بخت  
کشتا ہے پورے دالوں سے ہر دم بخت  
ہلن فرزد شوخان ادا ادا ملی بین  
پلیا پیوں کے غول کی نہر بہا تا تری بین

۱۲۹

اب دیکھئے فرق زیب و جہان  
فران و رستے میرہ ہے غم و غشت غام  
ہے بیست و پود لطف و جان کا مقام  
کیون دیر نام و کرم کا جو ہے غلام  
گر دن پر اب دماغ ہے اُس کی جگہ کا  
اگر علم و یاد ہے کس پر ہے پاد کا

۱۳۰

بان ابھلک نشان لگی عمارت کا نہیں  
افسوس ہے پورا رستی و جہان نہیں  
ساعت لگی کوئی بیل کی ٹہری بول نہیں  
فرمایا قیاس پر شہین قشتا نہیں  
بجلی تیرپ نہر گے آج ب  
ساعت کے دیکھنے کی تیرا قوت ہے

۵۳۲ بولادہ سر جو لکے بجائے ہیں حضور  
 لیکن بڑے حضور سے اظہار سب مقدر  
 لایا ہوں ٹھیک بین خبریں شکر فرما  
 بڑھو ادب سے تم گئے عجیب بین خبر

۵۳۲ غازی کے پاس آئے جو تم کو صلی  
 وہ درویشین ان سے سب خبریں اور یہ کیا  
 حضرت کو آپ چاہتے سنائیں یہ ماجرا  
 وہ بولے آپ ہی کہیں علی بن عبد  
 فرمایا عارفانہ تجاویز کہ مجھے پتہ  
 سلجھیں اس بیان کی کہ جو بڑے

۵۳۲ ماں علم کا دان چین سے کاغذام  
 عباس بیان غلام شہنشاہ قسطنطنیہ  
 کہتے ہیں اس خبر کے تامل کا سب مقام  
 بھیجیں کہین چین طلب یہ نام  
 بہ آرزو علم کی نہ درپ کے چین کی  
 کہ جو تو سلطنت سے غلامی چین کی

۵۳۲ ابن جابر جو بن بن نوئی چین بیان ہم  
 ناگاہ لکے کہ چچائے شہر اہم  
 بھائی بڑے فیودر پو پچائے چین اہم  
 بیان سب تقاری کا سب سے حافظہ ہم  
 ہم سے کہ تو کہنے دیا ہے نشان کہ  
 بولہ خانی ہم سے طلب کا کار

۵۳۷  
 اس شے پر وہ لگاؤ تھا جس طرح بچہ بچہ خیال  
 ان کے سر پر چلی قسمت بیان حال  
 منصب جو یکے کے بعد لگایا بے مثال  
 باقی جو میرا مال عہدہ سب تھا ارادال  
 فطرت میں نہ فرق کے اہل و عیال کے  
 ایک نام لکھ کر کے مری جان و مال کے

۵۳۸  
 مگر غرض سب کی شاعری کا تعجب کیا  
 بیت الثمن سے مصحف نہ ہر اطلب کیا  
 کیا تو سورہ فاتحہ کا درویش کیا  
 دیکھی ہو قال ہم لکھ کر کیا کیا  
 بوسہ جو بچہ دیتی ہے شعیبیت کی بابین  
 نگاہ کا حکم دیتی اس کتابین

۵۳۹  
 بجز زمانہ ان شے کو بلا برس  
 پر غصے کو سب عبارت کچھ نہ برس  
 مشتاق منصب حکم مصطفیٰ برس  
 دیکھ کر نہ بازو سے لگاتار برس  
 دو دن قدم زمین ادب دین گرس برس  
 لم غم کے کہ جسے جہان پر برس برس

۵۴۰  
 انسان تو کیا کبھی نہیں ایسے متعل  
 تمام کر دیا آیت قناعت سے پہلو تل  
 دیکھ کر جو حسن ان کی اطاعت کر تل  
 پہلو میں وہ جو کہ نہ لگا شاہ وقت کا دل  
 اوسنے لکھ کر نہیں منصب ان کے دل  
 اس کو تو غصے نام مبارک پہلو تل

۵۷۱  
 ناطق بواہ مصحف ناطق ادھر آدھر  
 شان زول مصحف زہرا کی دون نجر  
 دیتی تھی حبیبی کو نہایت وہ سبید  
 کتنا غنا جبریل سے غلاق حبیب ویر  
 جہاں تیریم تیرے دراکر تیرا درد  
 بہت جاہلش عشق خدا کو تیرا درد

۵۷۲  
 یہ کونم اطلال بو پاتے تھے جبرائیل  
 ارفس و سما کے چین آتے تھے جبرائیل  
 انسا نہ عجیب شناتے تھے جبرائیل  
 خیر النساء کو خوش بین لاتے تھے جبرائیل  
 جو ذکر حبیب عین سخن مند کرتے تھے  
 بابا و حرفت حرفت قلب بند کرتے تھے

۵۷۳  
 مولانا جی بو مصحفنا توں دوسرا  
 بیٹے علم کے واسطے حکم خدا کیا  
 بکلیا کچھ قصہ غافل نور کو بلا  
 کھٹے بین پر زبانی حبیب عین تر قفا  
 فوج حبیب کی زیب جہ سالار حنین  
 عجب اس پہ پہنچا تم علمدار بی حنین

۵۷۴  
 ہر تھیں یہ علم شافع ام  
 عجب اس کی طرک کو پڑھے خود کی قدم  
 فرمایا تم کو شرم تھی سو آپ آئے ہم  
 بوجھ جاتی بوخت اسے تو ہمیں کو دیا علم  
 ہم کو کی ارش پائی ہمیں نذر و تبیہ  
 ہاتھوں پر رکھ کے سر وہ پیکار کم پائی

۱۷۱

بھولم نہیں زب بن یہ یعقوب خدا ہے بن  
بہا بن بن علی کے خلف یہ فولے بن  
مژدہ دل میریت ہر وہ فنا سے بن  
انم سے ایک ساتھ یہ بنی پیا بن  
اب ہو گیا یقین فنا سے یاب ہم ہوں  
میر خدا کے پیش سے وہ شکر کم ہوں

۱۷۲

جہلم کے نہ تو کہ جو دیکھا یہ جہلم  
جا کر کہا تو سے خدا وہ نہ کہہ سکتا  
بولا وہ کیا ۔ کہا ۔ کہ مبارک کرے خدا  
وان تو تو کہ پوچھتی بنی بن ملک  
بہنہ سب یہ اپنے جب کا نہ پیا غلامی  
جہلم کہہ پوتے تو خدا سے بھرا ہوتے

۱۷۳

بازار کے دن بڑھ کر شہر  
اگر شہر بن کہہ تو تھے اگر تو تھے  
ظفر کیا کہ قدیم اول ہونے نہ کہ  
یو سے بن پہلے فوج کے سب حال علم  
بیہوش نصیب ہفت عیاش بن ہوئی  
حق اس پہلے مر گیا یاب یاس ہوئی

۱۷۴

پچھنی سے مہل کے دوسرا عالم  
بشا عالم نشان رہا بن نام نے  
تیر کی حضور کو اس زین نام نے  
سے ایک نذر پریشانی اسے نہ کہ  
میر جی جو عیب باز سے شاہ عالم نے  
غیر مہین بیان علم کی زیارت ہوئی

گر دن اٹھائے گئے کھلا شہر  
 اس وقت کہ کھڑے ہیں لگ بھگ  
 اس نے کہا کہ اچھا ملا دنیا جب عمر  
 پہنچے جب جو روز کا اس نے پڑا غور  
 اس میں یہ پڑا کہ کوئی زینب کے لالہ  
 وہ دیکھتا دل حسین کے دل سے نکلا

یہ سہرے میں دیر گئی فدا موت میں پہنچا  
 اس نے یہ بات پڑا اہل سے پڑا  
 موت سے عاتق زوی سے خوش دھڑکی  
 غصے کے وقت کہ کھڑا نہ آن سے ملا  
 صحبت نہ ہی سب خفا علی کے نور عین کی  
 کچھ پی ہیں کہ کچھیں کہوں کہ کچھیں کی

لے گئیاں بھائی بھائی اور سرور جا بھی  
 کہ اب علم فن کچھ اور یہ پڑا بھی  
 کہ تو اب پڑا بھی کو حاضر غلام بھی  
 کہ تو تھاری کائنات اور کائنات ہم بھی  
 کہ قاف سے تک اس ہیں سلامی کی ملے  
 کہ دار شدہ ہیں غلامی کے واسطے

یہ ہے یہ اس کہ یہ وہ شاہ نام  
 پہنچا تو چار پہنچا علم و جہان نام  
 پہنچا پہنچا کہ کہ جہاں کر نام سے  
 علم جہاں غرض کہ کہ کہ نام سے  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ نام سے  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ نام سے

آج ہے تم دونوں کی پہچان پر بدنام  
گرفتاریں کہیں سے نہیں ہوں  
کہا کہ یہ خوشی بھی تھاری کہیں گے  
ہر ایک کو جب چین کا کم بخت کاظم  
مہم نہیں جم برات سے سرور یہ تم کو  
میں کاظم بھی نہیں دیں گے غلام

پہچان پر بدنام کہے پکاروہ برہمن  
بچا بڑی کامیابی لائے ان کو  
پہلے سے اپنے اس نے خیر بدو کو  
پتلیوں میں جن کے غضب جو ہر کچھ  
دوستیاں ہیں ایک میں تو کرم کاظم  
اور ایک میں پہنچے ہوئے غلام

مگر لگان بڑا بڑا چھوڑا گیا  
تیرے لئے تو قدر دریاں  
عزت کی اور قوم کی نذر جا گیا  
یاد دہاں کھڑے تھے وہ تو تھیں  
دونوں پر ان کا تم کی جو یک پڑی  
خفت پسین بن گئیں سے ٹپ پڑی

خیر کی نعمت یہ کہیں اس کے نام  
اسے وارثان عید و غفرام اسلام  
ہر آن بان مان گئے رستم نام  
وہ شہزاد تم پر جو برات کا اختتام  
یہ بچپن نظریں کھپا جی میں لگ گیا  
میں دونوں میں اپنی عزت کا پر گیا

عجراں ہیں سب یہ کہ پانوں نے کیا کیا  
 نہ کہ نہ حاصل علم مصطفیٰ کی ہے  
 منصب تھا راہ جانی کو اپنا عطا کیا  
 شکستے اُن کے آپ اٹھ اُٹھ جا کیا  
 جھپٹیں نہ جب بزرگ تو خود کو چا کیا  
 الفت فطری دین ہے انہیں اجا رہ کیا

شیراب علم بھی جو دیں تو نہ کیجئے  
 حاتم یہ وہ علم ہیں قبول ان کو کیجئے  
 سب کچھ پہلے ہے جو یک دیکھ کیجئے  
 سو پہلے کی پیاس بجھانی کیجئے  
 ناقص ہیں شوق سے کم تر کیجئے  
 کمر دار نہ روئیے کھڑے ہیں چھپے کیجئے

مقل خدائے عاقبت اندیش ہیں تھوڑے  
 دھیان اپنی ماں جان کہ پردہ کا تھوڑے  
 اُس ذوق کی آگ کھجک پردہ تھوڑے  
 پیمو نہ خاک پردہ تھب میں پو پو تھوڑے  
 دینا کھوس نہ تین کھوس آسمان کھوپ  
 بدست کمر نہ سے دیروں کی کھوپ

وقت و مکان دال و خزانہ ہیں اور کیا  
 شہزاد کو معلوم ہے جو روانہ ہیں اور کیا  
 دین نہ خمر و ان زمانہ ہیں اور کیا  
 فرماؤ ہاں زبان سے یا نہ ہیں اور کیا  
 شہر شہر کے درمچہاں التجا کرے  
 اور پہنچ وقت و توجہ شاہی جا کرے



۱۲۷  
مردم در دیارستان بھی ہیں کھلا  
دن کی تباہی کا دم نہ بھی سپاہ  
درخت نہیں لگ کر نہیں ستارا  
فراموشی کو آپ عدم خیر وادہ  
جب بھی کسی کو کچھ بھی ہے  
چلتاوں میں ادھر بھی فوٹے ہیں

۱۲۸  
مرجان شنگار کا جو کم کاٹ لائے  
دوستوں پر تم کو برابر بھائیوں  
بجائے پائوں سے شام لائیں  
زندیاں میں یوریا بھی نہ ہو چلیں  
بقیہ نام نہ رہاں کچھ ایسا کہ  
تم جس بڑے کی نہ بنو اب ہم کی

۱۲۹  
ہر لمحہ آپ میں دھڑکتا ہے  
دولت کا چھپتا ہے بالائے دست  
خوشی سے کہن ہو گیا وقت کا کون  
تم کو اس کے لیے پھر بھی کون  
تن سے صاف نہیں دھاتی کون  
آج تم نہیں کموں سے نکالیں

۱۳۰  
اگر آپ میں شمشاد انبیا  
پھولے نہیں ہیں تو کون سا  
پہنچے بوقت کا کہ نروال کی  
بر لا وہ یاد بھی رسم کا ہر  
کہا بھی نہیں کھلے پوچھو  
تو ہمارا تو بھی حق کون تھا

چلایا شکر اور بھی شکر کا قہر ہے  
 حاتم بہ لعلی لاش بھی فنا کا کھیل  
 کتاؤں پر قصور جان آگے جو من  
 اب بھی تجھے دیکھنے اپنا برا بھلا  
 آتے پابند پیٹے دوسرا تو آپ کا  
 دو دھوا کر کے لاش چاند دے آپ کا

غفر کیا علی کے غلاموں نے کیا کیا  
 بس بن زیادہ تجھ سے تائب و تائب کیا  
 چپ بنا کجا چپ کر کے او بیا ادب کر  
 تو ہم تیرا بوسہ اب جائز ٹھیک  
 بھلا نہیں خدا کو جو چاہتے نہ ہوں  
 ظالم ان سے کہہ دو تجھ جانتے نہ ہوں

اوجھ کا زب انق شام تیرا کام  
 اک غائب تیرا صادق سے یہ کام  
 او غول اور ہی تم کو کفر ان شام  
 دن کو چور کا چلنا نہ تیرا کام  
 ابیں تو ازل ہی سے آدم غائب  
 تو آدمی کی تلک میں عالم تیرا ہے

یہ ہے وہ علم بھی تو کھار ہے برا  
 یہ بھی تو جب یہ بات قید میں لیا  
 پتھر کی علم سے نہ رہن غبی لڑا پتھر  
 سدرہ جہا کے سائے اک پیوں سے کھلا  
 رہتے زخافوں کا ایسا بول بھی ہے  
 جگر نے ادا کر کے ان کو چھو بھی ہے

قصہ

اوجاہل شریعت بنی سب نام  
افغانان میں سب کے تھے یہ کیا حکام  
جو کچھ افغان اسے سمجھتے ہیں نام  
شان امام یہ سب کہ عادل بنور السلام  
منصفت ہیں یہ کہیں یہ مقتدر ہیں یہ  
موتی و زیور ان غلام ذاتِ خدا ہیں یہ

نظم

کل روز ہنم را نمی عود الت کو دیکھنا  
دین پرست کو دیکھنا  
میں کہتے ہیں کہ دست پر دست کو دیکھنا  
میں کہتے ہیں کہ دست پر دست کو دیکھنا  
کلم بنوٹا ہے ہیں اُست کو دیکھنا  
حکام ان کو مجبور ہے کہ باقی ہمارے  
افغان اگر کریں تو تو تیرا مثال ہے

نظم

ہم مدد فرمائی ہو اگر تھے نہ تھے  
روزِ اشدِ غم تھے علمدار تھے نہ تھے  
جہاں اس علم کے سرور تھے نہ تھے  
شاہینِ قوم پریش ہوا تھے نہ تھے  
قبو جبار نام اس پرست ہوں  
پتھر کے پڑتے نانا کے وارث تو ہے ہوں

نظم

اس بارے اٹھانیکو طاقت بھی ملے  
طاقتِ خیر حسنِ بیاقت بھی ملے  
عادل کا علم کے رفاقت بھی ملے  
دل کو وہ افغانوں کو عورت بھی ملے  
یہ سب تمام کو تیرا پتا ہے  
لاکھوں سے ہمارے ہر گھر پتا ہے

ہم اور وہ ہیں ایک تجھے بہ خیال کیا  
 آگے ملا ہیں کو ملائیں مثال کیا  
 یہ تو ہمارے عین فوجی تھاں کیا  
 حکم رام میں بے تفاوت مجال کیا  
 اس نے پہنچا ہنر بھی الیا بھی شہ  
 ہم بھی عجمی فوج بھی عجمی شہ

او شکر کس شہ میں تو اور تر ازید  
 اور کس قطار میں یہ صفت شکر پید  
 شاہوں میں بندوبست تھا نہ آگے شہ  
 کج کی خاک تک بھی نہیں سے پید  
 ہم تو کو خود فوجی کے دوسرے کیا  
 بندوں میں جس نے ترک خودی کی غلام

دروازے اس چن کے ہیں دو اسے اچھا  
 دربار سے ایک در پہ حیات ایک پر فنا  
 مشتاق سیر باغ کو عجز کی سدا  
 اک در سے آتا شہ کو اور ایک در سے ہدا  
 شاہ و گاہ کا سندو بہرے کچھ ہے  
 اک در سے دافنم ہے اور اک در ہے

ہم بنا اور بگڑا گیا  
 بیاں کی شب بیا جو سنا فرما گیا  
 بیاں کل نال تازہ جہاں آگیا  
 نام خنہاں کا نہ زنگ پڑ گیا  
 بیاں دن نہ سن حساب کا پھر پڑ گیا  
 نارت کے کھڑے ہیں سواری کی دیوہ

بہارِ عشق نامہ ہستی ہے کس قسم  
یک اجل پکا تو تباہ نامہ بریں ہم  
کم نہ جیدیں پویشاں کھلیں ہیں ہم  
بہویشہ مقام ہم گھر سے یہ خط سوس علم  
کل ایک ہفتہ باغ بین گل میمان ہے  
بزمہ گل بہار کی رخصت کا پان ہے

بنا ہر قسم و زور کے جو ہاں دم کل جائیں  
جو سے ہم نہ تباہ خدا کی قسم کل جائیں  
اک کھول میں تم کا ہم مرنے کی قسم کل جائیں  
پہاڑ کی جی پہاڑ کو چھو کر دم کل جائیں  
بہ نہ زباں سے آج دعا کا فراملا  
ہم نے فقط زبان سے نام حسد لیا

ارٹاؤ دو دشمن سے اگر امتحان  
پہیلا ہوں سو ہزار دین لاکھ آسمان  
اور اسے لاکھ نہ کہیں اون کے دریاں  
قیامی جا بدواں ہو کو موت بھی جا بدواں  
چھوٹا سلطنت کے سے نہ نہاد نام لیں  
ہم دونوں ایک دامن پیکر تھام لیں

دیکھ رہے تھے ہم نے تم سے عشق  
تو کچھ نہ بولی نہ سنہ تم سے عشق  
میں کہیں نہ تو نہ بولی ہم سے عشق  
تو کئی کئی ہیں جو بچہ بولتا جو دن  
آج سے کچھ عرصہ پہلے اسلام لے  
آج تو کئی تھے بلبلیں رو دم شام لے

۱۷۱  
 بمب علی الدین شہزادہ افغان  
 اسیوں ہمارے علی علی علی علی  
 راستہ کٹ لئے فوج جہاد افغان  
 سہ پہر جب کابل ہمارا افغان  
 تم چوہن تمام رمانے ہیں افغان  
 عباس ان مجھے پوچھوئے ہیں افغان

۱۷۲  
 ان کو علم ملا تو میں کو علم  
 خاطر ہماری ایسی جان سے لیں ہم  
 اسے انوشیروان علم شہزادہ افغان  
 پر ہم تو تو ہیں کیا کہ شرف و دولت ہم  
 سردار ایک اموں علی اردو دوسرا  
 ہم ساجی ہے جہاں میں نووارد دوسرا

۱۷۳  
 شہزادہ شہزادہ شہزادہ شہزادہ  
 ہم کہیں ہیں غریبوں کی ہوا افغان  
 افغان ہیں حافظانہ و شہزادہ شہزادہ  
 ہم کیا بڑے بڑے ہیں نہ پورے شہزادہ  
 حق نے ہماری نانی کو جب کہ خدا کیا  
 برب و ملک چھینے ہیں بالکل عطا کیا

۱۷۴  
 قدرت یہ کہ غریب کے اسرار کھلیں  
 اپنے محل سے خدا کا گزارہ کچھ نہیں  
 چوہن کی یہ اندھیرے میں رہنا کھلیں  
 ہم کہیں ہیں بعض مردم بجا رہ کھلیں  
 قدرت یہ سب طرح کے بھی ہو گیا  
 لیکن نہ ہے نہ ہے ان کی قدرت ان کا

حق  
 تعلق کو جام دستیہ میں تندیہ کے قوی  
 ہے یہیں یہ غفلت کی عبادت میں یہ غفلت  
 یہ غفلت سبب ام و مال کی لگی غفلت  
 سبب سبب یہیں یہ جان کی لگی غفلت  
 سبب یہ جان میں ہے نہ سبب یہ جان ہے

حق  
 کہ جس میں تندیہ ہے کچھ چاہی ہے  
 نام کا تو ہے دل میں کہ غفلت غفلت  
 جب شہ سے ہم غفلتوں تو اب غفلت  
 در شہ کے تندیہ ہے ہم پر غفلت  
 سبب شہ کے در غفلت لا غفلت ہے  
 یہ سبب بہت ہمارا دلی غفلت آج ہے

حق  
 حافظ غفلت ہاں کہ پوسے کی غفلت  
 شہ کو اسی ہر اس میں غفلت  
 اہل نے ہر غفلت کے ناموں سے یہ کہا  
 امت یہ جان غفلت ہے کیا غفلت  
 شہ میں کہ غفلت شہ میں غفلت  
 ہر وہ غفلت غفلت غفلت غفلت

حق  
 کہ غفلت غفلت غفلت غفلت  
 غفلت غفلت غفلت غفلت  
 غفلت غفلت غفلت غفلت  
 غفلت غفلت غفلت غفلت  
 غفلت غفلت غفلت غفلت  
 غفلت غفلت غفلت غفلت

قصہ

خوار سے نہارا تو یوں مارا اب خطا  
اب ہاتھ جوڑو تو دے کہ سہا سہا کی  
تم نے طلب کیا کہ قود کیا ہے عین  
مطلب غرق مآد بربد جو ہوا  
کھانڈ زبان کہ کلمہ بھی کلمہ کلمہ  
کے نیچے کلمہ کلمہ تو تمام ہو

قصہ

مٹیک ہو تو تھاری بلجا جنت کو زینہ  
ہم تو اپنے نام کا سب ایک قودینہ  
ہم نے کچھ پیار سے تم کو بلواتے  
مختصر کہ پست ہو وہ رہے بربد  
نہیں پیرا بلکہ سال حائنین ہیں  
یہ تم کو اور تم ایسے حسین ہیں

قصہ

لاٹ کھانی زبان پہ سخن لا یا توں کا  
باغی نہ باغ نہ بولھی کھلا یا توں کا  
پہ پہچان کے دو دونوں کو بھلا یا توں کا  
کیا جواب کے منہ فرمایا توں کا  
اتنا نہ بھلا رشتہ بہ شاخ و چھینک  
زینت کا وہ دھپکے پوری چھینک

قصہ

زنی کہ خاتمہ دونوں کا دل آجیب ہو  
جو ہے جس اب کوئی نہ سوال دو جواب ہو  
اے خمر جانتا تیرے شراب ہو  
وینا شراب ہو تو ہی تیرے شراب ہو  
کیا جانے کیا حضور نے فنا نصیب ہوا  
مال نے نیک کیا تو اسے فنا نصیب ہوا

نستعلیق



۱۶

انہوں سے اپنے پوچھا تھا جواب وہ  
زیب نے تم کو اذن دیا تھا جواب وہ  
اکہرے اس کا ذکر کیا تھا جواب وہ  
اس دن کو تم کو دودھ پینا تھا جواب وہ  
اس پیر پہنچا تھا وہ دینا ہے پوچھی  
جنت میں فنا کمرہ کیس کی مٹھو کھانسی

۱۵

دوڑیں وہ فریشتے سے فوز زیب کریں  
امریا میں تو اسے کوئی نیلے کمرہ ہیں  
کیا مشورہ تھا تم سے وہ بوب کپا نہیں  
فرمایا خوب دو گون ہیں تم پہاڑی چھوڑ نہیں  
تم کہیں نہ پہنچو یہ لہرائی بونے کی  
مٹی ٹھنڈی اٹھوڑی بہت پانی پوچھی

۱۴

چوڑیاں کھڑی تھیں یہ پردہ پر تیار  
ان سے کہا دو دروں سے تیرے تیرے تیار  
ہیں تو ہر ایک وقت میں یہ بندھے تیرے تیار  
یہ اس گھر کی قصہ راز نہیں اپنا نہ تیار  
مال کے دل میں جس کو جو طرب کجاوہ  
دو دروں کو ان کے باغ میں یہ بچا کر ڈالو

۱۳

شہزادوں سے یہ بھائی کیا تم کھلاں  
جس طرح چوٹ کھانے خوب پوچھی غلام  
راہی قوم کو اگر کوئی ہے یہ ملک خصال  
کچھ غصہ کچھ جواب کچھ انور کچھ حلال  
پیشیں تو تم کو تم کو تم کو کچھ کھلاں  
چھوڑا ترا ترا غصے سے تیرے پوچھی بونے

ع

بہت غصہ تو اور دیر سو اسباب ہوا  
تا یہ علم نہ بنے کلام کو توب ہوا  
جس کو بلا توب علم کیا غصہ ہوا  
گنہگار تو اگر غلات ادب ہوا  
کے کوئی بلانہ پیر کی کراچی ہوا  
تو جان دو تو علم اس غصہ کی کراچی ہوا

تو حد سے توبہ نہ کرے اس کی کراچی ہوا

ع

قدرت خدا کی اپنے بزرگوں سے آج کل  
کو کچھ ایسا ہوئی یہ لیاقت خدا کی شان  
تو پڑھتے کرتے اور پڑھتے ہو خان  
اور پڑھتے پڑھتے غصہ ہر کسی کی شان  
دو فوج جہاں میں مورد الزام کیا  
تم بہت دودھ کہہ رہا ہے کہ کیا  
تو کچھ بھی غصہ نہ پڑھا اس کی شان

تو کچھ بھی غصہ نہ پڑھا اس کی شان

ع

تو کہتا تھا کہ پکار سے وہ سنا  
اب بری کیست کہ قادم ہیں بہ خطا  
تو چینی ہماری تو پڑھتے تھے  
تو کہ غصہ پڑھیں گی وہ بول رہے تھے  
پلوں ملک جو ملک تو پڑھتے تھے  
تو وہ بول جھانک رہے تھے  
تو کہتا تھا کہ پکار سے وہ سنا

تو کہتا تھا کہ پکار سے وہ سنا

ع

قرآن پڑھتا رہتے تو وہ دین غلام  
قرآن ہمارا کیا ہے اس قدر نام  
کہ کہ پڑھ پڑھنا ہے اس قدر نام  
کہ کہ پڑھ پڑھنا ہے اس قدر نام  
کہ کہ پڑھ پڑھنا ہے اس قدر نام  
کہ کہ پڑھ پڑھنا ہے اس قدر نام  
کہ کہ پڑھ پڑھنا ہے اس قدر نام

کہ کہ پڑھ پڑھنا ہے اس قدر نام

۱۰۱

موت کو کھٹکے کہتے ہوئے چھوٹے مانو خان  
خوبست میں انکی جان کو اکل کی امان  
ہم خاک بیاہیں اُن سے جلا ہم سرچکے ہیں  
اُن سے نہ غم نہ ہمت نہ جویت نہ آن بان  
وہ باب کی جاگیریں جانے الام ہیں  
وہ نائب حسین ام اُن کے غلام ہیں

۱۰۲

غم غم زبان دراز پوٹھا غیب کیا  
کچھ یاد دلچسپ کہ بجانا بجا کیا  
خدا ب کے قول و فعل کا ہے اختیار کیا  
ہم تو دی ہیں آپ کو پھر افسار کیا  
یہ دے دیے جواب کہ فقیر کو لگے  
میتاڑیں میں صورت قاتل وہ لگے

۱۰۳

زینب پاری میں تو دینی سب میں ننگی  
سب سب ایک رخ سے یہ پنج سب فزوں  
اُن شخص سے بہا بیگم بچن کا فوں  
سکھوں میں شوق کو پلوں دہائی دوں  
الفیہ بوقی حسین علیہ الصلوٰت کی  
کہوں تم نے میرا بھائی کے قاتل بھائی کی

۱۰۴

وہ بوسہ ہاں کوٹ کی لائے قاتل بہم  
کہ نہ خوب جہت پیش رسا کتاب ہم  
شے خفارت شے عالی جناب ہم  
حضرت کا دودھ پیکہ نہ دیتے باب ہم  
زینب چاری پھر کوئی شاکہ کوئی گواہ  
مرا کھنک کو پوسے کہ نانا ہے گواہ

ہم  
دریہ کے دونوں پہلوئے گنجی قرار  
کچھ کچھ زبان سے نہ کہادوں کو کیا پیار  
لے واہ ان شاخوں کی بائیں ہیں گلزار  
چپین ہیں یہ جھنجھکی کہ تباہی ہے خیمہ گل  
کچھ کچھ کہہ سب سے کہ تو میرے دیکھے  
اس عمر میں کلام کی تاخیر دیکھے

مطلع  
نہ ہیں دو پہر ایک صغیر کر کہ میرے  
زنجب کے خوشیوں کی ہے کان نظمیر  
اک لال میرا ایک ہلال منیر  
ایک ایک جو خوشی ہے بر باد میرے  
جو خوشی ہیں وہ کہ بازوئے درد کی تپ  
میرے جہ بازوؤں سے کہ خوشی کی تپ

مطلع  
دعویٰ دعاؤں کا ہے جو شکر کہ میرے  
مہدی بارہ مہدی جو خون ہوئے وقتِ اذکر  
بازو جو اس دلم کا ہے جو شکر کہ میرے  
اے کہ ہے ہیں یہ میری زبردست خیمہ  
حفظِ اہم کے لئے تیرے دوسرے چپ کے  
جو خوشی ہے زہرہ شہزادہ کی جگہ

مطلع  
جانِ خاص حضور رب العالیہ ہیں  
جانِ جانِ غالبِ تعمیر اور یہ ہیں  
میرا ان شیریں باد میں کشتی یہ ہیں  
میرا ان سرِ معرفت کہ لافست یہ ہیں  
میرا کہ کشتی کے تیرا ام یہ ہیں  
وہ میرا ان عدل کے پشت و پناہ ہیں

فصل

ان کی شاکر کریں گے بجا لیا ہوا شکر  
رج القہر کا غمہ ہے روحی فکروں کا  
ہر آنکھ کا نہما چو بول سے ہر منزل  
زبان کا عیب تم لگی رہا ہر اس  
تاہم علی نہ یاد تو ان کا نام نہ  
پہلو لگی میں زبان سے تینوں کا نام نہ

فصل

تجفوی گوں سے دو راہ باریک  
تیار اہل پو اپنی ہر اک گذار سے  
زینب تو قطع نہ کی کاظم کو بجا رہا  
فوج میٹھ کر گئے ہو گو اس  
موسے لکچوں کو بیچ کی لذت کا خوش  
پچھن کی موت کی شہادت کا خوش

فصل

نارنگی میں فرق ہو نول لئے شاہ ہیں  
پڑی بہن کو بوسے یہ میرا ہو نہیں  
رؤس بجا ہی متعلق سادات کی نہیں  
لاش کی لائے گو میں الفت ہو نہیں  
زینب نہ ہو کر لگی ہیں فیاد کا  
موت کے فوج پچھل پہاڑ تلخا کی

فصل

گاہ کہ میں سے فخر نہ ہو نہ ہو کر  
پہنچا بہن سے شاہ کے کیوں ہو چم نہ ہو  
مطلب کیا جو میری فخر نہ ہو نہ ہو  
بولیں کہی کے دل کی تجھے بجا کی کیا نہ ہو  
پہنچا نہیں سے پاؤں پہاڑ کچھ نہیں  
میری سہلاں وہ ہو کر کیہ ہے نہیں

۳۱۱  
 شہزادہ سید ازل ہیں یہ نیکو چوڑا  
 جہ دور ان گلوں کے بیاں سے لگتی ہو  
 فتنہ چار دیوے کے شہزادی کے رو بہ  
 قربان جاؤں مصلحتاً یہ گنگو  
 دہا بھر نہیں یہ لکھو وہ دم اکھا بھرتی ہیں  
 چلو وہ نہیں حضور نفاش یہ کرتی ہیں

۳۱۲  
 جہاں کو علم بویا آپ نے عطا  
 چھپ چھپا اس گھڑی سے یوں فوجی تھا  
 بہر تر قبا نہ تم نے کیا جھوٹ جھکا  
 اکو تو پھیلایا بفرزادی کو پھلکا  
 جہاں کی طرح پھر کم ان پہ کیجے  
 ان کو علم دیا برفا ان کو دیجے

۳۱۳  
 ہمت جہاں کی تو زبیر نہیں  
 چھوڑا کھنکھ جہاں کی زبیر نہیں  
 من جہاں کے سرور و کمال کو تو نہیں  
 اُس نے کہا کہ میرے بچے زبیر کی تو نہیں  
 یوں کی کہی یہی چلو پاش پاش ہے  
 نہ تھا تھکے غنیمت اولی کی لا شہ

۳۱۴  
 زبیر کا خونی لاش ہو سارا کوئی نہیں  
 تران فواں کوئی نہیں گریاں کوئی نہیں  
 انہیں اس کے چاک لگیاں کوئی نہیں  
 جو گیسے بٹول پریشان کوئی نہیں  
 شاں رضا جو کہ پکی تائید حق سے ہو  
 زبیر اب او احوال مولائے حق سے ہو

۱۱۱۱  
 گفت کہ غمزدویں کو شہادت کا شوق ہے  
 جاگ رہی ہے ہر لمحہ شوق کا شوق ہے  
 زینب کو لڑکی لاش میں میت کا شوق ہے  
 مہاں کی لاش چن چن ہیں وہ اس پاشوں

۱۱۱۲  
 رات کو اپنا شہر نہیں ہے ہر جاگیر  
 جو کہ لائیں گے گھر کی زینب خیر  
 کہیں جو کہ کاغذ وہ کھو یا دیا نہیں  
 یہ وہ تھا مہر سے قریب کی تجھ کا بیٹہ  
 یہ جو بیٹہ تھی مری خاطر نشاں کو  
 فرمایا شہر سے قریب پھر بنایاں کو

۱۱۱۳  
 جو ہیں ہم کہیں غم سے جب امام  
 کیا جو بھی ہوں قریب ہیں تے قبلہ امام  
 کہ شہر ہو تو انک ہیں تو دوری کا وہ مقام  
 ہیں ہاتھیں دے دے شہر آج سب زلف  
 ناگاہ کہ نہ ہو تو دوری کا وہ مقام  
 وہ وہ دنیا بے سبب سے تھے بالالہ گے

۱۱۱۴  
 کہہ دے ان کا رنگ بڑا اور کیا کہوں  
 کہہ دے کہ ہر گھر میں جو کیا کہوں  
 کہہ دے کہ اب میں تم پر کی کہوں  
 میں کہی ابھی کہی فی الفیہ کیا کہوں  
 کہہ دے کہ جو دور اول سے نہیں ہیں  
 یہ تھا تھری جان سے دور اب نہیں ہیں

۱۱۱

بیاختہ تر پگے دل کو بکڑے غاہ  
چلے آہ نیم جواہروں کی موت آہ  
عین پکاری میں تو لوں روفی خدا کو  
بوسے عین صبر کی توفیق دے الہ  
اس خواب سے غم کے سوا اور کیا کیا  
تعبیر تو عیاں مہعیاں کابیان کیا

۱۱۲

انکو ریمہ ریمہ سے اولاد نہ ملے  
وہ جن یہ کر کتاب بیاہیں کی فائدہ زاد  
میں یہ شہید ہوں گے صریح جی جیاد  
وہ وہ دوقب دانے ہیں تو سے فرزند نخل  
کرم کرم اثر دیر پیش اقبال ہوئیں گے  
انچھوٹی لال تو سے لال ہوئیں گے

۱۱۳

کی طرف آنکار یہ تعبیر ہو گی کب  
وہ کیموین بوسے اسی لہو کباب  
میں ہیں تیں بجا بجز نہ کہیں بھدرب  
ان کے کھامروہ دلی پانی شکر رب  
تو خواب شہ نے نہیں دی رضا تمہیں  
تو اولاد نہ پکاری ہی ہے ثقفا تمہیں

۱۱۴

ہے تم ہو ہر کے سخی ہیں آنری  
ہر زور و لجال کا دیکھو یہ نہیں  
ہو گی بارگاہ خدائیں انہیں پیر ہیں  
آ کو وہ غبار ہیں گریہ نے نہیں  
آزادی غیل سے واقف نہ ہے  
اب کی تہمت فاختہ ہے تو کم ہوش نہ





۱۲۲

مگر تھکا دہ نور کے آئینہ کا سوا  
بلکہ تمام چشم کا آئینہ بد تھا  
تھک کر کمر کا عرب اور اس سے زیادہ  
جب ملک میں تیغ دو پیر کی خانہ راو  
اوروں کی آفتابیں نہیں تھیں چھپ چھپ  
تھیں دو دم و سبیاں وہ برابر پوئیں

۱۲۳

پہنا یا جامہ زیبوں کو اپنے لباس کی  
پوشاک یوں بدن میں کی جیسے لکڑی  
افست سے خود پچ گئیں شیش تھک  
بجھ گئیں جو ام و کم نہ تھک  
مگر تھک جو سخن باطن و ظاہر کی ہو گئی  
دو دہ سے لاکھ زیب ہو کر کی ہو گئی

۱۲۴

تھی آئی تھریں وہ بلوریں کھائیاں  
گرد ہلال عقد زیا تھا فن و نشان  
انگلی تھکا یا تمام نیر و زہ کا بیان  
نیر و زہ قلم سب زبیر گئیں یہاں  
انگلی کی ضوضاء میں نہ تھری جیج  
دو دہ ہلال قلم انگریزی میں ہے

۱۲۵

جو تھکا وہ بازوں پر زبرد کے انکار  
سطح کو شستہ شستن اثر جان کے شکار  
زیر زمین کے لال شاہ نجف کے تھک کر  
دو دہ نجف کے بار سے دوری ہو گئی بہار  
تھکے کا زور پکے کے بندھے گئے گلا  
قادیانی کم سے کم فوج پکے گئے

۱۳۳۲  
 جھڑی منہ کہہ چکے ہیں پھر زلفِ نغم  
 روشن ہوئی ہزار شربِ قدر سے یہ نغم  
 بولی تھاری شامِ غریب ہوئی تمام  
 اب ہم ہیں اور گردشِ لیلِ منہاں تمام  
 راضی ہوں سر کھلے کہ پریشان حال ہو  
 ہویم سر پہ پہلے جانی کا بچا نبال ہو

۱۳۳۲  
 چڑھو سراجِ سحر را پہ عیدال  
 تم خدا کی تیغِ پناہِ حید کی وصل  
 سلطانِ بکٹ سن تھے اعفائے بینال  
 پادشاہِ غیب تھے چار وزیر تھے قوچال  
 لم کو جو ہم سب سے خبر نہیں تم کیا  
 ہفت اسمان سے سچ شانی کو دیکھ

۱۳۳۱  
 ہر دونوں دو دکھا آئے جو صورتیں شاہی  
 ہم کہیں سے تو دکھا گئی اور دل سے آہ کی  
 لیکن بہن کے عبور سے پوراہ کی  
 فرمایا بس یہ نشان ہے نذر الہ کی  
 کہ جو خیال ہے مجھ پر کو لاف میں  
 یہ دونوں کی اور فراسوں کی زیرِ کھنجر

۱۳۳۱  
 زب کو تھا غم ہے عجب طرح کا ہنس  
 ای کی بہن نہ ہو گی بھائی کی حق شناس  
 زب کا کھڑی ہوئی اس دم وہ بچا  
 غم و کمال کو جمع کیا ہے اس پس  
 عطلانی با حق جو ہے سب گھر کے سنے  
 عیداد و ہاتھ خالق اکبر کے سنے

۱۳۱۱  
 سب قبیلہ و طہر سے ہوئے غل صفت ناز  
 شہنشاہ ہم کی بجائے ہاتھ کے قبیلہ و دراز  
 زینب نے سوئے بیگیا کی بیویوں کو واز  
 چلائی لے کر ہم کو قتل کا ہے کار ساز  
 چاہے تو برج مہر میں در سے کہو راہ سے  
 بجاکو کوئی نیاہ نہ مے تو نیاہ مے

۱۳۱۲  
 دیکھو اسے کہ ہم تو اس کو بے سوال  
 شہنشاہ ہم کو پیمہ ٹیکیاں کو کل مال  
 ہم فخر کش ہیں میر سے بی دلی اس  
 ناوار و بے دیار پریشان و غم حال  
 اس چشم حرمت ہے تری و دو جہان پر  
 سب نعمتوں کا ذخیرہ ہے اسے بان پر

۱۳۱۳  
 سب بندگی کو ہیں تو خدائی کے واسطے  
 اہل حق ہے کار و رانی کے واسطے  
 اس میں کچھ کچھ ہوں بے لکے واسطے  
 کرتے ترے اسے مٹری ہوں گدائی کے واسطے  
 نہ تک چاہتی ہوں نہ دنیا کے عین واسطے  
 میں بھیک مانگتی ہوں مجھے جسے ٹھیک واسطے

۱۳۱۴  
 دو جانیں ایک جان کے ہیں یہ قول ہوں  
 فوٹو کی ہے یہ فیوٹیج سب پر مول ہوں  
 یہ تو قبر تمام مرادیں حصول ہوں  
 پر سب سب عین کی اماں بچل ہوں  
 تو بان بولتی ہیں تری کبریا کی  
 پوچھیں کہ پورے کے روئے نہ لائے پوچھ لائے

۱۲۱

تشریف لائے تھے ایسی رائے رائے  
رائے اور سرسب جانی پوچھتے تھے  
بیچہ جی کے پیاروں کو کوئی نہ سمجھتا  
بڑے بڑے تیرہ کو تیرہ چھوڑ گئے  
کی سلامتی میں بلا سے پہنچا  
غفر کا کتبہ اور علی اکبر کا کتبہ

۱۲۲

ناگاہ سب فروغ آواست قیام  
زیب کے آفتاب چھوٹے فتن نام  
بڑے بڑے سوار خانہ کی دھوم دھام  
بچہ جانی کے اکابر اصابیل کو پیام  
جلیں جوڑے غلجہ کو دودھ سمندا  
بابوت خانہ بانی شہادت پندرا

۱۲۳

اصطبل سے رفیع عمر والے  
مگر رخ دوڑائے تھے لکڑی والے  
دو دریا بہاں کے بونے برابر بونے  
رفت بہت غش میں نر اور نرے  
غوال کھایا یہ قتل تھا دودھ کی چال  
کے بونے اور بونے کی بے اعتدال

۱۲۴

گلوں بہاؤ قوموں سے جہاں نہ  
زیر قہم زمین کا نام آسمان نہ  
یہی کھانکس وہ پوپ ہیں کھنکھان  
حکم ہر ایک حکم ہے جام بہاں نہ  
نام نہ پوپ ہے یہ عالم نر لالہ  
موت نہ زمین حکم ہے نر نر لالہ

فتاویٰ کا نظم کے یاں بال و پر اگر ہے  
 اگر حقیقت باز طرح کے باز و پر اگر ہے  
 مصنف کا علم کے ہاتھ سے شغل اگر ہے  
 مضمونوں نظر پر پوچھو کہ وقت نظر اگر ہے  
 حیرت دہشے کہ لائق ترس نبیاں نہیں  
 قصور کی طرح سے دہن میں نبیاں نہیں

میں اور نانا علی کے نواسوں کی کیا مجال  
 بچکے جلاں جاہ کلاں ذوالجلال ہے  
 میں انگلی وہ شرف میں نوال ذوالکمال  
 لازم ہے باب علم سے اس باب میں ال  
 مولانا دودھ کو یہ دوسرے باب تمام ہو  
 تائب رہ جبریل علیہ السلام ہو

و شیعہ آراء مردود الاثبات ہوئی  
 و شیعہ پیش خدے سخن آفرین ہوئی  
 و نجی نیاں فلک سے سخن کنی ہوئی  
 و مردی پاک عیون و محمد سعید ہوئی  
 و شیعہ خدا سے رخصت ہوئے اور امام  
 ہوا اور محمد مجرب کی آواز امام کی

بایک بال سے بچی ہو گئی کہ زبان ہو  
 شکر عطا سے حق نہ کہ سوسیلیان ہو  
 سید مہدی نے نام مبارک پہ جان ہو  
 ذریعہ کون ان کے سوا مہربان ہو  
 شمع ازہرہ نفست و شکر گردوں کا کیا  
 بنہ شمع میں قلندریہ مضمونوں کا کیا

۱۴۱۱

طالب نہیں ملے گا امیر و فقیر سے  
دل پہ نئی دلائے تجاب ائمیر سے  
زنج بس عطار و گردوں مسر سے  
مختر بیاں ہوں قدرتِ رب تقدیر سے  
ہائے پیا پو تو اب کے یہ خاک راس سے  
کیسا ہما فلک کے بھی سایہ سے عمارت سے

۱۴۱۲

یہ کلام نہ پرچمِ علمِ فضل و ذوالسنان  
وہ تو جی ہے بلبلِ مغانیاں پو پو زبان  
بائیں وطنِ عین ہیں دہائی وطنِ سخن  
اور بیچ میں بوجہ حسنِ شکر سخن  
غی ہے خزانہ نظم کا جب فکر و دوج ہے  
راح ہے جواہرِ مضمون کا گنج ہے

۱۴۱۳

بابِ غر سے ہوئی اب خاطرِ بول  
جیسے نہ اپنے جاہ میں پھر لاسلے بھول  
یاں منصب ہزاری بلبلِ نہیں قبول  
کراتِ نظم کا ہے مری شان میں قبول  
راح اہلبیت علی و قبول ہوں  
امت ہے میری نظم و بیاں میں قبول ہوں

۱۴۱۴

چاہتا ہوں کچھ بھی اپنے سب کچھ کو ہم بیاں  
ان میں ہیں تجھ پر اس سب سے روحِ رواں  
شفقتِ غنائت انجی جو کہتے ہیں نکمروں  
کہ کہ طرحِ عظیمہ بجاں رسب نہاں  
اب غم کے بیان سے چھپ چھپ کر کہیں ہم  
نہیں چکا رہتے ہیں کہ نہ توں یہ کہیں ہم

بسم اللہ اب کو وہ غزائے نئے سوار  
دو ذول سے عدد نریا کا ہو جو کنا وقار  
جیسے عروج شاہوں کے ماتھے کے شکوہ  
مکزیہ اپنے بخت رسالت کیا قرار  
شرمندہ تکان سے تزلزل حشر دانہ ہے  
ہفت ابرہہ سے چھ پرچہ وہ روانہ ہے

بھرتہ ہیں آسمان سے لگا و قدم قدم  
لیکھ زن ہے رحمت دا و قدم قدم  
اقبال بے روال ہے یاد و قدم قدم  
تاروں کی ہو تپا ہے تھپا و قدم قدم  
چاندی سے بھول چاڑھیں ہیں بھروسہ  
موند کا طشت کا نہ ہے ہوا و قدم قدم

مستان دیر نہ کر کشمکش پاشا  
جیسے دھڑے غفرت پورے سے خط سال  
کئے سے کئے تھک چکا ہوا غشی سے ال  
جیسے نزل ناو علی سے لشکر بال  
سر پر نہیں اٹھانی نقیبوں کے شہر نے  
بلہم کو اچھال دیا ہے گورے

پیشہ نے قیاس بوزن بوزن کلا  
انہ چھپو اوجوش کج بوزن کلا  
میں شہابی سخن بوزن کلا  
اعدائے یوں سے حق میں بوزن کلا  
کرم کا ان کی غل میں بھرا ہوا کلا  
کہا نہ شرم فروغ سے ایک جان میں



۱۵۱  
 ناگاہ بابا پوئے ساکن سر زین  
 دوزخ سے لہر گئے دو اندھیاں تھیں  
 کیچیا خیال غم تھیں سو سے پہلے  
 بولی ظفر وہ فتنی طرا پوئے لگا کیس  
 فرمایا ہاتھ چمکوا تو کس پہ پہچان  
 گروہ نہیں تو فون کو باہر نکالو

۱۵۲  
 ہر گم گشت شمار میں مارا اگر تو کیا  
 تابنا زری غم کا اتارا اگر تو کیا  
 بینا فرات کا بجی کنار اگر تو کیا  
 سب انہی وجہوں میں عمر گزارا اگر تو کیا  
 کیا تخت سلطنت خواہم کر پھر کیا  
 دل کچھ نہیں تو ایک دولت ہی بڑھ گیا

۱۵۳  
 پنہاں ہے خورشید شمس لانا میں  
 زانا رسوں کیلئے قائم مقام ہوں  
 شمس پر مظالم لایا ہے امام ہیں  
 کجی نشانیں یہاں جتنے تمام ہیں  
 جب یاد کشا ہو تو بے یار و مدد  
 وہ تو چشم فاطمہ بے یار و مدد ہے

۱۵۴  
 غم نہ لپٹیں روز و رات سے مونا جان  
 غم نہ ناسب اپنے بزرگوں سے پہچان  
 پیہر پوئے حضور تو درد شکن و اہمان  
 پہلے ایک دو کمر کر پوئے اس رخ آسمان  
 یہ جانتی تھی تو بزرگ افق ہوا  
 کجی وقت سے یہ فتنی رنگ فتنی ہوا

۱۶۱۱  
 اگر کوئی دوس نے نبی سے کیا سوال  
 روح القدس بھی آئے لئے وحی و بحال  
 نبیوں سے شاور میں نے کیا مقال  
 عقده شفیق اکھوئے لگا غیر انسا کلال  
 قانون کائنات کی ٹیڑھی پوجا تم  
 اللہ کے حسین سے پوچھو آدم تم

۱۶۱۲  
 دل تیا کیا بدو نے نصرت کا ہے محل  
 عقده ایک روز کے ہے پوچھو کمال  
 کہے جواب علم کے جو پروردہ محل  
 یاب بیزیں تھی نہ دلم غیر انسا کمال  
 صفحہ خضر ہر بیت تکبیریں طہیں  
 نزدیک تھاکہ جانب دور تھیں چلیں

۱۶۱۳  
 لہم اڑھایا دامن و ہر اسے اپنا سر  
 ہیں پھول کیوں مس مجھ نہ اپنا سر  
 کی عرض درجہ چوبین بوسانی کی گدگر  
 چوچی تھی نا نا جان سے کچھ غیب کی خبر  
 کیا جلتے کیوں کی موت سب خیر الانام کو  
 بچو جواب دینے کی خاطر غلام کو

۱۶۱۴  
 صدقہ ازل کہنے کی کبریا  
 لکھو یلایاں بوسہ کی کھلیا  
 فقیر کے بریں اپنا قرار کج دیا  
 تو ان سب نے چاندی صورت پر کیا  
 ہر سانی خود تھے سب استکان پر  
 سوئی کی طرح سے ارنی تھانہ بان پر

۱۱۱

بیت الثمن کے دریا کی فتنہ نے قیام  
چکے رخ عین کے پر تو قمر وہاں  
موسائیوں نے دست و زباں سے یہ سلام  
کلمہ پڑھا کلمہ کی شہادت ہے لا کلام  
پروا کی نہ کیے کلمہ یا کو با تھیں  
اُس وقت ہونے لگا یہ بیخیا کو با تھیں

۱۱۲

بولیو مسکرا کے وہ جیسے رکا یادگار  
موسائیوں نے یہ بیخیا ہے خود افتخار  
مخفی آسمان کی ہے ہمارا کردار  
اگر گنہگار کے خون کا ہے رنگ اس افکار  
نست میں اُس شہید کے غم شہید ہیں  
پوچھنا تو اس کا کہ میں وہ شہید ہیں

۱۱۳

دنیا تھی بلکہ میری دلاوت سے بے باغ  
اگر گھر تو اسے نور کا تھا تو رتی چراغ  
اب مگر خفی خاک سے کچھ ہیں چراغ  
یاں رنگ صبا کی کچھ کھفت بھی فراغ  
موسائی اس بیان سے حیران ہو گئے  
چاہیں تو تو بھی سے سلمان ہو گئے

۱۱۴

پھر عرض کی یہ خدست ابنِ بول ہیں  
ایسا عجیب عمل کوئی دیکھ بول ہیں  
کھٹکنا ہو جس عمل کے چمن بول ہیں  
مغنیہ غایت ہو بول کے نزول ہیں  
ہم چاہتے ہیں اُس سے دو عالم کچھ  
یوکر کر عین نے روزنا عین کے

۱۶۱۵

کہیں یہ شرف کی سے زانے ہیں پائیں  
 وہ مجھ سے بزرگ و زود رکھائے ہیں  
 رکنی شانیں آریہ و الفخر آئے ہیں  
 آریہ و انجین کے واسطے جبریں لائے ہیں  
 یوں تو ابھی جہان میں کیا کیا نہ ہوئے گا  
 لیکن حبیب حق کا واس نہ ہوئے گا

۱۶۱۶

میں جو کہے وہ نبی کا بھی نام لے  
 محبوب سب اہل زمینی کا بھی نام لے  
 نام نبی کے بعد وحی کا بھی نام لے  
 پیغمبر ہائے نادہی کا بھی نام لے  
 دادا کا نام لے کہے نبی پر پڑے ہیں  
 مومن نام نہ بغیر طیار پڑے ہیں

۱۶۱۷

کیا تھی بیباک و بغیر و غیر کے سامنے  
 تم کھانا نہ کیا زل و سام نے  
 پیا شربت علی سے نبی کے مقام نے  
 ایسے جو ہی کو مان لیا خاص مقام نے  
 کہ کہ گاہی غیوروں سے خدا کے دیا حکم  
 دین دن اور ایک کت کوئی میں علی حکم

۱۶۱۸

ناموں ہائے ہیں وہ حق وہاں کہ شاہ  
 پویشاں پہنچا آج تو ظاہر و آہ  
 کہ چور و پشت میں نظر آئے خدا گواہ  
 پہلے کہ غلامیہ ہیں سلطان یہ شاہ  
 انبار و غلامیہ مبارک پر ہر نہ تھے  
 بجا کہ گھر میں ہو و خیمہ کرتے تھے

معالی

پہلی تم اس کی کو نہیں دیتے ہو بلکہ  
خاتم کو بھی شہر سے پہنچا دو بلکہ  
اب بھی شہر میں پولیس رکھ کر  
ابو الطاہر کو روکنا چاہئے تاکہ  
اس کی دودھ نہ پیں اب بھی اس کو  
پہلیں پہنچا دیں پھر اس کو

معالی

اس وقت بھی عزیز بہ استحضار  
دوسرے ہر طرح کی سختیوں سے  
تھک کر یہ کہہ کر کہتے ہیں کہ  
بہشت و نیست کی قوت حضور کو  
دوڑوں کہاں میں کہن سے قوت نہیں  
دینی کہ جو بڑے عادی یہ عادت ہیں

معالی

کہا بہ قوت لڑنے کے مراد الگ کر دیا  
قوت کے لئے لڑوں میں ہر ایک کو قوت  
دوڑوں انتخاب کے لئے ہر کارزار  
دودھ ہزار ان میں سے کچھ کو  
نچے وہ بولے قوت سے یہ کچھ  
تم انھیں کچھ دینا چاہئے اور دوسرے

معالی

کہا بہ بوجہ بڑی صلت الٰہی ہو  
دوسروں کو کہیں نہیں دیتے  
یہ وقت بہت گزر گیا ہے  
بڑھتی تازیوں کے لئے گونا گون  
تھوڑے بولے کہ دودھ ہزار  
دو بچے بولے کہ چھوڑو اختیار

چلے گئے ہیں کچھ بچے بچے  
 سب سے بڑا بچہ بچہ  
 بچہ بچہ بچہ بچہ  
 بچہ بچہ بچہ بچہ  
 بچہ بچہ بچہ بچہ  
 بچہ بچہ بچہ بچہ

آئے تھے گرد آلود  
 نکلے تھے کئی لڑکیاں  
 شائے پر گزرا کدو سبز  
 بیچین شیعہ فرقے  
 بیاں آئے واسطے  
 عمر غلام کے آگے

فصل  
 بوسہ دینا کرم  
 کہ عرف اس نے  
 وہ اچھا تھا  
 وہاں کی  
 وہاں کی

نظارہ  
 مگر جو کچھ  
 دو دن کے  
 کہ جو کچھ  
 یہاں کی  
 یہاں کی

۱۱۱  
 دیکھ لگائی عین نے بھی تنہا  
 دو کوسہ کی اسے ترک کیا  
 چوہا چارہ دوہڑیں دل بے قرار  
 یوں بے خبر رہ کر است بے درواہ  
 کس کس کے پھول کے پتے ترشیم چاہ  
 کیا یہ کہ تیرے گل میں ہے

۱۱۲  
 وہ دیکھ لیا قاتل شیریں جہاں  
 بجائے مرگ گیا بکھرے ہوئے  
 نانا نے تو تم کو مجھے نہیں دے  
 علی علی دلی صاحب الظفر  
 خبریں تیغ جب سوس افلاک چھڑی  
 بیچ ہل کر شے ہاتھوں سے پڑی

۱۱۳  
 تھا اس طرف حضور محمد صفا  
 مری پرست عیدیں نکالنے لگے  
 اس گنگوہیوں کی عرب کی انگوٹھ  
 نہ کہتے بڑھانے کہ نہ بھلاؤ نکلت  
 مٹھی میں لی شان و غمان اس قادی  
 جاکے ابو سے بھر گیا اگر دوس غبار سے

۱۱۴  
 غصہ میں آیا نیر سے کا پھل کی کون  
 باندھے گروہ سے دست ادب دیو پو  
 دی گرونی اجلیں نے لے پاؤں گون  
 کھڑے پھلایا اکیس توڑے زور سے  
 کاشی ہلال نے وہ کون اس کتاب کی  
 کاشی ہلال نے وہ کون اس کتاب کی

علی سپہ زور تھے پہن چنیں ہر دستہ، کا لفظ اس وقت اسی میں متعل تھا حضرت یس مرہم در تے ہیں عین سرور زورہ پر زورہ کا

۱۵۱  
 چو تو پھل او پھل کے فک پر گئی تیریں  
 چائے بھونچو ہم سے یہ خون و تیریں  
 نام نہا سخی جو صدمہ اس تیریں  
 لپکیاں یہ قریب کی ہیں تیریں کہیں  
 چلی تم نے کاٹا نیر کا ہم نے تیریں کہیں  
 چو جاو نہ کے پھول ہیں وہ تیریں کہیں

۱۵۲  
 بولے وہ مہر کیجئے اس آفتاب کی  
 شفقت کر م غلام نواز ی جناب کی  
 پرہو م تیر ہ بازو نہیں تھی پیر کی  
 نیر یہیں جن کے کوئی تیر نہ باب کی  
 بہت کیا داد و ادب و دہاں سے  
 چو پائشال سے نسبت تھی اس سے

۱۵۳  
 صل علیٰ بابہ فیض اس وفا میں تھے  
 یہ کجی میں تو دانی شنائی تھے  
 ہر آنے پر کوشش تھی  
 پہچان ادا کے عین دل پر وفا میں تھے  
 نیند تحت و فوج میں تیغوں کی بجائی تھے  
 کسی زمین فک کی بجائی تھے

۱۵۴  
 ناگاہ اذن و نفاذ کو ملا  
 ہر آنے پر کوشش تھی  
 بوجی غفلت کہ دیگاہ خستہ و کلا  
 کہنے زمین کے طے ہے اس کا ملا  
 چارہ نہ سب گریز دل دیو کو ملا  
 سبیل ابو بکر دیو جب غریب و دلا  
 عہد سان درہ نہ میں تھیں کھی ہے یہ لفظ فضا کی زنا پر موت بربر جاری تھے میرا نس جہا کا مصرع ہے عہد ہم سے دغا ہے  
 کے تبارہ جتیر ۱۲ صلد دوسری صفحہ ۲۱



مغفرت تو تین چو تین پر کھو  
 تو ارستین کم کربن کی  
 سربان دور دور میں تھیں  
 شکر آت پہلہ کوس پر اٹھایا  
 چلی کاک پرچم و کاک پرچم  
 یہ پندرہ پندرہ چلی کاک پرچم

بازو سے گزرتی تھی ادھر آواز  
 قاز کا کچل چل جوتہ لوغان لائی تھی  
 اس کچل اداس آواز تہہ کچل کچل  
 کم کچل کچل کچل کچل کچل  
 کم کچل کچل کچل کچل کچل  
 گوازاں سے وہ دن کی اور کچل کچل

بیلان پر تیرا سر افریں نہ ہیں  
 جیو کی پہلار کے کچل کچل  
 ہم انہوں کے کچل کچل کچل  
 سہ قحطی کچل کچل کچل  
 دو کچل کچل کچل کچل  
 فوت کچل کچل کچل کچل

ایک کچل کچل کچل کچل کچل  
 کچل کچل کچل کچل کچل  
 کچل کچل کچل کچل کچل  
 کچل کچل کچل کچل کچل  
 کچل کچل کچل کچل کچل  
 کچل کچل کچل کچل کچل

۱۹۲۰ء  
 جو پلوں بڑھاؤں کا زار میں  
 تم ٹھہر آس کے چار بندوں کے ایک میں  
 کھاتے ہی دار غریب تھا یہ دار البیڑ میں  
 آرن سے اب ہرن کا صفا حبیب نہیں  
 یوں کہ خونِ شام کا شیطاں لے گیا  
 بلقی تھا دمِ سویرے کا سلطان لے گیا

۱۹۲۱ء  
 بفر کے پیش سے کہ قتلوں میں کہ بنود  
 انصاف کی زبان ہے پڑھتے لگے بنود  
 کہ جسے ان پر عہدِ حشر تھا وہ بنود  
 بنو بنو بھول سے رنج نہیں بنود  
 کہ جسے یہ یوں کہ و سرفروں کی بچی  
 کہنی باز بھٹے سے نواسے ہائے بچی

۱۹۲۲ء  
 موفان آج تیغ سے حیراں ہوا عمر  
 شمسِ جباب گریباں ہوا عمر  
 ایسے خونِ معون چو پشاں ہوا عمر  
 کہ بہتہ حق زن سرِ نیراں ہوا عمر  
 ہاں وہ خودِ طہود تو صفو نہیں کوئی ہو سکا  
 تو کچھ کہہ کر کہ دمِ آفت کا باز ہے

۱۹۲۳ء  
 جو پچھلے کا قلاب تو غریب میں تھی شام  
 اچھا ہلال تیغ ابھی لگا رہا دمِ شام  
 علمِ نجم نہ تم نہ ایک نہ خاتمِ خفاغیام  
 کہ شادیں شکست کے بہ فکر کا مقام  
 وہ جو چپے دیروں پہ وہ بات چاہئے  
 حق ہے پیادوں کے لگاتار چاہئے

عبداللہ ابن جعفرؓ کی اگر قبریں ہیں  
 بیچو جن رکاب شتر مجرور ہیں ہیں  
 انستہ یرو اس غبار جانی جگہ ہیں ہیں  
 کل میں دو دنوں چاند وقتے نہ نہیں ہیں  
 ہوں گے وہ ان کی یاد میں یہ ان کی یاد میں  
 اب ہاتھ نہ لگوانا ان کا جہاد میں یہ

قاصد کی شکل بن کے کوئی ان کی یاد میں  
 دیکھتا ہے خط کی کج لکھی کی یاد میں  
 ہوشیہ اوشم وارث جعفرؓ کی یاد میں  
 بہادر قریبی کہ چھین چن کے ساتھ ہیں  
 خط کا مطالعہ جو کریں جھک کے ہیں ہیں  
 تہ پذیر پڑتے ہیں ان کے اگر ادویں کہ

اب شہر شہر عیدری جعفرؓ کی یاد میں  
 کہیں ہیں قیدیوں سے ہمسری یاد میں  
 زیب کے نام اداوں یہ نو گم کی یاد میں  
 کہ بی کے ساتھ گم کیاں در کی یاد میں  
 مرقم ایوب کے اس کتابت میں ہیں  
 پہلے انھیں کا خون اگر حق کا ہیں

اول نبی کے نبی میں شہ کی ہیں ہیں  
 پھر وہ چھاپا مال ہوا اور وہ ہیں  
 گم کی کے بعد باغی شہزادہ ہیں  
 کیا وہ دست جناب حسینؑ کی ہیں  
 مہم جو گم کہ شہر حسینؑ کی ہیں  
 دوام تم اور ایک تو اسی رسول کی

میں نے فرمایا کہ اگر آپ  
قاصد کی شکل بن گئے پڑھا لیا کیلئے  
بولاکہ لے دیکر مبارک نہیں غفر  
عبداللہ کران پہنچے دینی سے قریب  
قادم فوج مار یہ جس کے ساتھ تھا  
کو نامہ خانہ زین پوش کا اور میرا ہاتھ تھا

میں نے فرمایا کہ وہ وقت کا کیا سبب  
بولا وہ حیدر سنا کہ نامے ہیں بند سب  
پہنچا ہے وہ کہ نہیں پہنچا ہے نہ عرب  
کی جب کہ عین کی کمر کا سے طلب  
پہرہ سے رنگ کمر سے کمر سے طلب  
بابا کے اشتیاق میں شریب کو مل گئے

میں نے فرمایا کہ اہل وفا وقت پا گئے  
نوا کہ عہدوں میں یہ دو جاؤ گئے  
تم فدا کے شیریں بیاں پھول کھائے  
بہنہ بھاریاں شیر فدا تر گئے  
بہنہ بھاریاں شیر فدا تر گئے  
بہنہ بھاریاں شیر فدا تر گئے

میں نے فرمایا کہ شہنشاہ ہیں  
لو کہ شہنشاہ کی شہنشاہ ہیں  
لو کہ شہنشاہ کی شہنشاہ ہیں  
لو کہ شہنشاہ کی شہنشاہ ہیں  
لو کہ شہنشاہ کی شہنشاہ ہیں  
لو کہ شہنشاہ کی شہنشاہ ہیں

ہنہیں کی پوچھی کہ دو لاسا دو لاسا

دو نمڑے نمڑے نیمین پوچھا دو لاسا

پوسان حال اس کے پوچھا دو لاسا

ٹہٹہ پوسان دو لاسا دو لاسا

مہلت بہت تھی پوچھا دو لاسا

سارا ہلا ہلا پوچھا دو لاسا

پوچھا دو لاسا دو لاسا

نالا اسے قائم و بجاں توں

دو دو پوسان دو لاسا دو لاسا

شیر پوسان دو لاسا دو لاسا

نمڑے نمڑے نیمین پوچھا دو لاسا

فانہ نام کا فوٹو پوچھا دو لاسا

تھکیت لاش اٹھانے کی پوچھا دو لاسا

پوچھا دو لاسا دو لاسا

اتنے میں پروردہ تمام سر اٹھا

آرتے ہاں لاش توں کہہ دیا اٹھا

کچھ کے ہاں جمع ابی اٹھا

بجہ سے کہہ دیا ابی اٹھا

خوش ہو جانے دو لاسا دو لاسا

میں ہاں میں کہہ دیا ابی اٹھا

پوچھا دو لاسا دو لاسا

شانہ ہاں کہہ دیا دو لاسا دو لاسا

دو لاسا دو لاسا دو لاسا

پوچھا کہہ دیا دو لاسا دو لاسا

اس نے کہا تو ابی اٹھا

پوچھا کہہ دیا دو لاسا دو لاسا

دو لاسا دو لاسا دو لاسا

پوچھا کہہ دیا دو لاسا دو لاسا

۱۲۱۵  
 چچن کی موت کا ہے پتہ چھپ چکا ہے  
 راجین کا ہے خاتمہ دو ایک مبین ہے  
 شانوں سے ہوا ہے اسوا شین ہے  
 اس آس پر گر گئے ہیں ماتھے زین ہے  
 کہہ دو کہ تھی ادا ہوا ان قن شاہنشاہ  
 راضی ہوئی ہیں شاہ تاج کے نواسے

۱۲۱۶  
 منتا تھا یہ کہ شکر ہے سچ سے ادا ہے  
 مٹھی سید پیوں کی منتظم کے لئے  
 کیوں بلایا ہیں تلووں پر بوسے بہت لئے  
 چلائی بالمشافہ ارشاد کیجئے پتہ  
 راضی خیال ہیں فاطمہ ہے میں ہا نہیں  
 نا انصافی نہیں ہے مر سے غافل نہیں

۱۲۱۷  
 حسین سے خداوند پر ہے حسنہ  
 اسے فاطمہ کے حسنہ پر ہے حسنہ  
 اس شمع کے اور عمر وہ حقیر کے حسنہ  
 کہنے کے حسنہ مر سے لکھ بھر کے حسنہ  
 کہ جس کی ماں ہوں اور میں نہ کہ کیا  
 پتہ شکر اب کج سے بڑی تھا بڑی

۱۲۱۸  
 بودا کی راہ میں تم نے عجب کیا  
 انہوں پر جان دینے کے لئے بھول لے کیا  
 واقف ہے اس گھڑی مری نیت کی کیا  
 دل سے تمہیں خط اپنی کنیز کی کھدیا  
 گویا راہ نہ ہو میں نادار اب گئی  
 پیوں کے ہاتھ زینب ناچار اب گئی

۵۲۳  
 باد و نواز تو مجھ پر تم اس کو تم کو  
 اچھو خطا کنیز کی زینت پر تم کو  
 زیب رہ تم گم گویا ہی اہل شرم کو  
 اور فام پر پیرا نام کو  
 کہنا وہ خط و کتابت کی کوہنستیں  
 پہلی لکھا تھا خاندانوں کی سر فہرستیں

۵۲۴  
 بچے ہیں جو کہ تم نے سلوک کیا کیا کیا  
 جسے میں نے خطا کنیز کی عطا کیا  
 کہ یہ سزاؤں سے بچاؤں پر ہم نہ کیا  
 اس شے سے تحقیق راست ادا کیا  
 اس کو بہت عین کی خاطر غریبیت  
 بہت ہی کم خیر کی زینت بنیت

۵۲۵  
 دلچسپ ہر اک کنیز پر ہیں اکوں کے کام  
 ایک سر سے رہا ہے ہیں کام بہ کام  
 غنیمت کروں گی کی میں نا کام ہوں  
 پیار و تحاری ہو پڑی کا جب یہ قہر  
 اب کھل گیا غیب میں تیرا نام  
 ماتم صبر پر ہوا تو تھی ایسے نام

۵۲۶  
 تم کے عین غش میں یہ ہوئے دلوں کا باب  
 قربان فاکساری بننا اب تو اب  
 تو یہ یہ خانہ زادوں سے فراتی ہیں پیر  
 زو کیا کہ تم سے غم سے غم سے غم  
 کہ قاصد کا خون ہم تو غم سے غم  
 ہل چکا ہے غم سے غم سے غم سے غم

۵۲۱۷  
 کھانا جو تو یہ کھائے کہ اہل وفا ہیں یہ  
 خوشتر اگر ستم عید و ذیلِ حسد ہیں یہ  
 شاہِ ہندوں میں کہ ساکبِ ابد و وفا ہیں  
 و دو تہیں کہیں جہان میں عقبیٰ کی چین کی  
 طاقتِ خدا کی اور غلامیٰ حسین کی

۵۲۱۸  
 کلثوم کو بیکاری بہن کی درد کو آرد  
 اگر تیرا قبا بٹا ہے جو احستِ شمع و کھار  
 جس درجہ زخم ہیں بدنِ لالہ خام پر  
 قرآن پر مٹھوں گی آتشیں دو دو تھام پر

۵۲۱۹  
 آئی ڈائے غیب بہ سالِ نہ ہو بیکار  
 ان چوہوں کے موسم میں لہجہ قرآن ہو بیکار  
 جو برس چو یک شبِ محبوبِ افسان ہو بیکار  
 لا شوق نہ ہو شمع کی لگی گریاں نہ ہوئے لگا  
 ہوا کا موسمِ خمیدوں کا کوچ اور قلعہ میں  
 اہلِ کلم کی صبح آگے لگی زندانِ شام میں

۵۲۲۰  
 نہ کاہ چچ قحط کے ترس پہ وہ با وفا  
 کلثوم کو بیکار ہوئے خونیں کی گلیاں  
 جو صغیروں میں ہے اک دردِ لاد و دا  
 ہو گا بے بھجوں کو بٹا دیجے ذرا  
 کلم ابھی چہ موت کی کلفتِ بانیں  
 کلم کچھ کہیں گے والدہ صاحبہ کا نہیں



۵۲۲  
 یوں چلتے ہیں بوسے سادات ہر گز  
 کہ پاس کی پھری سے جا لیا گز  
 بہت ترسنا کہ ہے یہاں پہنچا  
 اور فراق کی کہ ہے قدر داد دیا  
 چلے پہلے کان میں بھی پھریاں کیا  
 زینب نے بیٹے کے غم غم کیا کیا

۵۲۳  
 بے خبر ہیں کی زینب کو دی غم  
 بیٹوں نے کیا کیا کہ ہوا دی غم  
 کہتے ہیں جب جاوے گئے میرا غم  
 بولی کوئی نظر ہی میں یہ گم غم  
 زانی نے اسے لاشوں سے حالت تیا  
 چھوٹا ہاں زینب نے بچا ڈالا

۵۲۴  
 جب قریب ہو چکیں تو کہے غم گھبراہٹ  
 فریاد و فوج کے ہے نہ بہت چین  
 ماں تمام کلمہ مومن کہم چین  
 اب آپ نے قریب نہ ہوا کا چین  
 یاں موت چھین لگی شہر قریب کو  
 بچا ہے زمینیں اس شہر چین کو

۵۲۵  
 شہر گھر سب ہیں دل میں تار ہیں  
 وہ بات کہتے ہیں جو نہیں اختیار ہیں  
 اچھا نہ موت نہیں اس انتشار میں  
 ہونے لگی انکی دل شکنی اختار میں  
 کہا جس معاملے میں غلاموں کے  
 چکوا چکوا کی پھر لگی جو بھول کے

۱۲۱۷  
آبرو بچا ہے ہم کو کیا ہے اتنا س  
اسوں کے عاشق ہو چکی امانی میں جو کون  
ہم میں یہ پر نام آن پھر کیا نہیں ہر اس  
دیکر دعائیں کہنے لگے وہ غور افغان س  
ابو کہ کو کیا آپ میں یہیں بچا ہے  
یہ دوسے ہاں اچھی جو رہنا لگی پائے

۱۲۱۸  
یہ سب کھٹن ہوئے وہ غازی دغنی  
منجھا دھلا نہ انک سببے وقت بکلی  
لوگان کی مری نہ بھری منجھو ہر مری  
بھڑانا کیا آنکھیں دوتی تھی رشتہ  
میں ہوئے غصہ سب کی دیر دی گئی تھی  
اگر گئے دم بھٹکا تھا اور کراہے

۱۲۱۹  
پہلے نہیں کھلے گی آنکھ کی کو کرے  
کچھ کے دست چپ کی بھیجی کی نظر  
کیا دیکھی ہیں تھمت زینب بھلا کہ ہم  
کھجے اسم اقدار شہر پیر نہ ہو  
دیکھ کے حسین کا نام اور مرگے  
کرنی ایک خاتمہ افق جاگے

۱۲۲۰  
بوجہ غلام بھپکے لاشوں پہ شاہ دیں  
بہووں کے موتے سے لڑنے کی نہیں  
اگر نہ در پوچھو کہ لڑائی کی نہیں  
دور سے کھڑے کھوں کے عجیب فوجیں  
اک بکارت میں وہ قہر لڑے گئے  
ہم شہزادے جب وہ کچھ کہے گئے

و

و حاضریں ز غم ابرو شاد و دین  
کسی پیش تم سے فنا کیسے دین  
میر سے باپ کلم اگر بیا نہیں  
پوچھو تم کی عمر کی زینت سے عجیب  
پیرا دو دو خاقتہ ہو ا میر سے فدا اسوں کا  
مظاہر یوں کا غریبوں کا جو کوئی نہ

و

جی فانی ہو کر یہ ترے جیو تا نام  
از تپیں ایسی فانی فانی کا نام  
و این غیب پروری فانی نام  
کے غم اس سے شکر کا لعل ہے لاکھ  
تا نہیں تیری بیچ بوند و المنی کی ہے  
تا نہیں و المنی کی و بیچ کی ہے

و

مراں جی میں جاوے تکیا نہیں  
ہر دور کا غم غیب با یک نہیں  
قوتیں سے تیرے یہ ثابت ہو کر  
اثر اکو فی اللہ کے نزدیک نہیں

و

جانے کا مرقہ فقط زبانی جلا  
باقی سالانہ پیش فانی جلا  
چاہا جلا کہ ہمارے وہ نہیں دنیا کی کم  
اثر جلا جی نہ اس کشتیں میں پانی جلا

اے عجب کیا ہو اگر ترا جیب چاک ہو  
اے آفتاب کیوں تپ غم سے لگا ہو  
اے چاکر کس کے داغ سے تو دراز ہو  
اے آسمان کیوں نے میں کیوں عمر کچھ ہو  
سے شام سرسبز ہے کیوں غافل ہیں  
کیا دوا غم مگر کا ہے بازار شام ہیں

سے مطلع  
اسے روزِ نابِ پرت قیامت عیان آج  
لے فاطمہ جیسے میں صفت غافل آج  
یہاں تھے غمے دلی تم کہاں ہو آج  
تو میرا دوپٹا ہوا غمے بازار شام ہیں  
اب دوا غم مگر کا ہے دربارِ عام ہیں

۵۳  
زنجیر ہے کہ پودہ افلاک چاک ہو  
خیر خیر یہ تھر تھر کے نہاں زیرِ خاک ہو  
غلطیٰ زینِ چرخِ خلد وندِ پاک ہو  
اک دفعہ تھر تھر سے زانہ ہلاک ہو  
میں جہاں کا شام میں پہلے ظہور ہو  
انصافِ نیکیت بد کا خرد کے حضور ہو

۵۴  
اے ہر نہ تیری شرم و عیاں کیا ہوئی  
زینب سے یہ تو پوچھو راد آج کیا ہوئی  
مل کیا تم کو اتنا بھانج آج کیا ہوئی  
بچھی تھی جو غم نے عیاں کیا ہوئی  
جو میں گلا چھرتی ہو گم قید ہوئی ہو  
زینب کو سچا چاکر کس وقت ہوئی ہو

۵۴  
 خیر عمر نہ سرور دہاں کہنا  
 ہم کو پیا تم نے درد کہوں کہاں  
 اے حبیب چوہیں اے حضور سے کہوں کہاں  
 رستہ میں کی عزتے لبر اور کہاں  
 حافظ بنی کے بھولوں جا چکا کیوں  
 سر تو کیاں ہیں لاشہ منتقل ہیں کیوں

۵۵  
 لاشہ منتقل ہیں لاشہ منتقل ہیں  
 کہ اس انقلاب سے جو ال ہیں ہیں  
 کہ جسے نہ وہ پریشان ہیں ہیں  
 وہ جس غم سے شاہ شہید ہیں ہیں  
 کہ یہ وہ اے کا خط ہے میری قیاس  
 پیشہ پل کی قید میں رہتی قیاس

۵۶  
 یہ دن وہ ہیں کہیں دنا چاہیں  
 عاشق سے بلایں اگر قرار ہیں  
 غم دم ام تم شہ لبر ہیں غم  
 کہ جو کیا ہو شمع نادار ہیں غم  
 ہوئی کیا کہی سے نہ یہ ضبط ہوئے  
 کہ بار بھی تم تیار ہو چکی ہوئے

۵۷  
 اے تم سے دن ہیں اور بند ہوئے ہیں  
 پہلی امیری اور کم تر خفے ہیں  
 ہر کوئی تم مقام میں کہتے ہیں دیہات  
 دیکھیں کہاں ہو کلیم سلطان کا خات  
 دینے ہیں قاتل تم عمر نندوں کو تو نہیں  
 کیا تم غل شہیدوں کی مدد کی نہیں

۴  
 کہیں نہ پوچھیں کہ زانو پوچھیں نہ  
 ضبطِ فغان کریں کہ سنبھالیں نہ  
 بے پروا حال پوچھیں کہ آؤ کیسے  
 پاپ پیران کیسے کادھیں لہو میں  
 زندان میں گذرے کچھ جی اترنا میں  
 دربارِ عام میں کچھ بیادِ رستم میں

۵  
 اس کے دم میں جو کہ رسولِ عام  
 شہرِ شہر میں تفریق کا نام ہے  
 دربارِ انجاء مرجع ہر فاضل کا نام ہے  
 خاتمِ حسن خلق کا بھی اقامت کا نام ہے  
 اس عطر سے گلے گلے کا مسطر و باغ ہے

۶  
 فانیؒ علمِ فانی سے دربارِ مصطفیٰ  
 ہم کہو کار ہے سرکارِ مصطفیٰ  
 یوسفؑ ہے نقیبِ جلال سے خیرِ مصطفیٰ  
 ہر ایک دم میں ہے حبیبِ مصطفیٰ  
 انکھوں کو فتنہ پیم فغان کے غم نے  
 حسدوں کو دردِ گرفتار کے قدم نے

۷  
 اؤ تم کہ تمام فانی کا پیر  
 دربارِ مصطفیٰ میں ہوا جلیہ بہرہ ور  
 یہ ادبِ شہربان ہوئے سید الدہر  
 یزدنم بچا دی عبا پنی کم کر  
 غم تھا کہ بیکار فتنہ میں تمام جوش  
 اس غمِ انبیا کی عبا اس کا تو ہے

۱۲۶  
 یوں یہ خلق دیکھ کر اصحابِ نبینام  
 نزدیک ہے کہ جان سے بہاؤں غلام  
 کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ احترام  
 جو سب ایک پر غریب العین کا مقام  
 یہ حق ہے خاکِ رزم اور کیلم  
 جس کا جہاں پاک پہ نازی میم ہو

۱۲۷  
 قرآن کے جان سے بہاؤں کی قرین  
 اور طہین چھلین ناز سے جو قرین  
 جلا ادب ہو پویش کی کہیمہ قرین  
 اسیر کیس ہو ملک دین گزشتہ قرین  
 ہمارا اسکا مومن ہے وہاں نور کی  
 بجا وہ قریبوں کا جہاں نور کی

۱۲۸  
 فرمایا مصطفیٰ نے نہ برہم ہوا استغفار  
 پاک و نجس کی تم سے ہوا بہت حقیر  
 الاریب عیب کفر کا ہے اس میں کفر  
 بلوہ تمام تھی کا کسر ہے نہ نامور  
 پہنچا لو گائیں بہت عقوق اور عوام کا  
 جس کا بزرگ زادہ تو بہاؤں قوام کا

۱۲۹  
 بار و مہیں بزرگی محبوب کی ہے  
 سب سے بڑا تھا بزرگ کوئی صاحبِ کرم  
 بہادری کے نڈیر کے لئے نہ کرم  
 بچاؤ کا اٹھانے کا حکم نہ تھا کرم  
 مشعلِ حق میں چھوٹا ہے کرم  
 عام بھلا ہے کرم کی کھڑکی ہے

ان کے لئے کئی سے عبادتیں چھپا دی  
 رہنے لگی جابجا ایک نہ کر رہی جابجا  
 حکم نہ بھیجنا نہ رہیں پر رفاقتی  
 زیب کو دم کھاکے کی نہ روایت دی  
 شاہ میں کوئی کئی کمزورں چھپا دی تھا  
 امت کو چھپوانے کے عزیزوں کا تھا

حکم نامہ راہ حق میں فقط ان در دیا  
 بجا کو بجا کے لئے جس میں دیا  
 یہ رہے جابجا کے لئے فراموش کر دیا  
 و افق سے تاقوان کے سینہ کو بھر دیا  
 جب اکٹھے بند کیجے جا بد بیان میں  
 آواز تازہ یافوں کی آتی جاکان میں

حکم نامہ راہ حق میں دیا  
 کو بجا کو بجا کے لئے فراموش کر دیا  
 و افق سے تاقوان کے سینہ کو بھر دیا  
 جب اکٹھے بند کیجے جا بد بیان میں  
 آواز تازہ یافوں کی آتی جاکان میں

بند ہیں عبادتیں کئی کئی  
 اک ساتھ نہ پورے کئی کئی  
 اور اک بند ہے لکچر کئی کئی  
 پوچھو زبیر کی بندش کو کئی کئی  
 جس روز اگر دن کب پوچھو کئی کئی  
 ایسی گراہ کی طرح کئی کئی



۱۲۱  
 ناری کی بارگاہ کے دروازے پر  
 بلبل شہزادہ کی مائیں پر  
 دربار بھی خوشیوں کی صفات پر  
 ان کے تم سے زاریاں نہیں  
 جس کو یہ اہلیت ہے اندر سے  
 اک اک عصا انہوں کے لمبا کرتی

۱۲۲  
 پروردہ افکار پرست کا عجب  
 تیسرا شہزادہ کی بچاؤ شہزاد  
 ہلکا ہلکا پوچھتی سے نہیں اٹھتا یاد  
 یہ تو یوں دو گم و فساد ہیں جمع بہ  
 مغل کی شاہی پوتہ کی یہ بھائی  
 کہ جو عربی کا بھی ہے

۱۲۳  
 وہ رو کی بولی ہے نہایت شہزادہ  
 معصوم بادشاہ کی وقار پر  
 بہادر کی کہ غریب کے تم درندہ دار  
 یہ جو بولی اٹھاؤ کہ بے اختیار  
 اگر ہو عین صحت کی درگاہ کو  
 مغل کی عین چہرہ کی درگاہ کو

۱۲۴  
 اقصیٰ انجمن میں موم بن قلاب  
 ہزار چہرے صفت کرباب  
 موم غریب درخت میں غشت گلاب  
 نر توڑ کے نہیں غشت گلاب  
 ہر شے کی جہاں میں شہزادہ  
 زینب کے آگے نر دیا ہمیں کا

منحطہ سے شاہ مکر کا کردار

۵۲۱  
 پہلا خوشی سے سخت پورہ و خوش  
 بچا کو ہنسنا کہ ہر شے مگر حیا  
 کہی ز رحمت سے قافل کی عطا  
 شاید کہ بچنے کی زریں پر ندی رضا  
 بہت جا تم پتا تھا اندر ہوئی تھا  
 مرنہ دیں کا شیشہ سنا گیا تھا

۵۲۲  
 علی پر کیا جلال خدا سر نبر تیرا  
 مگر کار زود اقبال سے الگ کا کمر  
 روشن ہے وقت اول فرغ کو  
 شان بان بجا رہی شمع شمع ہے  
 قاسم ہے قتل کا وہ سہم آب و حیات  
 جمع ہوں نہیں کہا در آگاہی

۵۲۳  
 صل علی تجلی خیر با صفا  
 جمع ازل پر آج اب سندن ضیا  
 روح القدس گواہ ہیں شاہد کبریا  
 ایمان کہ ہمہ ایمان دوسرا  
 کہ جو کیا مشاں نہ کر کے ہو  
 کہ جو نہ ہو فلک سے قیاس

۵۲۴  
 تم اند کا چشم سب سے تم نشان  
 خط بہ بنو بھو ہیں گویا صف چھلیا  
 لکھوں سے دو بغیر اللہ ہیں عیاں  
 ان کشمیں میں گویا سر اسرار ہیں  
 عارف پہ خط نوشتہ رب عیاں  
 قلم تمام زبیر و جبر عیاں

کیا ہے جو ہم کو ہلاک و نابالک کر دیا  
 ہوش کھلاں سے آگشت دروہاں  
 ثابت ہو یوں دوشوں سے غور نہیں کیا  
 فیروز شادوں کی گیندیں دھنیں  
 دوشوں پہ نوک تیرے زباں کا گیند  
 تم کلامِ قتب سبیاں کچھ ہر تیریں

جانوں کے قتل کے سول باجیہاں  
 اس کا خدا نے کیا ہم پر اہتمام  
 وہ حرفِ لفظ کی ہیں کیا بے لایم  
 وائٹوں کے اس نام سے نہ نہ لایم  
 جو تیرے در اندیش پروردگار ہیں

جی کا تیرے دیدہ وفاق ہیں ظہور ہے  
 یاد دہین قدرت رب غور ہے  
 بلبل از حلق و باج نام غور ہے  
 اسرار کبریا تجسّس غور ہے  
 رخسار ہاتھ پر ہیں پور غور ہے  
 ارم و جان کو دھو دھو ہیں دینے

ہر بندہ پریشم غلامِ نواز ہے  
 پریر بھی اک کمالِ بوا قدرت کا لڑ ہے  
 جی کہ دیکھنے سے غائب نیاز ہے  
 اس کا قوس کاغذ غائب نیاز ہے  
 چشمِ بک میں ریل کے عالم کو دیکھتا  
 جی کے کمرہ پیچہ عالم کو دیکھتا

۲۲۲  
 بولایزید کہ جس کی تلوہ و نشان  
 میگر کام نہی بجا کہ تم نے کہاں  
 شہزادہ تاجپاہ حنی کا ہر جواں  
 اطفال شیر قراچی تھے تیراں  
 ان میں ایک بچہ پوس بھوس ہوا تھا  
 پچل لکچھلک تھے وہ بکارت تھا

۲۲۳  
 بولادہ منہ پھرا کے یہ اب تک سنائیں  
 اس نے کہا سب لختہ اسپین در انہیں  
 شیر خود کا زور تھے کیا کیا نہیں  
 اثر کو گلا دواست میں تیرا بیانیہ  
 کیا تھا کہ برس کے بغیر تیرا  
 لک دو دینے کہ شہزادہ تیرا تھا

۲۲۴  
 اس نے کہا کہ ہاں وہ امام امام تھا  
 اس نے کہا کہ یہ بھی عزیز امام تھا  
 دریا دی میں شک اینیں گلو شہزادہ تھا  
 مروت شکر وہ وہ جلال ان کے نام تھا  
 اثرات کہ تھے بجائے رہینے تھا  
 مہر قلم نامہ اردو کے شہزادے تھا

۲۲۵  
 مست میں فون فون میں کیا ہر کہیم  
 جو میں تیغ مغربی میں فون کے شہر  
 بہتر ہوا حق زمانے کی سفید بچوں سے  
 حکم بکرا بغیر غزال اب زباں کی کھچا  
 ان میں سے ایک بچہ بچی جلیان کہ  
 تھیں دار تیغ کی جلیان کہ

کے جو عمر کر میں یہ وہ لہجہ بنیوں

لڑا تو وار ہو پھوں کے سامنے توں

توڑنے کے بل کے جو کھڑے توں توں

میرا ہست بل زمرہ چھپتے ہوئے

اور جوں جوں سے ہم آواز ہو گیا

بہشت سے ایک پیرہ کی دھڑا دھڑکی

میں کیا اس میں بھی نواؤں کو جیات

جس میں تھام لیں زلزلہ کا ایوان

وہاں وہ جن تھکتے ہیں کیلئے میرا

نہتے نہ بات کی تہی بہتے نہ بات

انوقت ایک شرم آوا کلمات میں

جس دم وہ جن کا ہاتھ دیا تکیا ہمیں

ہوڑا نشانہ بن گیا ایک آئینہ نوری

وہ آئینے غیب عروس خیز نوری

جھلکیں آرزو سے بہت پریں نوری

اس جھلک کے سے فون سے نکلے نوری

شادی ہوئی وصال غلگی سے پیاریت

دنیائی کو طلاق دیا دوسرہ گاہ میں

ہو لا ادب سے جوڑے ہاتھ جوڑے

چشم کی خوب و قریب کا حال دیکھو

پہیلیوں کے لہجہ کی دھڑکی

ہمارے سے بخیر ایسا دے دے دھڑکی

مندی کا کفن فون میں سے لائے

سہرا بندھا تھا سہرا کہ پیرا لائے



A handwritten signature in dark ink, appearing to be "R. J. ...". The letters are stylized and somewhat cursive.

[illegible]

RE

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

PR

[illegible]

22

باعتقاد منند این جاست از احوال  
 تمام حکایت نموده که هر قدر  
 منزه بود که کسی را شایسته  
 جان و دین هم نامیده اند  
 که چندی بود این شخص را  
 که عربی و شیخی را می آید

۱۔ کمالیہ ہیں جو بہت اہل علم و تہذیب و  
 ۲۔ جہت نہیں لگتی کہی لہاں یہ وہ بہت  
 ۳۔ اولیٰ کو صاحبِ نبی اذال یہ بہت  
 ۴۔ جس سے ملا خدا کا مثال یہ وہ بہت  
 ۵۔ اور اگر عقل کل کا صاحبِ تہذیب و  
 ۶۔ عید پر کسی نیکو میں خدا کی خلق ہیں

9.

فصل  
در بیان فضیلت و برتری شیخان و  
محققان و بزرگان و اولیای  
و کرامت و عظمای  
و بزرگان و اولیای  
و کرامت و عظمای  
و بزرگان و اولیای  
و کرامت و عظمای

2

[illegible]

92

مجلس اول در تفسیر این آیه



پہنچیں سے تم نہ بھی مریں بھلائی ہو  
 بختی توئی کی کیا ہو بھی بھلائی ہو  
 بد و حال وہ کہ جو یہ قدرت نہ ہوئی  
 ہر پہلو ال کی تیغ و زناں کی بھی بھلائی  
 کلید ہوں سے کم مریں تم کو افلا  
 چہ خوشی کہ بہت کہ وہ علم کا دیا

کہ مریں پر لگائی ہے وہ رنگ بارہا  
 ہم نے خطا میں تیر بھی اپنی نہیں بھلائی  
 چہ نہیں کہاں کہ کو شوں میں یہ تو تھا  
 مزار ہے اپنا زہرا گلے میں اثر دیا  
 ہر مزار سے عیاں اثر لطف و کرب  
 نمن کہ نہ ہر مزار ہے علم کا زہر

جی کہ مبتدا ازل وہ نہیں ہم  
 ہم اکثر صحیفہ علم و ہنر نہیں ہم  
 شکر امتحان خدا کی ہم نہیں ہم  
 ہر وقت ملک و ملک کی جگہ ہیں ہم  
 جھوٹاں بہا ہوا کی کہ نہیں ہم  
 بختی کی دو کی ہر حق کے ہیں ہم

مگر ہر ازل سے ہر ازل ہم  
 اس میں ہر شے ہے ہر شے ہم  
 کہی نہیں ہم زہر و کالہ ہوں  
 ہر شے ہم زہر و کالہ ہوں  
 ہر شے ہم زہر و کالہ ہوں  
 ہر شے ہم زہر و کالہ ہوں

میں رنگ جو باور پہ لکھ چکا ہے  
میں ہمارے شمعِ قیامت کے  
میں مومن کی سیرت کے  
میں ہمیں سخنِ زبانِ حقین کا  
میں ارب و ربح و کیش و صدف کا  
میں اس وقت سخنِ حق ہے جس کے

میں نے ایک تھا کہ یہ جاہ و شہرت  
میں نام قائم تفر و فساد میں ہوتا ہے  
میں نصیب و زبرد میں کجی کرتا ہے  
میں طاعت و تقویٰ شاہِ انور میں  
میں کجی کرتا ہے اور غریبی میں  
میں کجی کرتا ہے اور غریبی میں

[illegible]

حضور اقدس علیہ السلام کے ہاتھوں سے  
 وہم کی بنا پر وہ ایک بہت ہی طماری  
 گریباں و بے وقار آدمی کے گریبی  
 میں قیید رہا کہ ہمارے پیچھے ہٹ کر  
 ہمارے سامنے جیاتی زمین پر کھڑی  
 ہو کر اور چاروں طرف سے ہمارے گریباں

۱۱۱۱  
 ہر رخ سہاں کے لئے اگر شاد رہت  
 تھا غصیب کی جست بلکا ملا رہت  
 اس غصہ و غم کی ریاں اک پہکار تھا  
 میرا پہکار رہا ہر ان پہکار تھا  
 قاتل وہ تھا کہ تو جب جانتا تھا  
 بیش کی موت کے ہم اک صفت کا تھا

۱۱۱۲  
 پہکار کے راہوار کو پہکار نے گ  
 کو از ترسے ہیں لکھار نے گ  
 دل تا کا اور تیرا گم ہار نے گ  
 تو پہنے بول تلخ وہ جہار نے گ  
 تھے حیرت و حیرت دنیا مے گ  
 چلے آئے غل میں دھوم دھماکے

۱۱۱۳  
 عجیب اس دیکر کم عمر جان کے  
 مژدہ و غایت کے پائے جان کے  
 ہم نہ دیکھے ہو بھی اس کائنات  
 جس عجیب پہلو میں کائنات  
 رخصت فی بزل وہ دھماکا تھا  
 دوا کا کہ پہلو کے ایک تیرے تھا

۱۱۱۴  
 فرما کے واہ واہ علم سارا پہکار گ  
 یہ اس علم کو قتل کے تارا پہکار گ  
 تو ان کے غصیب ہر اک پہکار گ  
 اسے پہنے یہ غم تو تھا پہکار گ  
 غم کی مہر تو اس پہکار گ  
 یہ تو غم زمین نہ غم پہکار گ

۵۱۵  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه

۵۱۶  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه

۵۱۷  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه

۵۱۸  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه  
 چرخ و خورشید را غارتگران کنایه

وہ ایک نیک اور شریف انسان ہے  
 ہمارے قلعہ کو قحطی و آوارگی سے  
 کم ہمارے سپہ سالار اور اہل ہوا رہتے  
 انہی کی زبردستی ہم کو اس کا بہانہ  
 مومنہ کی دل سے دھواں کی فضا  
 ہمارے قلعہ کی صورت کی ہوا کی

اور ہم نے ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر

ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر

ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
 ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر

کے بیت فی النش من کرب تھا کرب اور  
کئی قطع تھا کہ باہمی کی طرح چلا  
پہنچے غم سے جو ہوئی کی پیر کی پیر  
چلا بہ بہشت کہ ہر شے بہ اکھلا  
ہم ان تو کو کھانے کے مطیع بنادیا  
ہر شے کا نام والے کے قطع بنادیا

ہم نے اپنے لئے کتب خانہ بنوایا  
 اور ان میں سے جو کتابیں چاہیں  
 وہ لے کر آئیں گے اور ان کی  
 پڑھائی کریں گے اور ان کی  
 ہر کتاب کے لئے ایک کتاب  
 خانہ بنوایا ہے اور ان کی  
 ہر کتاب کے لئے ایک کتاب  
 خانہ بنوایا ہے اور ان کی

موسیقی جو ہر ایک کو سمجھنا  
ہر دل کو اپنی آواز میں لانا  
پتلا فرقہ بازوں کا ہر فن کرنا  
بے پردہ کر کے خاک و گل پہ نہ کرنا  
کس مزاج اس کے شراؤں سے بچنا  
کسی ایک نئے دے کی پائی جی

میں نے اب تک یہ تم پر اپنا  
 جہول غم تو بہت تم پر کیا  
 مگر اب بھلائی کے تحفہ کی بجائے  
 جیسے تم از روئے ہوں اس کے ساتھ  
 میں جلد عید پر یہ نہ چاہا پیہا  
 جیسے ادا ہے تیرے سرانجام کو

کلام جو تیرا کوئی کمال سے پہنچ گئی  
 ہزار ہا پرہیزگار کے نکال سے پھینک گئی  
 کیا جانے دیکھیں جاگت کمال سے پھینک گئی  
 چھوڑا دین تو دل و دل سے پھینک گئی  
 پیپید گئی تیغ سے دل غدر کیا کر گئی  
 زخموں سے کوئی گوشت کچھ بھوک کر گئی

بولا زین پر یاں تو مر رہا ہے شہ جنت میں  
 جو ایسے نہیں گھر نہیں کم پور کھلتے ہیں  
 اُس نے کہا بجا بیویاں سے مت آتے ہیں  
 سلطان کے غیب سے تم فتح پاتے ہیں  
 غالب نہ اُس کو جو کئی کئی عیال سے ہوا  
 بس قتل و امرو کے اقبال سے ہوا

اُس نے کہا کہاں سے شکار تو کیا ہوا  
 بولا کہ غیب میں کھوتے دفن ہوا  
 سب چپ سے اُس کے دیو و دیوتے قتل ہوا  
 عورتاں کیا کہیں شہ پر بھایاں چھپا ہوا  
 بڑی غیب کی سیدہ ہو تو بے جا چلی  
 کمرانی کچھ کو باہر نکل گئی

شہ زین پر غلبتِ مجیب ہو  
 آواز دی حنین نے گھر کے کیا ہوا  
 راکھ کا غمور سے حق سے ادا ہوا  
 پانی کی فکر نہ کریں قدر ہوا  
 یہ کہہ کے فون ڈالا کئی بار زین پر  
 اور کہہ اُس کا ستارہ زین پر

بجی کے تھے اس نے بڑی کھلی  
 کہ ازادی عمر نے سواروں کو لایا  
 ہاں سبیلوں کے خون کے ہیں سبیلوں  
 نام شمع شمع پہ لاشے کا ہے  
 ہاں صفرو و سمنوں کی لایا تو تمام  
 لاشے کو پامال کر دیا شمع

نسخہ ہادر

سنا تھا کہ ٹوٹے لاش پر سوار  
 پھر تو شمع کے لال پودوں نے لایا  
 کہ ازادیتے تھے یہ غریب سے بار بار  
 کہیں لے چکا غلام ہی تھا کیا تھا  
 کرتے نہ تم کو کو نہ ماں بہنیں نے نہ  
 خادم کی لاش رہ گئی پامال ہونے کو

صدقہ جو اتنی غائی اکبر کا عید آو  
 بادشاہ واسطہ علی اصغر کا عید آو  
 عید آو میان ہوں دم بھر کا عید آو  
 کہ انہ پھر پیچھا تنہا سر کا عید آو  
 جس سے اہل ظلم کے کچھ کو دیکھے  
 تم تاروں کے اور مرے سینے کو دیکھے

جس نے زبان شمع کے کھلا جو یہ شمع  
 بیویوں میں تیری ایک شمع اور اکھن  
 ہاں سے کہا کہ یہ شمع ہے میری  
 کھلو اور ایک دم کہ مرے ہاتھ کی  
 اماں نے بھال دیں ہیں لگا جان کی  
 جس نے بیان ہے یہ مرے دہرے بھائی



نہ ہو گا کہ بی بی غفرہ کو کھانا ملے  
 دین سے وہ بوجھائی کے ساتھ چلا کرے  
 لاشتم پو بابا جان کے ساتھ چلا کرے  
 تو کہ کہ رہیں گے نہ وہ لا نیچا کرے  
 علم کو کہ کاش عیاں میں لیتے  
 وہ کہ کہ دفن کرے کہ کہ بی بی جان سے

اس کے وہ سے نہ کھانا ملے  
 کہ پھر اور اور اور اور اور اور اور  
 دیکھا زین سے وہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ  
 پو پو پو نام کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 جس نام کی یہ شہادت کا ملک  
 وہ ملک اس ملک اس ملک اس ملک

حکم پھر اور اور اور اور اور اور اور  
 جو لا اور اور اور اور اور اور اور  
 سر پہ علم کہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 کہ تو کار کے کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ

سختی کے کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 دریا پوں کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 یہاں ختم انہیوں کی صفت ہو گی کہ کہ کہ  
 وہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 یہاں نام کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ  
 کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ

حکم سے ہوئے شکر افکارہ کیا کہ ہاں  
جو لا وہو بیجا کلام کہہ کر بکھین  
بہر وقت حق و حقیقت و حقیقت و حقیقت  
اک انجی بکھینیں تھے یہ ہم اس کی  
کتبت تھے یہ کی کی طرح سب انجی میں  
نہر و فانی خلق و کرم میں لڑائی میں

دیا کے طمان تیغ کے پورے ٹھکانے  
دست قتل کے زور و خیر سے ٹھکانے  
طوفان اسحاق کے بھینٹیں نہائیں  
کیا کیا کہیں یہاں کہ تو میری بھائی  
بھائی چاہتا تھا وہ اسے یہ پادشاہ  
نہاں کا غبار غن کے دریا میں گئے

جو لائیدہ رہے کہ تباہ جب تمام  
پھر کہ ان آج ادا رہے کہ تباہ تمام  
اس نے کیا حقیقت کا فہم نہ تھا  
بہت کچھ تھا اس کے دل کا وہ تمام  
اٹھار ہواں برس تھا عجیب کی شان تھی  
تو یہ میر کی پس میں کیا کیا بچ تھی

دیفن لقا کا وصف کیا اس نے یہ ملا  
بولا وہ بچوں تھا سب کلام لا لا  
زینب نے لاکھ فطرت کیا یہ نہ بولا  
مخمس کی کیا مری گوی کہ تھا بولا  
اس نے نہ کہ در دست بپائی کو کھینچ تھی  
الاشہ پوچھ اس کی بی بی ساری تھی

۵۹۲  
 پہنچا کے لاش اکبر عالی وقار کو  
 لائے حسین باغیوں پہ کئی شہزاد کو  
 پکی گئی تھی یہیں سے اس گلزار کو  
 پہنچا کہ کبھی تھا شہ نادر اکبر  
 بہتے تھے نہایت جھین میں آتی تھی  
 تا ایک بار تھان زبان نہ تھی چاہیے تھی

۵۹۳  
 نہ وہ کہ ہم کھانے پر اکبر رہی ہو  
 وہ گلاب کا پر صبیحہ پر رہی ہو  
 نہ وہوں سے زینت پہن تھی ہو  
 نہ وہ گوری گوری بیابوں کی ساری گلیں  
 ہمارے راس اٹھتے تھے گھین میں پر تھے  
 یہ صفت تھی ان کے کھیلے ہوئے قیام تھی

۵۹۴  
 ترسیناں کا نام نہ کیا  
 لائے حسین نے پانی طلب کیا  
 کے پڑ پڑا نہ کیا غضب کیا  
 میر تقی میر اسے سبب کیا  
 کہ دن پتیر گئے ہی مصوم دیا  
 پہلچا رہتے تھے کب اور دیا

۵۹۵  
 زانو پہ تھام کر علیا داوہ شہزاد  
 بچا کھانیا قصور تھا کیوں مارا اس کو  
 اس نے کہا تو تھی کہ تھے میری لہو  
 حاتم بہ لعلی با پھول میں کھینچا  
 بولا میری ہر وہ حاجت کروں گلیں  
 اب تھانے کمر کی زیارت کو نکلیں  
 سخنیں

غفلت نہ کر اٹھا کہ جو لایا وہ ناگماں  
 ۱۹۷۱  
 کہہ دو کہ میرے پھوپھی والوں کا چل چل  
 کہہ دو کہ میرے کنبہ کو دور دروازہ پر  
 کہہ دو کہ میرے حشیش کو کفنانے کی رضا  
 کہہ دو کہ میرے چرخے میں کیسے چلے گا  
 کہہ دو کہ میرے لالہ کو کمرنگے بابائیں چلے گا  
 ۱۹۷۲  
 دیکھنا بہت زبردست شہنشاہی کا حال  
 دیکھنا کہ جو بی بی شعلی کے بھرے بھٹے ڈیال  
 دیکھنا کہ جو بڑے بابائے کیا شکر سے قال  
 دیکھنا کہ جو توتھو گئییں کلیاں چل چل  
 دیکھنا کہ جو توتھو گئییں کلیاں چل چل  
 دیکھنا کہ جو توتھو گئییں کلیاں چل چل  
 ۱۹۷۳  
 حریف تین تین جاوے پکارا کہاں کہاں  
 تم میں سے نہ رو کے کہا ایک توتھو کہاں  
 خانی بواؤ تاجی کے مرقع سے جب کہاں  
 اور فرقاؤں کی لالہ پائے نہ کہاں  
 بیچوں تلخ پوچھے اس تلخ اور بہتر تلخ  
 نانا کے راتوں رات یہ تہمت سوار تلخ

سہو کہہ دو کہ میرا بھائی ہے ہمارے دیوار۔

۱۰۰  
 اُس وقت خانہ زاد کا قہر اُگیا جب  
 حضرت کی یاس پر علی اکبر کی یاد تھی  
 جو لاؤیہ تو بھلی ہے تلوار کے قہر  
 کیسی مہر دم اور یہ کیسی خند کا ہر  
 کہتا ہے اس قہر کا کچھ بلا دیا  
 میری تھاپ اس اور نہ پانی پلا دیا

۱۰۱  
 اُس نے کہا پھر اسے شہر ابراہیم کی  
 پانی بہتہ پیو پھٹ دھوا کر ابراہیم کی  
 جو رحیم میں رہی ہوں بنا کر ابراہیم کی  
 تمہیں سے تڑپے ہو یہ پیدائش کی  
 کہ تڑپ تڑپ کے جہاں سے گزری  
 بابا قہر کر کہتا رہا طیار کی

۱۰۲  
 بوجھیں بوجھیں جان بوجھیں بوجھیں  
 اکبر نہ کہا کھول کے پچھلے یہ کہ  
 یوں تڑپا یہ کہ تم جانتے دم کہ  
 سو کی زبان دکھائے تو اکبر نہ دے دیا  
 اور نہ کر کے جب بچہ پیم نہ دے دیا

۱۰۳  
 نہ پائیا سے جا دے تو بھلی کہ گزرتی ہیں  
 یہ کہ بے تھک ہیں اکبر کو کیا مرے ہیں  
 دھتکتے ہو اور نہ کجا جسم اترتے ہیں  
 پیچھے جا رہے ہیں سے پائوں کہ تڑپیں  
 حضرت نہ پائوں بھی نہ کجا نہ کجا  
 لاشہ بہت کہ اکبر اس غلطی سے

۱۰۱  
 اُس نے کہا کہ حمل اتنا نہیں غلام  
 ہے سرس ملال کباب دودھ لڑ غلام  
 پتی ہوئی زریں پڑ پتے چھ بیابان  
 اگر کچھ بھلین دن کی نیت سے پیغام  
 چھوٹا لگا جو نہ کچھ ہی اس مقام کا  
 پناہ تم اور اہم تھی آرام کا

۱۰۲  
 تازیت وہ حسین کی غریبہ چھوٹی  
 مظلومیت نہ چھوٹے کی قسمت نہ چھوٹی  
 وہ گردیں اٹی ہوئی شہر نہ چھوٹی  
 سیتیم پتہ ہر گھنٹی کی بدعت نہ چھوٹی  
 بھر کچھ یہ کہہ کے اگر کیاں کا کھولت  
 وہ دیکھنا حسین کا اور کچھ نہ بولت

۱۰۳  
 اُس وقت کجی شہ کی بن شہور دین سے  
 چلا کہ اپنے قافلہ کے زور دین سے  
 لئے دیانہ میں نے بن کو حسین سے  
 بھر لایا علق شہ سے حسین سے  
 ہو کھلے قون کے فوارہ بھگت  
 زیب کی سمت ہاتھوں کو پھیلاؤت

۱۰۴  
 یہاں بھی بہت اڑھا تھا ماراں اگر گواہ  
 آخر کا وہ مقام ترک ہے گواہ  
 جب کہ کجی کی دیکھ کر کسی جو گواہ  
 بندہ ہے کہ کجی شہ کو پناہ  
 سب اُن وقت کھلے کجی جانب چھوٹا  
 ناؤں سے پیچھے توں ساراں کجی

۱۱۱

اے وقت جس قہر شب شہدائے شہر  
بہر تھا ایک لاشہ سلطان بھر  
لاش اپنے اپنے پناہ کی پناہ  
گم ہوئی میں دیکھ پناہ پناہ  
پہ لاشہ دروہی حال انکساف  
پیردوں کے گرد گویں کلاؤ تم ہاؤ

۱۱۲

پہر تو ہادی تین تھیں اور لاشہ کا  
بہر گم کی گم دوں میں جو گم کی گم  
اگر کی لاش باؤں کے میت کے میت  
دو ہادیوں تو دہی کہ میر کلاؤ  
تسلیم ہو جاو جاو اب نہیں  
اُستیں بہنی کی بی کلاؤ نہیں

۱۱۳

جاووں میل سے میں تو مر کلاؤ  
کیا ختم فلم ہے میر سے لاشہ  
یہ وہ ہے جس کے پیہ کی طرح کلاؤ  
میں لاش تھینے چاہئے کلاؤ  
کلاؤ کلاؤ پیہ وہ ناچار گم ہو  
اے وقت میر کلاؤ تدا گم ہو

سحر

۱۱۴

میں کیا کہوں کہ وہ دہی کے تر نہ کیا  
پہ بی وہ لاش سے اور میر کیا  
یہ لاشہ اسبیت نے فخر کیا  
بے دست و پا فخر کیا  
گم میں تو فک میں کیا بھلاؤ  
اسلام ہو دین و جناب میں ہیں  
تمام شہر و جناب میں ہیں

حق کا نور نہ مری شہر زباں ہے  
 اللہ کی تبارک ہے جو ہر جا بیاں ہے  
 جو جہیں مرستی والہ الفاظ کی جاں ہے  
 اب بیعت زباں کلم کے سید زباں ہے  
 وہ زمر کچھ مضمون کارن کچھ پڑے گا  
 مگر تو کہاں نہ کہیں کچھ نہ اچھا

۲۷  
 جیسے ہمدرد ہیں وہ سرمہ تو پڑاں ہیں  
 یہ نظم وہ کچھ ہیں جو بھیجاں ہیں  
 مگر انہیں عین یہ فصاحت کی جاں ہیں  
 منی جو بلاغت کے ہیں تم قہ پوچیاں ہیں  
 الفاظ ہیں وہ پاک کہ ثانی نہیں رکھے  
 خالی جو لغت سے ہیں۔ معافی نہیں رکھے

۲۸  
 وہ میٹھی طرح طواف نہ ہوں گے  
 تم سخی صدق سے نیز انہوں گے  
 کہ کوئی کہی کے خریدار نہ ہوں گے  
 کہ میں ہیں ایسے خریدار نہ ہوں گے  
 مضمون ہیں عباس کے اعزاز نہ ہوں گے  
 کہ کچھ تو سہی صفات ہیں تمی نہ ہوں گے

۲۹  
 ہمارے بچے مگر مضمون کی جاں  
 ہمارے قلم ہمارے دیباچے جاں  
 مگر عین نہ ہو مری تصنیف کی جاں  
 نظم ہے عطا و رقم نوں کی جاں  
 سب مگر کی بیچ خدا داد کی خاطر  
 اور بارہابی ہاشمی امداد کی خاطر



۵۷  
 مرن مر نام خدا سیف خدا ہے  
 دیکھ جا کر دل سیف زبانی کا بجای ہے  
 ۵۸  
 بیوقوف سے فرشتوں کی گزرا ہے  
 جہل سے فردوس میں ہے بڑا گناہ  
 ۵۹  
 کہ ان کے سوا اور کون ہے  
 سب کو بھی قائل کہ یہ ایمان کی جان ہے  
 ۶۰  
 کیمیا کی سب سے بڑی شہنائی ہے  
 پیروں کا عصا بچا کی تیرا زلی ہے  
 ۶۱  
 پھر وہی کتب حق کا وقار ان کی ہے  
 پھر وہی اخلاص حسین بن علی ہے  
 ۶۲  
 مگر وہی ایسا نام واداد کا سلف ہے  
 مگر وہی درویش بالافت حق ہے انفتاح ہے  
 ۶۳  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۶۴  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۶۵  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۶۶  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۶۷  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۶۸  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۶۹  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۰  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۱  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۲  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۳  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۴  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۵  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۶  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۷  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۸  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۷۹  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۰  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۱  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۲  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۳  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۴  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۵  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۶  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۷  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۸  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۸۹  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۰  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۱  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۲  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۳  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۴  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۵  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۶  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۷  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۸  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۹۹  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 ۱۰۰  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے  
 پھر وہی تاج تاجوں کے ہے

۱۰۰۰ شہادت بھگتیا نے پائے  
کس عین شہادت کے خمیر ارنے پائے  
حاشائے مہاجر نے نہ انصار نے پائے  
پیر شاہ شہید ال کے علی دار نے پائے  
تقیہ بھی تصدیق ہے عین کے خلفا پر  
ہر شہید کے قرب کے لئے ہر جہاد پر

۱۰۰۰ شہادت بھگتیا نے پائے  
کس عین شہادت کے خمیر ارنے پائے  
حاشائے مہاجر نے نہ انصار نے پائے  
پیر شاہ شہید ال کے علی دار نے پائے  
تقیہ بھی تصدیق ہے عین کے خلفا پر  
ہر شہید کے قرب کے لئے ہر جہاد پر

۱۰۰۰ شہادت بھگتیا نے پائے  
کس عین شہادت کے خمیر ارنے پائے  
حاشائے مہاجر نے نہ انصار نے پائے  
پیر شاہ شہید ال کے علی دار نے پائے  
تقیہ بھی تصدیق ہے عین کے خلفا پر  
ہر شہید کے قرب کے لئے ہر جہاد پر

۱۰۰۰ شہادت بھگتیا نے پائے  
کس عین شہادت کے خمیر ارنے پائے  
حاشائے مہاجر نے نہ انصار نے پائے  
پیر شاہ شہید ال کے علی دار نے پائے  
تقیہ بھی تصدیق ہے عین کے خلفا پر  
ہر شہید کے قرب کے لئے ہر جہاد پر

۱۲۳  
 شمس تجلیاں میں نہ ترچوہ لگا  
 قرار تیرے فخر کا یہ فخر نہ ہے  
 شہم کہ یہ پیروں میں جمع کرنا ہے  
 پیروز کے سرور کا ہے تو کا تاج  
 کو یا جب ہوئی سے میں ہو کہ ش  
 اک شمع بجی میں ہیں دوزخ کا ش

۱۲۴  
 غم نہ کہ جو لگا غزا دار دلی جو ہیں  
 عجیب ہے عجیب ہے عجیب عجیب  
 لڑیاں بدنی سے نہیں کہ شیعہ کو ہو  
 کہ لگا تہم کا شکر نہ کہ کوئی پاس  
 ہر لہلہ ہو رکھتے ہیں علم انکا کو  
 میں گہ پہاڑ کی لہجہ انکا کو

۱۲۵  
 دنیا میں نہ آئے تھے اور افسانہ تھا انکا  
 یوسف کی جو بیوی تھی وہ بیانا تھا انکا  
 گھر خاتمہ ہوا کا غزا خانہ تھا ان کا  
 دل اٹھو تھا لکھ پڑا نہ تھا ان کا  
 نہ زخم لگا تھا کوئی ماکہ ش تھا  
 پور تھا نہ زیب لگا یہاں چھٹا تھا

۱۲۶  
 قدر انکی کہی تھی مرقا کی زبانی  
 اول انہیں مولائے کہا جعفر ثانی  
 وارث تھا علم کا شہ مرداں کا عانی  
 شاخ و شہ پہاڑ دست پرست کی شانی  
 بیدار زمین انکا جو تھیں میں تھا  
 حیدر نے شرف انکا چیمہ کس نہ تھا

۱۰۱  
 یوں تبصرہ میں ملک قتل کا  
 جس شہر میں یوں کفر شہادت ہوئی منظور  
 فردوس سے نزدیک تھا شیریں بہار  
 کجا بستر نہار تھا کجا چین و غم  
 کجا بیلوں میں روشن تھی رمل و دم  
 کجا کھوں سے بجا بدموں کی محو

۱۰۲  
 آئینہ کی مانند تھا رن پیر  
 اس آئینے میں کیونے تھے یوں کجا  
 طیش الف کجا کجا کجا صف شکو  
 بھلا کجا کی روداد بیاں کرتے تھے  
 پیرا بجا بجا بجا بجا بجا  
 احمہ عمر کجا کجا کجا کجا

۱۰۳  
 رود کے کما احمد مرسل نے قضا  
 وزیر علیہ ار کو کفار نے مارا  
 جعفر نے اٹھا با علم اس وقت ہمارا  
 رونے لگے اصحاب گریباں کیا مارا  
 آہوں کا دواں جمع ہو کر کیا ہوا  
 کبھی کھوج جاوے جیو جی مہم تھا

۱۰۴  
 کلاہ پیر نے کہا ہائے برادر  
 سب جہیں اٹھا شور کہاتے گئے جھوٹ  
 یہ غش تھا کہ وار و وار ہوئے جیو جی کسم  
 آتے ہی اڑھانہ اتحاد برپا ہوئے کسم  
 جعفر تو ہاتھوں کو فراتھم کیا کسم  
 یار دیکھنے کیا کیا او نہیں مالک نہ پیر

۵۴۷  
 تیرا کوغروی یہ رسول و دمران  
 چاک اپنا گریبان کیا دست خندان  
 دے کہ تنہا کی شے عقدہ کشان  
 بوسے بوقلم راہ خدائیں مکرشان  
 جہاں کی طرح رنجبر زلف خشان  
 اعلیٰ سحر کات پتھر خشان

۵۴۸  
 بول لاش پہرہ اگر تم ترشوں کی پیریں  
 طاقت کے پرچوں کا ہاتھ پیریں  
 نہ بل زور کیس میں جوں سے پیریں  
 ہم کہیں موتی کی بجائے سہر پیریں  
 شہنشاہ فرشتے کہیں لگا کیس  
 دیو ٹھیلے رہے موفات خدایس

۵۴۹  
 کیا دیکھیں کی طاقت اہم کی پیر  
 ہنوز کی کیا پیر علم لا تم پیر  
 کہتے ہیں جو بھیں اگر دین کی  
 افق کہ راہ کی جیسے راہ برادر  
 بیات خدایہ فرشتے راہ در  
 انجام پیر کے علم دار کا دیو

۵۵۰  
 اسم سوئے میدان تم دیکھتے ہوا  
 کتوہ فتنہ پشیمان تم دیکھتے ہوا  
 خوف کا غم قحط کا غم دیکھتے ہوا  
 شوقی حوران ارم دیکھتے ہوا  
 جہاں کی ترس قدر برکت کا ہوا  
 ستر ذریعہ اک لاش کو ہوا کا ہوا

۵۲۵  
چرخ تماشای او را گویا چرخ  
ببین که در هر قطره اشک چرخ  
بواجوشش شکر شیرین چرخ  
شادانوں کو گویا لکھا وہ دریا کی کنار  
رہا تب کی بندہ یں میں فکر بہتیں گے  
پاؤں کے پر اے اکبر دست یں گے

۵۲۶  
نہرا کوئی دین بریں اور ہے مہمان  
اک صائم سے ہو گا تو سے عقد کمالان  
اس بی بی کے فخر گرامی تہیں تہان  
بھیجی گئے کہے کہ مرے جان و دل بیان  
تو رہا وہ مرے لکھا کہ غیب نہ رہا پر  
جس طرح سے تم بچہ پنہا را او میں فدا پر

۵۲۷  
بے طعن قدرت سے ہو روئے وہ شمارا  
مہم کو کم کہیں سلام اس سے یاد را  
ان کے ہوں سے مری کہی ہو پورا کا نظارا  
کہہ کہ چلا گیا مشتاق شمارا  
پیشہ سے کہیں گے رفاقت کو کھلائی  
دہا پہ نام میں گئے زیارت کو کھلائی

۵۲۸  
بہرہ کی خیر نہ کہ ہے اچھوتھو  
کی عرق پیم کے لے ہا جب پیم  
سببین کو تو قس نے کیا شکر پیم  
منا م سب سے کھلا کہہ کہہ تو قس  
پر نام میں دو طرح کی تاخیر پیم  
ٹھیک لکھا جلال الفتن شکر پیم اور پیم

19

۱۲۵  
 کیا فتنہ پیشتر کا نام رکھیں گے  
 ہم ان کو سداورد افام رکھیں گے  
 خوشی میں ہم اٹھ کر خوش انجام رکھیں گے  
 خوشی میں ہم پیشتر کی طرح ہم رکھیں گے  
 بجاں خلیفہ الخلیفہ دین ہم رکھیں گے

9

بہترین اسم کلموں کے یہ ہیں  
 ایمان کا آغاز الف سے ہے تواتر  
 بہترین کے یہ ہیں تواتر  
 ایمان کے یہ ہیں تواتر  
 ایمان کے یہ ہیں تواتر

RE

بجسے علم پکارتا ہے وہ سب عالم  
زہرا بیباں کی بھارت وہ عالم  
ہو نہ گی وہ اور یہ عالمی کہ ہم  
مخلوقی پیشہ کی کھاتہ ہیں ہم  
وہ عالم نے اجازت دی بہر فراہمی  
تم تھو کہ وہ دربار عالمی ہے

Pr

والی کہ اس مہتی جہان میں جان  
خست ہے جس سے گریہ لائے دل  
ہیں توئی ہر قدم بگڑا پھیل  
دن دیکھ کہ اچھلا دھن کی تار  
گر آہ بے بند نہ تار علم ہمارے  
جگمگات کی میں کھینچا مپکے

مقدمہ زرخیز کی ترقی کا افسانہ ہے  
وہ شاہ شہیدان کے فدا کی گواہ ہے  
کینتیں وہ حسن قانون خیال ہے  
میں کون ہوں خود اس کا خدام و سرکار ہے  
اگر اس کے چرخ فاطمہ عیسیٰ خاندان ہے  
حق یہ ہے کہ اندھ لہجے میں ترقی کا ادوار ہے

بہارِ بویا عیاش ترقی کی دین چاہیں  
ہونا اگر اس وقت اس کا حق اٹھالیں  
شہید کے فدیہ کے سب باران نکالیں  
بس دودھ پھرتے ہی ہیں نوشاہیوں  
خفی سی پرورشیت پر پوچھ کر میں  
کل نہ ہے یہ علم کہ کھلے پڑاؤں کی گلیں

حکال ترقی ہوں کی پیشین گوئی  
فوج بویا جیسے کہ پیر و بہتھادی  
ہر ایک قدم میری زبان پر تیرے عادی  
کرتی ہے عہدِ رخشیت کی سواری  
ستانی کی لہجی زیر علم جودہ گری ہو  
خفی سی ہواک شوق کا پتہ ہر تری

شہید نے کہا سب یہ ختم ہوئے گئے تھے  
بھائی کے وہ شاہ علم ہوئے گئے تھے  
نقطہ تیمان ختم ہوئے گئے تھے  
پر کہ تم ہو گئے ختم ہوئے گئے تھے  
نہاں تک بس جویں بادہ کیسے  
پہلے شاہ شہیدان کی غلامی میں ہیں گئے



۱۲۴

ایستونہ ولادت ہے نہ دیر اور جب نہ ہوا  
عباس کو تم پاؤید وہ خواہے نہ ہوا  
لاشے کا مقدر میں لگے کیلئے نہ ہوا  
پہلا وہی دیدار علم ہے نہ ہوا  
تم غم سے آؤ گی یہ تنہا ہے نہ ہوا  
اٹھ اٹھ کے کہے شافوں سے تم کی

۱۲۵

نہایت بیان کن کے ہوئیں تخت پر نشان  
زینب کے چکریں اور کہیں تر تر نشان  
سے ٹیٹی شافوں نے مردگی میں پر نشان  
وقت نہت عباس کا اقرار اس ان  
وہ بولی مر غم ہے پھر غم نہیں ہے  
غیر میرے باخانی کے کا وہ چہ نہیں ہے

۱۲۶

نہ ترانے کہا اور بھی احسان کرے گی  
دو کی کہ بہن سیاہ کا سامان کرے گی  
فرمایا یہ سب کچھ تو مری جان کرے گی  
بادوں کو بھی لاشہ پر پر نشان کرے گی  
فوں نہت میرے لال کے غم سے جانے گی  
شہد بلبلیں بھی کہے شافوں کی لے گی

۱۲۷

یہ کن کے نہ تپ کی ٹھٹھکی کو  
فرمایا نہ جو کہ نہ تپ کے  
ہی میں عدو بنادھیں گے نہ تپ کی  
سہیٹا حکم نہ تپ کا کی کو  
پیدا نہیں کے صلہ نہ تپ کا  
شہم کے لاشہ پہ بھی رو نہ تپ کا

۵۲۱  
دہرائے تو عباس کی سمت میں تھا  
خبر پہ لیا سرکار کی شہر خدا کی  
پیارا بخش معصوم کی طالع نے بنا  
پیارا بخش عباس نے تو عیب کی  
تاراجی کی چکی میں اس عیب کی  
اس چاند کو میں جو تو نہیں

۵۲۲  
دن کی گھڑی کی بجائے گھڑی  
دن کی صفت نیک تم نیک پرانی  
قدیر کے طالع میں ہے وہ تو نیک  
مغرب کے علم پہ لگا جی اس دم تھا  
کون کو کہہ رہے تھے علم اس کے  
متم علم افکار پہ نام اس کے

۵۲۳  
جلانی سادات کا سید ازل آیا  
مگر نہ چاہے کہ وہ سب ازل آیا  
جو نے کہا خوش بنائیں ہیں یا  
تو عیب کہ پڑے ہیں بھی تھا کیا  
کے تھی یہ حق بقیمہ قدرت میں  
مہم کی بجائے شوق کہ تھا

۵۲۴  
دین کے عجیب نام لیا پڑے اس  
فرمان میں تو بان لکھتے چاہا  
دہرہ کے گھر کا صاحب لکھ گیا  
جنت کی زیارت کا وہ نہیں تھا  
پھر ہوا تو گھبرا کر کہ تیرے وقت کی  
میں ہوں بلایا میں ہی اس کے

شہزادہ کا چہرہ چمک اٹھا  
 اس کے دل میں چمک اٹھا  
 کہ تم سے تو زیادہ دل میں  
 وہ چمک اٹھا کہ اس کے  
 چہرے میں نہ کہا بجائی ہے تھا  
 یہ میرے فریاد فرائی ہے تھا

شاہ شہزادہ کو دیکھ کر چمک اٹھا  
 غنیمت کہ یہ کہنے لگے وہاں  
 تھا روز تو دیکھ لیا تو ادب و پاس  
 اس خوشی میں کہ اتنا حال کہ پوری ہوا  
 یہ تو علم یہ تم تھا چمن میں نہیں کا  
 وہ غصہ ہوا تو وہ دامن تو نہیں کا

چہرہ دیا رخسار پہ شاہ شہزادہ  
 پہلے تو کئی بار پہنچا کہ شہزادہ  
 بیٹا کیا اپنا غصہ خیر نہ نہ  
 بجا کہ کہ یہ مردہ دیا غم غم نہ  
 لے لے الہ عباد سے تو یہ نہ نہ پیرا  
 فرزند پیر کا تو فرزند ہے پیرا

ازبانی شہزادہ کہ تم کو مبارک  
 آقا کی ازبانی تم کو مبارک  
 چمن شہزادہ کی سلامی ہو مبارک  
 ازبانی بخت بخت نامی ہو مبارک  
 چمن شہزادہ کہیں یہ کہیں  
 تم ان کو کہ کہ کہ کہ کہ

۱۴۱  
 اشتہابی کہاں کہ آفرینہ فیہ  
 تریان گئی ہو گئے آقا سے  
 چھوٹی سرانرا کر آؤ پیو  
 غرت لئے جادو کہ بڑے دنیائی تو  
 کامیاب پند آگئی اب گود کی  
 شمشیر کس آفرین تو بوجہ جی

۱۴۲  
 کجانی سے دیدار کے بھوکے ہوئی  
 نہ دودھ کی پروا ہے کچھ یاد داری  
 یہ کہنے بڑھی گئی کدوہ عاریق باری  
 اور کھٹے خوشامد سے زبان گئے جاری  
 مٹھ پھر آقا کے گلے گل گئے عباس  
 اک ان میں شمشیر سے یہاں گئے عباس

۱۴۳  
 ہر سے اشارہ کیا پاس گئے نہ آؤ  
 ہاں مرے محبوب کا جی تم نہ کر پاؤ  
 یہ عاشق صادق ہے مگر اہول نجاؤ  
 یہ کہنے آئے تو اسے دودھ پلاؤ  
 جلیبک ہو نہیں پائی دودھ جانی تم لپیٹا  
 اک رور مرے واسطے پانی نہ پینے لگا

۱۴۴  
 حکم ہر دم بونی تو یہ زیادہ  
 کج بڑھتا حکم الفتنہ پیمبر زیادہ  
 عشق روم مصحف و غیر زیادہ  
 شوق ہر غیر زیادہ  
 کچھ پویش سنبھالا تھا کہ تلو اور سنبھالی  
 بابا کی بھی بھائی کی بھی سرکار سنبھالی



۵۵۵  
 اندر کے انی غلامی میں اب تک  
 نعلین سب ایک کا اٹھانا اب تو سب ایک  
 کم کچھ نو پیر کھو مس پیر کھو مس پیر کچھ  
 کم پیر تو سب وہ تان اور اس کچھ نو پیر  
 اس قدر شناسی میں براہ سہلے گلے  
 بس اور تو یہیں کیا یہاں اللہ سہلے گلے

۵۵۶  
 شان سے فرماندے تھے یہ سہلے فرماندے  
 وہ کہتے تھے فرزند یہ کہتے تھے خدو نہ  
 بلکہ جو کہتے تھے کچھ شہر کا کمزور  
 اور ہاتھ تو تھے دامن پیر کھو پیر  
 تہنہ نہ نقطہ دامن دولت پیر کیا تھا  
 مشرق کھل کر باہر عاتق سے لیا تھا

۵۵۷  
 یک جان دو قالب تو رہا تو رہا تو رہا تو رہا  
 لمبے ناز کی سہلے سہلے سہلے سہلے  
 اعلیٰ میں ہیں قالب و عین اس پر  
 شہر میں ہیں شہر و شہر جان پیر  
 خود شان سے فرماندے عین جان پیر  
 قالب و عین باہر جان پیر جان پیر

۵۵۸  
 کہ چھوڑا اب نہیں شہر و شہر تو رہا تو رہا  
 کہ چھوڑا پیر پیر پیر پیر پیر  
 اور وہاں سے جو کہتا تھا کہ وہاں سے  
 میں فاطمہ کی رشتہ سے طاقبیل و کاک  
 و اب کیا کہتا تھا وہاں سے وہاں سے  
 کہ چھوڑا پیر پیر پیر پیر پیر

۵۱۱  
 ناگاہ کیا تب بہ افست کا خند  
 مقتل کا قیام نہ دیا بلکہ اگر قفس نہ  
 غرت پر کمر باندھی تا دم غم بمانے  
 زمر زاری کی تحدید کر کے اس کے اس میں قاف  
 مولو لاجپال جانتے ہیں وہاں کیا چھو جائے  
 کہ وہ غلامانہ بجا لاتا ہے وہاں

۵۱۲  
 ترتیب ساری یہاں ہر شے نہ بیدار  
 تیار ہو کر دم کا کیا غافل لال  
 اور اسے جوں میں مرے گئے کچھ جلو  
 ناگاہ پرست کی تین لگی اس کے  
 کہ دن بویہ قیام کو پھیری تانہ ساری  
 دیکھا کہ زنی ہے کدو خیز زنی کی

۵۱۳  
 ہر بار بویہ فوج ہے تب سے جاوی  
 رخصت سے پہلے یہ ہے وہاں پریشانی  
 شہر خفی بہت خفی ماس ہے غمخیزی  
 تم لوگ علم دہا کی رست پر ماری  
 قوت کا کوئی نہ نہیں بھگت کی نہ ہو  
 علم نہ تھی دست پر نہ ہر کی حد

۵۱۴  
 کی علم نہ کر تیرے شہر  
 بولنے کا نہ ہے یہ دھم اور کیا کیا  
 رفعت نہ لائی مہربان ہو علم  
 پہلے ہی کہہ دے یہ خیر اور خیر  
 بوجہ و علم اس کی خیر نہ نہ  
 غلبہ ہی رحمت کا دیا خیر نہ

عجب چکر گردید اگر کچھ چکر  
 قمر کی کیا قلم شاہ میں جا کے  
 زبان میں قانون قیامت کی عقل  
 دل سے ہیں غرور و پیہ شاہ بندہ  
 بڑا کی سفارش سے غم کو دل  
 اس تم کی جادو کی کار سہا

۱۰۰ عجب آہر قلم کا شریک ہو گیا  
 غم تھا غم کا حکم کا حکم  
 مائیت کی عید آتے ہی مائیت کا  
 تریبی بی زور و کفر کی عباد  
 گلستاں بی غم اس کی ترقی  
 شاہ کی ترقی میں چکر لگے

۱۰۱ عجب غم کی بزم کی بزم  
 نام نہان کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم

۱۰۲ عجب بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم  
 بزم کی بزم کی بزم کی بزم



فتی

موت نہ لانا کاشم نے دیاد اغ دودارا  
پہلے تو ایسے بجا بچوں کی موت نہ مارا  
اب زور ہے بظاہر بوجی مر سے مارا  
پتھلے کو پتھر سے چاڑھ پتھر سے مارا  
دو وقت وہ جیسے کہ ہم کے زینت  
روک تو بیدار تو خوش کر کے زینت

خ

پہلے نظر آیا کہ سران کا کھلا ب  
لاں اپنے ہوتے تھے بڑا ب  
دل پر ہوتے تھے بڑا ب  
اس تو اب کی تم تو قائم کی تھیں  
پھر تو اب میں دیکھتا ہوں بن  
تمہارے دل سے باز دوسرا کھپا ہوا  
اس تو اب کی تم تو قائم کی تھیں

ع

زینت نہ لانا تم کو ایسا کی ہے تم  
جو بڑا کھنڈ کھنڈ کے لگے پیر  
فی پیر اب موت انھیں کی ہو گا  
چلے عزم ہائے شہر کی تھیں  
پتھر ایسی دن کیسے بھائی کو کیا ہے  
کہ موت نے نہ بڑا ہی کھنڈ کھنڈ

ع

انہیں لیں نہیں لے لے لے لے لے  
بڑا لگی نہیں جاتا وہ پیر کی لے لے  
دینا کا تو اپنی نہیں حصہ میں لے لے  
پہلے ہمیں لے لے لے لے لے لے  
پانی میں دال ہوتے دال پھونکی  
میں میں سب تو ہوتے ہیں ہم بھونکی

عجبت چکات نہ جلا شک تو لاو  
تم ہاتھ سے اپنے ہمیں تقاضا تو بناو  
اور زور فکس غصا سا بجا دو پھراو  
کر کھول کر تباہ کی طرٹ ہاتھ اٹھاو  
حق چاہے تو پھر بھی تو جلتے ہیں پانی  
جی بی بی کے لئے کمرے کے لئے پانی

عجبت کہ نہ دھڑلائی وہ نہ بیت شرم لاو  
بسم اللہ اور ہر کمرے کے چاچا سے پیچھا  
لے کیے تباہیں وہ نہ بنائے گی شوق  
پھر نہ سے نشانے کی ہڈی نشان بالا  
حسرت سے میں اس قدر کہ مشتاق تھا پوچھ  
شرم کمر تو دیکھیں راضی برضا و نال

عجبت کہ نہ دھڑلائی اپنی اچھی سے  
جلائی کی کمر ٹوٹ گئی بجائی اچھی سے  
تو جلتی رہی کمر کی بھری کی تباہی اچھی  
بہترین نظر لاش کی غصائی اچھی سے  
ارمان نہ پوچھے پوچھ کر شرم غم  
تم لاش مری لاش نہ سائی میں غم

عجبت کہ نہ پوچھا نہ تین چلتی تھا را  
تم بکریاں مردہ نہ آتا روگے بمارا  
اے علم کد کیا ہم سے کٹا را  
ہلہ دیس میں یا موت بہار نہ کو را  
تم جھٹ گئے جلائی سے تو جھٹ گئے جلائی  
لم کہ کیا نہ پوچھا تم کو لگے جلائی

فازنی نیکو اسرار  
اور کس تریب ان کس دود کو پلا  
پھر اس کس کس نیت ہی زور کو پلا  
زیت نہ سبب ہو چلا تو درد کو پلا  
کتی کس کس کو لاکھ کس غم کو پلا  
مہر نہ کس کس کو چلتا نہ پلا

اگر تیرا پیر کو برا بھلا تم  
پہنچیں مہم اس کس کس کو تم  
شہر مری ہو چیں نہ کس کس کو تم  
بشتا انیس دودی نہ کس کس کو تم  
مہر نہ کس کس کو یس کس کس کو تم  
پیر باغی سلطان مدینہ پیر کس کو تم

نگار در درت پورای کا ہوا  
چلے کس کس کو شہر کس کس کو  
سازن سوار ی یلیاں ہو کس کس کو  
ہو پیر کس کس کو کس کس کو  
اب جا کس کس کو کس کس کو  
یا کس کس کو کس کس کو

اگر تیرا کس کس کو کس کس کو  
اگر تیرا کس کس کو کس کس کو  
اگر تیرا کس کس کو کس کس کو  
اگر تیرا کس کس کو کس کس کو  
اگر تیرا کس کس کو کس کس کو  
اگر تیرا کس کس کو کس کس کو



استاذان غفلت میں نہ رہے  
 ہمیں خاک چھین کر لے لیں  
 ارم تو جس کے نشان ہو گیا  
 چین کی مہم کو چھین کر لے لیں  
 چلائی ہے شوکت کو رو رو بہرہ  
 فراق ہے موت کو برص جہاں ہے

جہاں ہم کو شوق میں رہنا ہو  
 شہر پیور کی بجائی تو ہے  
 یہ کجاں ہے یہ کجاں ہے  
 ہاتھ پیر کے گھلا بیٹے کی سفاک  
 صبر و خیرس باز و شہر شاہ  
 شہر اس ہے خلاق کی زبان پر

گھر جو توپ کے تیراں بلوں ہے  
 کتنے یہ عدد تیر کجاں بلوں ہے  
 بعضوں کا اشارہ ہے کہ وہ بلوں ہے  
 ہزاروں بلوں بلوں ہے  
 قریب ہے یہ غیب تیرا بلوں ہے  
 افکار کے ذہن میں دیکھتی

جب اب بھی ہم غمت نظر آتی  
 لکھیں قیامت اور کرائی آتی  
 پہلے پہل طرف یہ غیب آتی  
 دو کجاں کہ غلب سے آتی  
 جب ہمیں تو ارجحہ تو غم آتی  
 قریب کے غیب میں غم آتی

۱۰۱  
 کھڑے نہ رہیں آپ کا کیا  
 ہرگز نہ ہو کہ شریعت کی سنہری پٹی  
 ہر ایک کے لیے ہے جو اس پر آتا  
 روزوں کا یہ عالم اس پر ہوتا ہے

۱۰۲  
 قادم ہیں شجاع ان کے ہیں جوش  
 بند ہیں خیال ان کے ہیں غش  
 ہر ایک کو کھاتے ہیں یہ تہمت  
 اچھا تو اچھا کہ راست کو راست  
 کہ گتہ میں عالم دین کے شوقین

۱۰۳  
 صاف ہے اس کا جانی جانتا  
 کہ شہرہ اس طرح کا ہے رشتہ رشتا  
 اس باب کی شہرہ کو بہت چلتا چلتا  
 اس چنگ کا دنیا رہا کہ پوچھتا چلتا  
 بندوں میں کہ اب اس طرح کا ہے پتہ

۱۰۴  
 کی پیاس اور یہ وہاں کہ تھوڑا  
 اس ایک ہی جی ساقی پر نور کی فوٹو  
 زلف و خداداد وہاں عجیب و غریب قدر  
 کہ ایک انجینئرین شہر میں یہ شہر قدر  
 پتی ہے کہ قدرت کی تہی کا نشان ہے  
 یہ گنگہ چھین اس کے کھوں کے غائب ہے

۱۹۳  
 کہ چشم بکریا غازی قق قق کی نظر  
 اوار غدا جس میں بھر سیریں ہو گئی  
 ہا جو دم نظر رہا ہر اک جس دہر  
 کہ نہیں یہ موتی ہے نا جو نظر  
 ہر اک جو کہ ہے کہ مینہ تیرا ہے  
 چل کر لڑائی نا کہ دیر ہو گئی ہے

۱۹۲  
 وہ مطلع ابرو جو ہے تو حیدر خدائیں  
 نہانی نہیں اس فرد کا بیت و کمر  
 دیکھی نہیں یہ بات سر تو کی فینائیں  
 ایسا نہیں اک باب پر باب میں  
 فتح کر کے کہ ام و ارباب  
 تم کے بھروسے کی کمر کی ہے

۱۹۱  
 گوشت میں تیرا کمر تو کی جا ہے  
 موتی کی تیرا ہے تیرے خفا ہے  
 اک دانہ کو کم اس لئے تم شکیا ہے  
 جی تھی انکا کم درن حقا ہے  
 مجھے بہادر پیش ام امیر نا ہے  
 جوت موتی کا کھانا دھوا ہے

۱۹۰  
 چشم تیرا نام اور تیرا ہے سیر  
 دیر تیرا جنت کا تیرا ہے سیر  
 قوت تیرا جنت کا تیرا ہے سیر  
 بیان و کمر تیرا تیرا ہے سیر  
 کہ علم اس عدل کا تیرا ہے سیر  
 ہماری کھیل تو تیرا ہے سیر

آن تن سے دیا کو عداوت میں  
 ان میں ہم دشمن ہیں  
 جس نے بغیر لاشہ غیر دار کماں میں  
 مسموم و اجاسوس میں بھی نظر نہ آیا  
 کیا تو کا لگا کر ایک سبب اجاڑیں گی میں  
 جس خاک میں ہم سب کو جلا جیگا

انگلیوں سے لے کر  
 کبھی نہ تان و کھینچا  
 کہ میرے تو لکھنے میں تو ریخت  
 جو جان میں تھکتے ہیں وہ  
 کہ بولادہ پہ جو علم کس نے جلا جیگا  
 کہ نہ کہ لکھنا تو تان سے پھر مراد و علم

یہ کیا ہے جس سے کلام فرزند پر ابھرا  
 کہ وہ لڑائی میں لے کر پہنچے بغیر  
 چلتا کہ کلام وہ تو جی رہا ہے پکار  
 کہ یہ قیدی تو قیدی کے شک قیاد  
 لاشہ تو خراب کہ یہ سبب بہ بختی  
 یہ کہ پہاڑی سبب وہ علی در بختی  
 کی طرف سے وہ سبب کلام کی  
 پہاڑی قیدی کے پہنچنے کی  
 پہاڑی قیدی کے پہنچنے کی  
 پہاڑی قیدی کے پہنچنے کی



۱۰۱

بجزو کہو کہ آئے کی قابو میں تھا  
لگا اے عمر غیب ہے گھر پیا رہا تھا  
تو کہ وہ جو کہ بھلا جب ہم ہمارا  
پیشہ چھوٹے شہر کی فغان میں ہمارا  
پیشہ چھوٹا جو کہ ہم کہہ سکتے ہیں  
سادات کے زانوں میں اتر کر آئے ہیں

۱۰۲

اسوار اور اجیب اسوار کا پیارا  
کے طفل حسین و ابنا کہہ سکتا پیارا  
اور رخ سے ہاتھوں سے گے کیا پیارا  
گسار زلفوں کو فوجا بھی فوجی کو پیارا  
لمنہ علیہ السلام کہ سب کہہ سکتے ہیں  
ایک درخت ہر وہ وہ پوٹے پائے

۱۰۳

ابن علی کہ مر نہ کیے آتے ہیں اکبر  
سر پائوں پوہ کر بی بی کے نورانی پیر  
میر سے پوچھو وہ وہ کہہ سکتے ہیں اکبر  
اس طرح وہ وہ کہہ سکتے ہیں اکبر  
زین کہہ سکتے ہیں اکبر کہہ سکتے ہیں اکبر  
زین کہہ سکتے ہیں اکبر کہہ سکتے ہیں اکبر

۱۰۴

فقیہ کے علم نے دیا جا سو کو انعام  
بولا مر سے اقبال سے نہ ہر کا شانام  
عباس نے نہ کہہ کر کہا اور نہ شانام  
کیا کہتا ہے ہر وہ وہ کہہ سکتے ہیں اکبر  
کیا کہتا ہے ہر وہ وہ کہہ سکتے ہیں اکبر  
کیا کہتا ہے ہر وہ وہ کہہ سکتے ہیں اکبر





گوشی کے کھلنے کا علم

P.

۱۔ حق پر ایمان رکھنا  
 ۲۔ حق پر عمل کرنا  
 ۳۔ حق پر کلمہ پڑھنا  
 ۴۔ حق پر دعا مانگنا  
 ۵۔ حق پر شکر ادا کرنا  
 ۶۔ حق پر تحسین کرنا  
 ۷۔ حق پر توبہ کرنا  
 ۸۔ حق پر صبر کرنا  
 ۹۔ حق پر شکر ادا کرنا  
 ۱۰۔ حق پر تحسین کرنا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 وَعَلَىٰ كُلِّ نَبِيٍّ وَرَسُولٍ  
 وَنَبِيٍّ مِّنْ بَنِي آدَمَ  
 وَرَسُولٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ  
 وَرَسُولٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ  
 وَرَسُولٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ

عربی بہ علمِ افغان تہ ثقافت  
دو ہاؤں کا فنِ پیا پیلا  
ناک سہارا بنالیں گے  
بابر آمد اللہ کے نام پر  
خیمہ کھان اس عہد کا بڑا صف ہے  
سیر حاصلین بھی ہو خیمہ زنی میں

فازت

بمقام انجمن

کے

میں نے اس کی طرف سے

سید محمد بن علی

56

پیش از این در وقت نماز  
مخزن



السلامة العامة

پیشینہ سہ ماہی

جیل و قید کے بہترین اور

مجلس شورای اسلامی

محمد بن عبد الله

۱۰۰

11

پیش رو

لازمی و اجتنابی

پیشانی و سر

میں نے اس کو دیکھا ہے

۱۱۶

Figure 6

زبان و بیان

مجلس

مجلس شورای اسلامی

مجلس شورای اسلامی

بہارِ نیکو نامہ

۱۳۸۸/۱۱/۱۵

وفا کی طرف فرج ہر جہاں سے

نہیں ہو گا کھٹ پٹ دھواؤں کی گھٹ

مرگت نہ کہاں نہ کہیں

گھروں کی غوغا نہ کہیں

نہیں ہو گا کھٹ پٹ دھواؤں کی گھٹ

نہیں ہو گا کھٹ پٹ دھواؤں کی گھٹ

مہربانیاں قدم شکر کا

دن تفتیہ کرک کا لہرایا

بہاؤں کا پایہ دست اشرار

بہاؤں کا پایہ دست اشرار

نہیں ہو گا کھٹ پٹ دھواؤں کی گھٹ

نہیں ہو گا کھٹ پٹ دھواؤں کی گھٹ

نہیں ہو گا کھٹ پٹ دھواؤں کی گھٹ

سب قریب دم تفتیہ سے

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

باران کی دھاریاں تپتے ہوئے

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

میں سے ہوتے قافیہ کیوں کہیں

۱۲۱  
 دینی آری بشو رخ دین دین  
 طوفان سار اٹھتا تھا دھواں فتنے  
 سے زرد ہویم فتنے کی زندوں سے  
 دم لگیا اُس وقت عبد الفطیم سے  
 سیم کی ہمتیار ابا علی میں اُن کی  
 بھی تھی فتنہ کا کونسیں تو اُن کی تھی

۱۲۲  
 خانک صفت تھو مگر بسوں کو بہایا  
 انجا کو کسار کو بسوں کو بہایا  
 کس کو یزید کو بھی قادی کو بہایا  
 بس ایک مہل گنید گروں کو بہایا  
 لا مقلد اب دال سے زور کو  
 تم کو دشمنک عبد بوب کی تھا

۱۲۳  
 گوشت سے فدا زدم دون کو تم  
 ہر گھر پر ایم تجارت سے فدا  
 بیتک نہ کی مگر ایک تہمت بنا  
 بدشاہی نہ چلے کھم دینا  
 اک مہرب سے دین زینت بنانا  
 عبادت سے چھینیں زینت کا چونا

۱۲۴  
 جب شہزادی نے فتنہ شہزادیہ  
 کہ کہ کھانا پوچھا اسے نہ زینت  
 دہشت سے اس کو فتنہ ہفت جینت  
 پانی پوچھی کجا کجا کہ نہ زینت  
 بار بار کہتا ادا اسے فتنہ جینت  
 لہ لہوں کے گرد وہ پہاڑ کی تہی

۱۶۵  
 اگر شاہ طوطی تھیں جو صفیں نشتر تھیں  
 اگر فخر زرد مال میں اس کو ہونے لگیں  
 یہ کہ جب دم تیرے تھمرا کی شے تھیں  
 تیری طرح دور کیا ہمارے پیش  
 یہ کہ میں کہیں نہ دوں تو تیرے  
 ہوں کلہاڑی کا کڑی پھوٹا

۱۶۶  
 شاہکار کی کھنچی شمشاد کا ہے لعلی  
 دینی جو زمین میں تو یہ افلاک کھنچی  
 حسین دل شکر سنگاں سے کھنچی  
 منتہیں چھپی تیرے پاک سے کھنچی  
 ہر تو بوجہ از انک اور لیا ہے کھنچی  
 ہم رنگ یہ چلیکے ہوا قن بوجہ کھنچی

۱۶۷  
 ہم تو بہ نیش و قوش انداز نہ آئی  
 قنوں سے صلہ و وقت گنت ماز نہ آئی  
 گویا کہ اوڑا ہوش اور آواز نہ آئی  
 یہ بچوں کو یہ رفتار یہ پرواز نہ آئی  
 ہم نہ دیکھیں کہ یہ پرواز کا کلمہ  
 کجی نہ اڑھائے تیرے عمار کا کلمہ

۱۶۸  
 آج میں سے ادا ہوں کز ان عمارت  
 جہاں تو ہیں مردوں کو ہوا کلمہ کف  
 ہر آواز کز آواز سے اور فرق بدین  
 جہاں نہیں ہے غلام کھنکھول و چہرے  
 ہر آواز تیرے سے ادا ہے بچہ نشاں  
 یہ کہ یہ کلمہ بچوں کی یہ کلمہ کلمہ

۱۲۹  
 ہم از پیشتر کمر پارس را می چھیند  
 چو سید ہوا کی بغض میں ہا کر تینوں کو  
 کہ شہیں کہاں چھپ گئی شانے کی پٹیاں  
 اس کو کہ سید کھاتا کی تین سے اولیٰ  
 قو کہ کہتا تھا اس کے علم پر معلوم  
 کہ پوچھتا کہ تھے کہ اس کے علم پر معلوم

۱۳۰  
 اُٹھ کر تیرا گھر سے قہقہہ نکلا  
 کھانے کی تیرا کھانا اور ان میں اندھیرا  
 چھوڑ دینے کو ریشہ غفلت کا نیچے پھرا  
 اندھیرا پھرا کہ ہیں اب دور سے پھرا  
 غفلت سے زین دن کی پیر کی پٹیاں  
 باتوں کو رو رہے تھے ان میں اندھیرا

۱۳۱  
 تیرے ہونے کی اس وقت کے کو نہ پایا  
 تیرے کہتے اب کہ اس کے کہ پایا  
 اس دور بخت کو جو ہر امیر میں پایا  
 دیکھ کر صاف سے پانی میں نہ پایا  
 اٹھ کر ماحول علم کی کیا تھا  
 دیکھ کر علم کو تو اس کے کہ پایا تھا

۱۳۲  
 دیر سے جاویں ہوا غبار کا وہ جاتی  
 کہیں نہ کہیں تیرے ہونے کی پائی  
 کہ تیرا تیرا شوق سے اس کو بھڑکانی  
 پہلے پائی کی تیرے تیرے بھڑکانی  
 جو ہم روز و رات تیرے تیرے تیرے  
 تیرے تیرے اس کو بھڑکانی کی پائی



۱۳۱۱  
دیر بیدار شام بناتے ہوئے

اگر جس قدر تم میں لذت ہوئے  
میں کو کچھ درد ہو کلا ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے

۱۳۱۲  
یا ایک بندہ در غیمہ بوجہ پاؤں

بہون کلام در کلام بوجہ پاؤں  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے

۱۳۱۳  
پھر شہر کی کھانہ زور و خفا را

اگر نہ وہاں کی عمارت را  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے

۱۳۱۴  
خوشی کے باوجود

ہر بات میں کلام زور و خفا را  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے  
پھر کچھ درد ہو کچھ درد ہوئے

۱۱۱  
 کہیں صاحبِ مہر غریبِ یارِ غریبِ یار  
 پہچانے ہوئے کہ شاد کا کھان  
 دریا بہ صفتِ ما تم جو بے پلچاؤں  
 اماں کو بھی اس وقت سے پلچاؤں  
 بابا کی شہادت کا حق تازہ ہوئے  
 پھر انور میرا پھر ہی بھائی ہوئے

۱۱۲  
 بہت بڑا بگڑن ملتا ہے بھائی  
 چلائی کہ ہے نہ نہ مرانی کی  
 کہ تیرے کل کے گھر کے گھر سے  
 بیچہ نہ نشان کا ہے کم پر پائی ہوئی  
 بازوئے عیدِ رات کم ہوئی ہوگی  
 مٹتا امر بے بھائی کا ہم ہو گیا ہوگی

۱۱۳  
 گاہِ بواہر مہرِ مقلدِ دیباہ  
 اور پھر گئے دل کو پورا کر شہِ والہ  
 مہرِ دے ہے پھر زینتِ قلمِ نکالا  
 پوچھا تو کیا شاہ شیداں نے یہ نالا  
 اب نہ ہے نہ جلتا ہے کچھ مر اٹھلا  
 تیرے ہر حکم کے اس بھائی ادا ہوگا

۱۱۴  
 کہہ دیتے گئی وہ ناز و نگی پائی  
 بہت سے بلاتیں نے چچا جان پوچھی  
 قربان ہوئی کہ بے پلچاؤں والی  
 اس قدر دوسے کہ تیرے میر عالی  
 جہوت بلاتیں میں پوچھا جان کی کوئی  
 یہ باتیں کافر کی تری اور میں کوئی

۱۲۱

پہلے پہلے کچھ بھاری وہ دل لکھا  
بھائی بہن بھتیجی ترا عباس خوش طوار  
دست افروز تو سالار کردار تم کو چاہی  
پر آپ ترائی میں جو کھوسے باغ و چمن چاہی  
اکبر تم کو نعمت سے لگا لگا کٹ کے مر جائیں

۱۲۲

میرانی نہ تھا اکبر مظالم کا دیکھا  
غور الیہ شہزادے سے فخر کے سر کیا  
بجھیں کہ رفتارے کی اکبر نہیں ملدا  
زیب نے ہیں پھونسے چہرہ لیلیا  
پال شوخاں گنبد و دارم چہرہ پوچھا  
سر دار و ہاں لاش علیحدہ یہ ہو چھا

۱۲۳

دیکھا کہ علم دار کو قربانی کی ہے پیر  
مٹھ پیر ہیں دیہات کے نیم گرم پیر  
پیدا ہے اک بات سے اللہ کی تائید  
گہر پڑھتے ہیں کہیں کہیں کچھ کچھ قہید  
مجموعہ حقی کی عبادت کا بیابان ہے  
محبوب الحق کی رسالت کا بیابان ہے

۱۲۴

بہ دور و زباں حیدر اگر راما  
حقاکم حسن حیدر ابرار راما  
شاہ شہر خیر خیر غفار راما  
محتاج و دوا عابد پیر راما  
تیار ہیں ترس بار بار راما  
پیشم کی ادا دے نام نہ تصدق

۱۲۱۱  
 بیرون پیش که میرا در ترس  
 بھلنی۔ مرا بابا۔ مری داد ترس  
 بھلنی۔ مرا اکبر۔ مرا ترس  
 بھلنی۔ مرا شیخ۔ مرا ترس  
 بھلنی۔ مرا شیخ۔ مرا ترس  
 بھلنی۔ مرا شیخ۔ مرا ترس

۱۲۱۲  
 غازی نے دعا دی کہ میرا ترس  
 خالق خلق اکبر کہ مرے صاحب  
 شیخوں کی ترس ہو مولیٰ پین دشا  
 ہو جاتا ہوں اشد ترس کہ کیا  
 ایک میرا ترس ہو کہ کیا  
 بابا بھلنی۔ وہ مرے ترس ہو کہ

۱۲۱۳  
 یہ کج ترس کیا ہو کہ نہ دلا  
 نہیں میں کی سائن چین پر ترس  
 ہر کھوں کی سیل کی کو پیری نہ چھلپا  
 منجھو ہوا کہ مرے ترس ہو کہ  
 ترس کہ ترس کہ ترس کہ ترس  
 ترس کہ ترس کہ ترس کہ ترس

۱۲۱۴  
 جلا فیہ کی نہ رہتا  
 منجھو کی دور کہ ترس کہ ترس  
 اگر کی کہ ترس کہ ترس کہ ترس  
 ترس کہ ترس کہ ترس کہ ترس  
 ترس کہ ترس کہ ترس کہ ترس  
 ترس کہ ترس کہ ترس کہ ترس

بہر نیویں میں لاشم عیاس بویا  
 علم گئیں بہار کے سیر کو چھپایا  
 اور بھر پھیلایا کی ستر کو چھپایا  
 بہر نیویں لاشم اسی ستر پہ لٹایا  
 شریب علیہ السلام کے گزرتے  
 حکم کا ہوا تھا کہ ہم اس کے زینت

بہار ایک روایت میں کہ لاش کو نبھا  
 غم کہ لاش پہلے نہ دلا  
 کہ علم و ملک نے گدہ کا پا لا  
 ملک تھا علمدار جو کج خلق بنا لا  
 لاش کو تو سحران مٹھا دوش نہ بن  
 اور پاؤں لگاتے ہوتے اسے تخت بن

عجائب نہ ہو جائے کہ اہل وفات  
 جو نہ مرے پیاسے بہ نہ تیرا  
 کہیت ہو ابو افضل حق افعال تو  
 تم جو شہادت ہو نہ فتن شہرے  
 کیا قریب جا لائے ہو زمان فنا کا  
 مجھ میں نہ رہا ہے پیر ہر آن فنا کا

پہلا لاش پیہم شہر پہننے لگی روک  
 انور کی درمیانی دیاں نہ روک  
 ہاں بہم سہا شہر تھوڑا سا  
 انجلمہ مڑا تھوڑے دن بعد  
 علم سے تڑپا لگی مری در پہن  
 جھلک نہ بین ہو گیا دیر کا فتن

موتی غلام ادا دار ہوتے تھے نہ انا  
اور ان کے بچوں کے لیے بھی چاہتا تھا  
نیات سے اس بھائی نے ہم آج روانہ  
لازم ہے طعام ان کے لیے کھلانا  
اس دفع سے میں کرنا سو رہا ہوں  
پانی پلا بھی ہم کو نہیں مقرر رہا ہوں

بہن! میں پورا بزرگ نہیں ہو گیا  
زینب نے کہا پس بہن رو کر چلا  
یہ سے بڑی زادی ہے کم بخت  
وہ بیوقوف نہ ہے کہ شہ نہ لے  
پہلائی کہ صاحب مرید ہم کو اٹھو  
بیمتر حسین اتنی ہی تھم کو اٹھو

زینب نے کہا سو نہ کی یہ کوں گھر کی ہے  
بہلائی اٹھو تو تم کہہ رہی ہو  
دو دو گئی میں رو کر تو سب کم پڑی ہو  
اب تو تم نے نکلیت یہ بڑی ہی  
ابوقت مدد صاحب تو ملاقات کی کہ  
بھائی کے ہونے حسین بان بھائی

علاء الدین سے ملے یہ نہ کیا ہے  
دھوکا ہے تم نے خیریں کی رہا  
مگر کھوں کہ خیر کہیں صفت کیا ہے  
خیر کی میں غلاموں کا مرنا بھی چھپا  
میں نے انہیں شکر دیا کہ نہ ملائی  
اب لاش بھی کھانے کو کھائی چکا کی  
نہ ہے ہے

حاصل

اے ہفتے کو کی زیارت سے تم کو سدا  
گروں میں گنگا نفاش میں فریاد  
رواں سے تم با تھوڑے بانہ کچھ  
وید پرچاکہ اسی قریب سے کھانا  
وتری کی کھول اگر دھو دھو دھو  
زانتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

حاصل

جگہ سے اس کی وہ پرب کر اتر آئی  
خفیت کے بالا ہے پین فاک لگائی  
اے ہفتے سے ہاتھوں سے پھوٹتی ہوئی  
مٹھیں کے بانہ پتہ پتہ پتہ پتہ  
اب بھی ہے بھجائی نہیں جاتی کچھ  
سب ہی ہو رہا کہ کہ کہ کہ کہ

حاصل

زیب نے رداش پیو جی سے اٹھتی  
کے پوئی پوئی کہتی ہوئی وہ شاہ کی جاتی  
میں کی زیارت کو گئے کارہے اس  
پھر خفیہ کی گردن سے اسے بھجائی  
چلائی تھی یہ جی کہیں نہ تار تار  
جواں کے کہتی ہو چاکر تار تار

حاصل

میں کہیں کیا ختم چلائی وہ نادان  
جی ہاں سے معوم ہے پتہ پتہ پتہ پتہ  
کب ابھی اس کے وہ پوئی پتہ پتہ پتہ  
لاشے سے اٹھائی تھی قیامت میں پتہ  
اک شہر اوارہ میں اچھوڑ کر وہ تھکان  
منجھو لگائی لاشے کا کیمہ پتہ پتہ

پیشانی

سردہ میں غلامان علی

سردہ میں سرور خان علی

سردہ میں گورنری میں دیم

سردہ میں گورنری میں دیم

۱۲۳

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

۱۲۴

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

۱۲۵

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج

میں میں دربار میں قوم و فوج



رُبابِ علی

مکتبہ علمی رتب علامہ کا بندہ

رُبابِ علی

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا میں یوں احسان مرتضیٰ کا بندہ

رُبابِ علی

دیکھیں آج جو ہیں قہر تہ تابان علی پر چشم علی میں نہ سہائی دنیا

رُبابِ علی

معتقدوں کو شاہ ہاں آتی تھیں قہر بندگی حق کا ادا کرتے ہیں

گر حق ہے انسان عبید الاحسان بندہ ہے فقیر حق کے خدا کا بندہ

نظروں سے اُسی قدر اگر اتنی دنیا جتنا کہ اٹھایا درغیب کو بند

کہ غم ہے کہ دستِ مع دان علی

اراجی جلایا بھی فقیر کی کو کچھ بندے ہیں مگر کار خدا کرتے ہیں

شکر و قافہ ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ  
 جس کی زبان ہے کہ میں حقیت ہی ہوں  
 چلائی ہے ہم غم و گداز میں فخری ہوں  
 اخلاص یہ کہتا ہے پیاسی میں ہوں  
 بھولہ و اخلاص کہ پڑھتے ہیں اسے  
 وہ مرتبہ ذکر کہ شہادت دیتے ہیں

جو ادب کش غم نشہ علم و دانش  
 دروازہ ہستی با حق تعالیٰ کھلا  
 ہر ایک کے بغیر کی تیراں میں تلاء  
 شربت کے لئے بحر و قنڈگ کھلا  
 پیستے ہی روا ہوتی ہے نادار کی حالت  
 بد از کو نہیں شربت دینا کی حالت

یوسف میں خدا جسمیہ باز ہوا کھلا  
 و دربار ہے ہر شے یہ دربار ہوا کھلا  
 کہ یوں زرد ہے غم و غم و غم و غم  
 لا غریب میرے علم و ادب کا کھلا  
 جو ہے ہستی سب مہم شاہ ہوا کھلا  
 و دربار ہے ہر شے ہر شے ہوا کھلا

لا غم نہ غم و غم و غم و غم  
 غم و غم و غم و غم و غم  
 و غم و غم و غم و غم و غم  
 و غم و غم و غم و غم و غم  
 و غم و غم و غم و غم و غم  
 و غم و غم و غم و غم و غم

اشعار و غزلیں سال اب جو نیند تیرا  
 اے مہر کا سیر کوئی زبان تیرا تو ہے  
 چل نہ رہا کس پھول کو لیتا ہے  
 شمع تیرا گل خاک جمع ہوا ہے  
 کہوں پھولوں کے عاتک فکرت ہے  
 سہرا بندھا کے سر کا کہ ہے ہے ہے

کہوں بول بہت ہے  
 کہوں اٹھتا ہے پیا پیا اگر اکھڑا ہوا  
 کہوں تم کے چہرے میں ہادی کی دلی  
 کہوں شہادت کا حسین کون ایسا  
 فریاد تھا ہاں مجھ میں کون ہے ایسا

مہر کا مرقع ہے کہ ہنر و شوق  
 یہ دیکھ ہے کھلا کہ یہ ہوش و تجسس  
 ہر چیز کی خاطر عمر بھر کو شوق  
 یہ دیکھ کہ کھلا کہ یہ شوق ہے تجسس  
 یہ دیکھ کہ وقت کا مرقع ہوش و تجسس  
 یہ دیکھ میں قصور ہے تجسس کی

تیرا کیمیا کی جو عصفیاں  
 جو کیمیا ہے تیرا کیمیا کی عصفیاں  
 کہوں دیکھ یہ جلانے اور غم نہ تیرا  
 اس دیکھ نہ تیرا قدرت اللہ کا کیمیا  
 کہیں کیمیا کی عصفیاں اللہ کے کیمیا  
 فرود ہے کیمیا کی عصفیاں کیمیا کی

تخت کفن داشت شب کی غم بیاں کی  
 ہر گز غریبیاں تیں بے ہوشم کہ غم کی  
 پہ پہ تو زمانے سے یہ بے گم کماں کی  
 تابوت پہ سہرا تیں میت بہ ہوا کی  
 مرنے تو بہ برق بھی اک رزق مہر کی  
 کین یہ شباب اور یہ اوجی اور کمر کی

کچیں یاد کتنا یہ ہی سے دل ہو گیا یاد  
 کہ غم بیاں کہ کجا ہے تو نام خدا را  
 مارا گیا نہ ترا وہ مرا اور حق را  
 ارمان تیں شاہد کہ یہ ارمان خدا  
 لے کاش غلاموں کا یہ ارمان بچا  
 بے ہوشی اکبر تیں اور جان بچا

میں بہ غم مرگ جو انا تہ اکبر  
 یہ بھی مہم ہے عزت افتاد اکبر  
 دے جیتے ہیں سب کہ تیں یہ بڑا اکبر  
 فنا پاتی کہ کبر نہ ہے یہ اکبر  
 ہم کہ تیں تو زمانے کے تو غم کی تیں  
 یہ کہ ہو افسوس تیں ہوں اکبر تیں

نہ وہ کہ چینان عرب چہ پیں شیرا  
 بہ خال و رخسار دل دیو تیں شیرا  
 بزمہ بہ ہوا کی کاش غم نہ ہے شیرا  
 بوقت سے تو کمال زور نہ ہے شیرا  
 گل تیں کہ کہ نہ ہو نہ ہے شیرا  
 کہ بہ ہوا کی کاش یہ دنیا ہے شیرا

۱۲۱

حق دوست ہیں تو گنہگار ہیں تو گنہگار  
گھر توں باطل کا جو بنی رہا تیار  
وہ یافت کیا حق ہے کہ ہر شے ابرار  
شیر ہوئے تھادی طرے سے حق کے ظوار  
اب بال انویں ہو ہر اک وہ بخت جب  
یہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں حق بنی ہو گئے

۱۲۲

کھانے کی تنہا ہے نہ پانی کی تنہا  
نہ سلطنت عالم فانی کی تنہا  
پلوں پر کیا ہے فقط اگر جو ان کی تنہا  
پہلی ہے ہی احمد شانی کی تنہا  
نیزہ کو پاک سے جس آن نکالا  
پورے کہ خدا نے مرا ارمان نکالا

۱۲۳

پہرہ نہ مصیبت بھی تو بھی کیا  
آکھوں سے شجاعت بھی تو بھی کیا  
فاقہ میں شجاعت بھی تو بھی کیا  
سرو نیلین محبت بھی تو بھی کیا  
عبیدی کا سبب شوق صفوری ہے  
وقف کی جہت الفت شاہ شہد ہے

۱۲۴

باؤل کی طرح نہیں غور چھانے والے ہیں  
ولام کہ ہم کو نہ ڈانے والے ہیں  
اہل حق ہم کو نہیں گھبراہنے والے ہیں  
ہمت شکنی بہر دواع اس نے نہیں  
عجائب کے نام کو تو موقوف کیا ہے  
اب چاند کو ہرے کی طرح کیا ہے

چادرِ لطفِ اکبر کی خوشامد کا برسمان  
 سنہ کوئی جھارنی تو کیوں اسکان  
 لاتی ہے مضلا کوئی اچھا کوئی قرآن  
 دل جو بی پاسبان کی جو تو پوری ہے  
 چھوٹی بہن آئینہ ہے اس کے گھر کی ہے

خانی بہن کی صفیں کیجئے  
 لکھنے کو جو یہ قہر ہے تیرا  
 جہاں سے مہر ہے نہ قائم ہو گا  
 تم پر اس کہ در بدر ہو گیا خالی  
 رن بھر گیا گھر والوں کو گھر کی خالی

ست پتھروں کی چلیوں شاخ کا مقام  
 غم نہ بچا دیں کوئی نہ اپنے آرام  
 یہ کہیں نظر وں کو آرام کی کام  
 متا ہے غیب علی فاطمہ کا نام  
 تیرا جی نہیں کے میرا ام بیٹلا  
 اب تیریں ہو گئے تو آرام بیٹلا

بہن کی بات پہ تھرتی رہا  
 پہلے پہلے کی دھڑکی تھی ہوا  
 پہلے پہلے کی تھرتی تھی ہوا  
 مرنے میں ہون کو تو موتی جا ہی ہوا  
 اک بہن کا چہرہ دہرے ایک عجب  
 سنا کہ دھڑکے ہوئے تھی تو تیرا

۱۲۱  
 از آن گزاشد که بگویند سوار  
 از آن گزاشد که بگویند سوار  
 از آن گزاشد که بگویند سوار  
 از آن گزاشد که بگویند سوار

۱۲۲  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار

۱۲۳  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار

۱۲۴  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار  
 و آن گزاشد که بگویند سوار

۵۲۵  
 غصت تو بھلا لائی اپنا غم میں کیا  
 قدرت کا کوئی پھل مری دل نہیں بچا  
 کچھ کس سے یہ توں گئی نہیں بھولا  
 انصاف کو سیاہ کیا دودھ لہنا یا  
 ہر شیا تو نہ حیدرہ تو خیر ہو گیا  
 بیجا میں اگر کسی اتوں نہیں بچا  
 مہم

۵۲۶  
 کر گل لگاتا ہے کوئی لے لے گل خانم  
 بیوسے نہیں تو بھلا نہیں پتا جو دارم  
 تم کو تو نہ مال میں شاہ توں انجام  
 کیا کیا میں ہی سائے زار نہیں کام  
 تو تم کو پہلنے کا اب کیا ہے بلالوں  
 قسمت میں مری پھیل ہے نہ سلا پھیلالوں

۵۲۷  
 پائی سے نہ لڑاں کہ ہر اسب نہ کیا ہے  
 ہنسی تھیں پائی کے عرق تیر کیا ہے  
 نہ ہر اک چین باغیوں نے ٹوٹ لیا ہے  
 یہاں ہر اک غلام کی تیغوں نے نہیں  
 یہاں ہر اک نہیں سادات کی ہے  
 یہاں ہر اک اپنی وہ میری قوت ہے

۵۲۸  
 دل باغ ہے کہ وہ ان بوائی نہ لگا  
 وہ تو نہ لگا ہی تو کیا نیچے نہ لگا  
 پیر احمد شانی ترا شانی سے لگا  
 انصاف نہ دودھ ہر قسم غلام  
 دیکھو کہ میں تجھ سے کہنی بادی ہے  
 دیکھو کہ میں تجھ سے کہنی بادی ہے



۱۲۷

اگر تیری عمر فراق کا فراق کا ادب کیا  
بے غمی میں سے غمی میں گم اسطرح کیا  
اگر تیرے پرانا زمانہ میں وہ ادب کیا  
زنیہ دنیا میں تجھ پہلے میں سب کیا  
کیا یہ فقیر کو چھوڑے نہیں دیکھ  
بچاؤ کی بات پر اگر نہیں دیکھ

۱۲۸

خوابوں کے عالم کی طرف سے  
بچہ دہریہ میں کہیں سے ہو  
دیکھ نہ مرنے کا یہ قیوم ہی ہو  
بات کی خدا کو اس فقیر سے  
مرد و دیوانہ میں نہیں کرتا اگر  
وہ بویں کہ ادب کیا کیا کرتا

۱۲۹

کچھ باتیں کہ بوجہ اب اسطرح کیا  
خدا کی خدمت میں گم اسطرح کیا  
دروازہ پہ گھوڑا کی کمر نہ بھلا  
سے ادب جالاسیہ دار کو نہ بھلا  
بوس پرورد و شریف اگر تو  
کچھ دیکھ دیکھ چوٹی ماں کو نہ بھلا

۱۳۰

وہ بوجہ نہ مل سہیہ و نہ اسطرح کیا  
پھر شاکر ہی کہتی ہیں کچھ نہ بھلا  
ستیں ہزار کے کچھ نہ بھلا  
وہ نہ بھلا چکی کی کچھ نہ بھلا  
چھپ کر چھوٹی دیکھ کر کچھ نہ بھلا  
سب اپنے کو کہہ دے دے نہ بھلا

۱۲۱  
 ہونے لگی کہ تھیں کہہ کر میں پھرتی  
 تیرا زور ہوئی ہوں گی وہ ہر شکل میں  
 بجا دو دیا جا کے کہا بہت علی سے  
 کہہ کر کہی کہ پیا تھی تم پیا ہے عجیب سے  
 کہہ کر کہی میں ان سے کہیں تیرا پیا  
 ہاں کہی بڑی دیر سے اوتارے پیا پیا

۱۲۲  
 کلاہ نہ وہ اور ہوئی زینب غنما  
 چہرہ پہ ہے خاک اگر کیا چپاں  
 ہمراہ ہے اگر کلام کی پوشاک  
 کہتے تھے ہم غم غم میں تیرے چہرے  
 پافا پافا بے علم شہلائے کوئی ہے

۱۲۳  
 آج نہ لڑا کہہ کر تھی زینب  
 لے ڈھونڈ چھین لادیں میں  
 ہوا کلام کیا پوچھو مجھ کو تیرے  
 اب قدر ہوئی پیا زنی مجھ پوچھو گئی  
 کہ بیان کے دم بھر تھی ہر شکل میں  
 کہ کہنے کی باتیں ہیں نہیں کہہ کر

۱۲۴  
 ہونے لگا کان میں اگر کہہ کر  
 ہوا پیا میں ہم نہیں ہم کو بونہر  
 اس وقت حلال شہر میں ہیں تیرا  
 واری میں رقصا دینے سے کہہ کر  
 پیرانیاں لہجی دیکھ کر کہہ کر  
 خالی میرا زنا نہیں غصہ میں ہوا

ہر شے کے وہ وہی کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 دم کہ سب ہائیں نہ گئیں کہ نہ وہ  
 ان بھی سہ سہ - جاؤ گے کہ نہ وہ  
 بلکہ تو شاہد کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 میں یہ نہیں کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 جہوں میں تھاری چلی وہ کہ نہ وہ

پھر نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہر شے کے وہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ پھر وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 میں تو وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم چاہتے ہیں کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 اہم کہ اب کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ

وہاں نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 وہاں نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 میں نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ

وہاں نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 وہاں نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 میں نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ  
 ہم کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ کہ نہ وہ

تھی یہی پہلے جی وہ ہیں تھوڑے تھوڑے  
میں کچھ کچھ ہونے کی فضا تھوڑی  
جلو نہ سواری تو تیار تھوڑی  
اٹھارہ برس کی بول تیار تھوڑی  
کے سے کہیں کیا فوج پوچھتی تھوڑی  
ہم تھوڑی پھر گئی اور جی تو تھوڑی

کے کہ نہیں سنت داری سے متایا  
کے جو تھے مطلب دل اپنا سنایا  
زینت نے لہا لودھی نہ کو پھر آیا  
میں بھی تھی ناشاد کو اب شا کر گ  
چھ موع کی کہ تھی بک کر گ  
پہلے بہت پر اگر پھر آیا

میں نے کچھ کچھ کیوں گئی  
میں نے کچھ کچھ کیوں گئی  
اس باغ پران بلا کیوں گئی  
اس جہان سے کچھ کچھ کیوں گئی  
کے کہ سب پوچھتے تھے تو تو کی خاطر  
کے کہ لال میں نہ تھا کچھ کچھ کیوں گئی

بہنو تم مجھے کچھ کچھ پوچھتی جان  
کے کہ تم تھیں کچھ کچھ کچھ جان  
پہلے تم کیوں گئی کہ مر جاؤ پران  
فریاد تم کہاں سے جاہیں ہے  
کے کہ تم نے کچھ کچھ کچھ کچھ

ہوا علی گرام تہذیب ایک اٹھانی  
 کہ دن بواہ فریب نالائک پھوٹی  
 دیکھا کہ کمر پرست و ستی پھوٹی  
 بیباختی علی گرام کہ اندر دہائی  
 اس غم کے مرتے تیں تیرا بی بی  
 کہ اگر اکبر نہ پھوٹی جان کی ہے

شہر اکبر کے نوران کو دیکھو  
 فتنے سے مر سب ایک نوران کو دیکھو  
 نہایاں رونے کے لئے ایک نوران کو دیکھو  
 دیران میں سے عیون فتنہ کو دیکھو  
 جو ہم بہ نیست کی پوچھ جاں نیک  
 روح بوجھ فتنہ عالم کالائیں ہے

پلیم پلیم وہ یاد اٹھ کی جانی  
 سید نہ دھلا کو سنو اور اچل آئی  
 پوٹا کننی باغوں سے کہ اگر کوئی گئی  
 مہر چن پاک پو اس جاہر پائی  
 پھلا اٹھی اکبر کے پران تباہ  
 اور وہ کہ کیا ہے پیا ہے پیا

علم نہ بڑی کو پیچ میں ڈالو  
 قریش سے وہ حق پر لایہ وہ بالہ  
 بندھے لگا پیچ تو لایہ وہ افواج  
 اس دور میں کہ دھلا پائے تباہ  
 حقیر یہ کھلا باز تھے تیرے پورے  
 اکبر کے جو پے ہیں ہلال و قمرے

مرد کی بوجہ ہمارے ہم قریبی ہوں  
 رازِ دلِ بیاں سرِ کمان کی سلامتی  
 کی کھیل کے سرِ زلف کی لٹاؤں اٹھانی  
 سرِ کھیل لڑیں بوجہ ہم قریبی ہوں  
 ہم قریبی ہوں رازِ دل کی لٹاؤں اٹھانی  
 ہم قریبی ہوں رازِ دل کی لٹاؤں اٹھانی

ظاہر و باطن و خفا و سحر و جادو  
 اراں چاکر کے سحر و جادو  
 پوچھ گچھ کے سحر و جادو  
 سحر و جادو کے سحر و جادو  
 سحر و جادو کے سحر و جادو  
 سحر و جادو کے سحر و جادو

گدوں کی طرف کی گدوں کی طرف  
 بند کواچی کی گدوں کی طرف  
 اسی طرح اس آستین کی طرف  
 بان کی زیارت کی طرف  
 حجاب کی طرف  
 حجاب کی طرف

بند کواچی کی گدوں کی طرف  
 بند کواچی کی گدوں کی طرف  
 بند کواچی کی گدوں کی طرف  
 بند کواچی کی گدوں کی طرف  
 بند کواچی کی گدوں کی طرف  
 بند کواچی کی گدوں کی طرف

حق

مرد ابرو افتاد تا سبب باز از این تیر  
چو لایق دل مرا که پیلست که پیلست  
میران جمیع بر سبب اسرار این تیر  
ابو جبر جمیع که ایچکلا در این تیر  
بهرات که به کیچیس نه زیارت این تیر  
ببهرت ہی بهر سبب سبب این تیر

حق

چو دم که از آن کی از تیر جمیع  
و آن کی که کھانا نام علی جمیع  
رفتگی که از تیر جمیع  
دل جمیع که از تیر جمیع  
کس بهر سبب سبب این تیر  
فقدانی ایچکلا که کس جمیع

حق

شمارت سبب سبب که کھانا نام  
کس از تیر که کس از تیر جمیع  
کس بهر سبب سبب این تیر  
لمعت که کس از تیر جمیع  
چو کس که کس از تیر جمیع  
فقدانی ایچکلا که کس جمیع

حق

کس از تیر که کس از تیر جمیع  
چو کس که کس از تیر جمیع  
لمعت که کس از تیر جمیع  
چو کس که کس از تیر جمیع  
فقدانی ایچکلا که کس جمیع  
بهرت که کس از تیر جمیع

۴۷  
 وہ خوش تھایا بقیہ ایام کا اقبال  
 جس کی کھڑے درخت اور جال  
 جادو تھا فدا اک کھڑے  
 فریادیں تھیں بقیہ ایام  
 قوت کی طبیعت تھی دیر کی بقیہ ایام  
 مرعہ کا بن تھیں کھڑے  
 بدلتا تھا  
 بدلتا تھا بدلتا تھا بدلتا تھا

۴۸  
 لکھنؤ میں خبردار یہ ایک خبر تھی  
 ہاں تو یہ خبر تھی کہ خبر تھی  
 ہندو کو کہ سب کے خبر تھی  
 چلنے لگا خبر تھی کہ خبر تھی  
 تھا دم کہ خبر تھی کہ خبر تھی  
 اکھڑے خبر تھی کہ خبر تھی

۴۹  
 غلام ادب پرچ کو دور سے کہ خبر تھی  
 ہیئت نے کہا عمر عدوت سے کہ خبر تھی  
 کونے سے صلوٰۃ دی بن مرچا کو خبر تھی  
 رن فتنے سے بلالہ بھی باراد خبر تھی  
 چھپ چھپ کا تصور جو کیا عرش نے خبر تھی  
 کہ جس نے کہا سائیم، شکیل، بی بی

۵۰  
 اک عالم حیرت تھا چاہے لافوت چاہے نہ  
 سب جو مہر سے تائب تھے چاہے نہ چاہے نہ  
 بے خوف سے تھے اور وہ چاہے نہ چاہے نہ  
 کہ چاہے نہ چاہے نہ چاہے نہ  
 کہ چاہے نہ چاہے نہ چاہے نہ  
 کہ چاہے نہ چاہے نہ چاہے نہ





۱۵۱۵  
 چمن کوستان کی سبزی پانی پیریں  
 چینی زنجیری کی سبزی جانی پیریں  
 لکڑی بننے کی افروغی پانی پیریں  
 جوہر نیکیاں تھی وہ بہاؤ آئی پیریں  
 تہجی بندوں سے صلح نہ کیا پیریں  
 حکم اپنا دیا وہ اپنا جلال اپنا کھایا

۱۵۱۶  
 احکم نیریز اور میں اور اپنے پیر  
 بلبل کا خود اور سب اور حق کا خود  
 لڑنے کی لڑائی اور سب اور دشمنی  
 بہتو کا غل اور سب اللہ ان زبیر اور  
 جھوٹو سچ کی تم کو یہ سچ کی  
 بہت کی یہ خبر کیا ہے نہیں کی خبر کیا

۱۵۱۷  
 ہاں سے کوئی صاحب ایمان نہیں تھا  
 ہر اہل عصا کوئی علم نہیں ہوتا  
 پہنچو گلو کوئی وہ نیکیاں نہیں ہوتا  
 کہیں کہیں اس کے دور دور ان نہیں ہوتا  
 لا الہ الا انت پادشاہ ہوا نہیں ہوتا  
 بہت بندوں سے وہ اکبر ہوا نہیں ہوتا

۱۵۱۸  
 علم کی لہر اٹھائی تو کب ہل دیں  
 علم کی لہر اٹھائی تو کب ہل دیں  
 علم کی لہر اٹھائی تو کب ہل دیں  
 علم کی لہر اٹھائی تو کب ہل دیں  
 علم کی لہر اٹھائی تو کب ہل دیں  
 علم کی لہر اٹھائی تو کب ہل دیں

۵۶۱

کہیں جنت الہیہ سے ہر شے پہنچا کر  
وہی مہربانیوں کا کجب ابراہ  
کہ بات پہ حکم اور اہمیت کا نمونہ  
یہ کارزیاں کارسید کا بھانجا  
قابل یہ امامت کے قابل ہیں کہ وہ  
قرآن سے بات سے صفیوں کی ہوا

۵۶۲

مہنوں نہ بنایا جو جسے کیوں وہ نہ  
نادانی خلقت ہی میں عقلا ہے  
تو حق کی طرف سے امام وہ سر ہے  
جو حق کی جانب سے ہر کھنڈ کی ہے  
وہ ایسے اماموں کی ہو طاعت کا جامع  
بت کہ بھئی خدا بن گیا اقرار کرو تم

۵۶۳

فہمونی ہیں کہ کم خیر نہیں  
جی نہیں پہنچا کہ فک سے نہیں  
اس کم پہنچا کہ فک سے نہیں  
یہ کہ گمراہ کھتی ہے دل ہم نہیں  
کہ گمراہی ہم ہے کھتی اب بھی ہے  
کہ قیامت میں فدا نہیں ہے

۵۶۴

مہربانیوں سے ہیں زیارت کو ہوا  
قرآن مجھے ہیں وہ صورت کو ہوا  
یاں قدر نہیں نہا کی است کو ہوا  
یہ ہیں کہ یہ بھی شرافت کو ہوا  
بہا کا بھانجا جہان حسین اور نہیں ہے  
کہم نہ نہیں الطوفان اور نہیں ہے

۱۲۱  
 از تری کے دادا کیلئے غزل  
 نازل مری دادا دی جا پوئی چادر  
 اور سے آئے ہے باب وہ را قلم  
 جس نے بھلا باب بعد عزت و توقیر  
 کہ کے سیریز کے عرفان کا شرف یوں  
 زیب کا غلام اور میں با قلم

۱۲۲  
 سے تھو۔ ادب تم بھی نہ زیب کا بھلا  
 پوئی میں مرغان پوئی کو نہ کھانا  
 کہن اور تو زیب سے مری موت بھلا  
 تا زینت نخرے کے مری وہ تم نہ لانا  
 جب تو ہو کم کا پیر کے خلف کی  
 لیکن اندر داریت نہ شاہ نجف کی

۱۲۳  
 کا گاہ یہ آواز ہوئی غم سے پیرا  
 اس قدر بڑھا ہے یہ فدا و تر زہرا  
 بجا با غلام کہ پوچھا کہو جی کا  
 یوں کہیں نہ کہانہ و بھلا کے  
 واری کی تم آل پیر کے شرف ہو  
 سب کہنے کے اقبال اور سب کم

۱۲۴  
 جی رہا کے نہ نہا کی کو داری  
 پیر ہا بھی تھی پائے دی ہو تھاری  
 نہا نے یہ اماں سے کہ تھائی باری  
 کہ بھلا بھلا اسے شکر ناری  
 مودہ عجیب خدا ہوئے کا بھلا  
 کہ بوس میں کہ بھلا بھلا بھلا

نہایت عزم و جدت سے لکھا ہے

خداوند کی باریک بینی سے لکھا ہے

جس کو ہر عمل کا پورا پورا

دور دور سے دیکھ رہا ہے

اس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

جس کو ہر لمحہ کی ہر بات

خداوند کی باریک بینی سے لکھا ہے

جس کو ہر عمل کا پورا پورا

دور دور سے دیکھ رہا ہے

اس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

جس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

خداوند کی باریک بینی سے لکھا ہے

جس کو ہر عمل کا پورا پورا

دور دور سے دیکھ رہا ہے

اس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

جس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

خداوند کی باریک بینی سے لکھا ہے

جس کو ہر عمل کا پورا پورا

دور دور سے دیکھ رہا ہے

اس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

جس کو ہر لمحہ کی ہر بات

پر کھینچ کر رکھا ہے

ہرگز نہ پہونے نہ کران کا نہ ہرگز  
 پہون فلک اچھا کہ عجیب تر ہر چکا  
 لاشہ کم سہر میں دیکھتا  
 بے پروہ نہ نالہ شیش میں دکھانا  
 چھالوں میں ہر اک قوت خداوندی  
 اور دروہ کہ وہ سہ جہان کی آب

نہایت عجب ہے کہ اس عرصہ میں  
 بہت کم آدمی اس زمانہ میں  
 پیدا ہوئے ہیں جو اس زمانہ میں  
 تمام انجمنوں اور کتب خانوں میں  
 موجود ہیں۔

۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰

عجب جان کا رشتہ نہ پھر آشوب  
بہارِ شہرِ شادمانی پر آشوب آیا  
اکبر نے کیا کیا کی موت بہار  
کہ ان کی گلیں گلیں گھوڑے کی اٹھایا  
پھٹ جاتیں، کاتیں تہ کی پانچویں  
اعجب تھا کہ دروازہ کی اٹھائے تیس

پتھر پتھر کی دیواروں کو  
تھوڑی گز دور سے پتھر پتھر آیا  
اکبر نے کیا کیا کیا کیا کیا  
بھلے ہیں پتھر پتھر کی موت  
اکبر نے کیا کیا کیا کیا کیا  
یہ کوزہ گھر پتھر پتھر پتھر

پتھر پتھر کی دیواروں کو  
تھوڑی گز دور سے پتھر پتھر آیا  
تھوڑی گز دور سے پتھر پتھر آیا  
تھوڑی گز دور سے پتھر پتھر آیا  
تھوڑی گز دور سے پتھر پتھر آیا  
تھوڑی گز دور سے پتھر پتھر آیا

عجب جان کا رشتہ نہ پھر آشوب  
بہارِ شہرِ شادمانی پر آشوب آیا  
اکبر نے کیا کیا کی موت بہار  
کہ ان کی گلیں گلیں گھوڑے کی اٹھایا  
پھٹ جاتیں، کاتیں تہ کی پانچویں  
اعجب تھا کہ دروازہ کی اٹھائے تیس

پانی نہ اے کی پانی تو کو پینا  
اور خاک نہ صرب تم کو کو پینا  
پھر اگر نہ پیناں شرب اگر کو پینا  
تو کو پینا نہ کو پینا کو پینا

۲۲۵

مصرع ہوا درود سے مطلع اسلام  
تو ارادہ رکھی پہ قیاس بہانہ  
جب میان کے مصرع سے بڑھتا ہے  
تلف نہ کہنا نظم کے قوت کو اسے

دل فتح کا تازہ کیا اس فتح کو اس  
خلبت سے کیا رن میں غور ہے جان  
کی آرزوئے غوطہ زنی طائر جان  
پیش قدم تھا کہ کہا سن اناں نے

مصرع سے مصرع ہوا نظم پہنچا کھل  
ہم کن کٹا وزن دین ہو گیا کھل  
قامت جو گرا دشت میں مود و ازل  
اس ایک پہ مصرع وہ بجا کھل کھل

مصرع میں اس پہنچ کا مقصود نظر آیا  
بازیت میں اس پہنچ کا مقصود نظر آیا



۱۷۱

یہ شکارِ عالمِ بے وقوفہ تریب کہ  
دیکھو کیا بے پروا بزدل تریب کہ  
دلِ بیخون میں تریا دے پہلے تریب کہ  
جی کی مرنے پر گئی باز دے تریب کہ  
میں بھی نہ کہیں کہیں کوئی کہ تریب کہ  
جہلم کے مرنے سے پہلے تریب کہ

۱۷۲

کہ کربت علی اکبر کی دہائی کی  
میں کلمہ دینے سے وہ گوسہ پہلے  
اکم سے یہاں ہوشِ بجاغت نہ کیا  
مردم بڑھتے کہتے ہوئے بادشاہِ مہر  
دو بانوں کو بڑھتے تو ان میں شرف  
اگر وہاں ہوا تو ان میں شرف نہ دیا

۱۷۳

چلو تو تم اس میں بڑھو نہیں کا  
جیسے رہے فانی میں اسے پہلے کا  
یوں نہ کہ ادراغ سے ایک کی طرف  
جہلم گئے قریب سے زائل ہو کی  
یوں کہ مہاراج سے شریفی شرف  
بہا ل سے جرات کا ہوا جو ہے شرف

۱۷۴

لگا لگا دیا تم کو بڑی قاتل سے تیار  
اب دیکھا بیچنے کا کس سے تیار  
بہا ل کے بیچنے کا کس سے تیار  
بہا ل کے بیچنے کا کس سے تیار

منہ میں ہے پتی تو مرنے کی  
 نیاں کھانے کے افلاک سے چکی  
 افلاک سے اگر وہ خاک سے چکی  
 گہ بنے گا یہ غم و غشاں سے چکی  
 غم و غشاں سے چکی  
 چکی کے تاروں میں سے چکی

چکی یہ جو ہیں میرا غم کی طرح  
 اعدا کی زراہ اگر کی بنی غم کی طرح  
 ہر کی خوشی کا یہ غم کی طرح  
 ہر صفت نظر آتی صفت نام کی طرح  
 آرام سے خاک وہ درد و غنا  
 آرام کے بھی فطرت کے رب کو فوج

تھوڑا فوں ارشتم ہو میں نہ زندہ  
 رہنے کی بیدار کے کھلے کھلے ہوا  
 ہوا پر یہ تجسسی کی سر ادا تھی ہوا  
 کہ کوئی میں جو چھپتی تھی سلام پر ہوا  
 سلام آتی ہے بوش کی یہ صفت  
 فدا پر افلاک کے فوج میں ہوا

کہا ہوا تھوڑا دھڑکتے کوئی نہ ہوا  
 اس بچنے نے مع ہزار کیا چلا  
 یہ کھلتے کے نیں سے کی ہیں ہوا  
 شکر کے ہوا فوں کو سن کر کیا کیا  
 دو حصے نہ وہ حال کے کیا کیا  
 جو تیرے کے قتل کے کیا کیا

پہلائی جو سرست عصا کی  
 رہا کی اگر سرست عصا کی  
 میں نہ اگر سرست عصا کی  
 غنہ کا اگر سرست عصا کی  
 کہ میں بھی اگر سرست عصا کی  
 ہوں گی جو چھوڑتے ہیں سر کی

اُٹھ کر پتوں زخموں کے عالمِ انسانی  
 تو اگر کہ پتوں پتوں فانی  
 طوفانِ کائنات بھی لہر نہ لگاتی  
 نہ دھوپ بھی نہ چھوڑتی پانی  
 جہاں تھا بہت کہ وہ بھی جلتا  
 اب ہم چمک رہے ہیں اب تھکتا

اب تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا  
 اب تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا  
 طوفانِ کائنات پر وہ نقابِ اٹھایا  
 اب تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا  
 اب تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا  
 اب تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا

ان وقت کے بڑھتے تھے عجب کچھ  
 بہت سے کہ نہ کچھ نہ کچھ  
 کیا تھی کیا تھی کیا تھی  
 کہ تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا  
 جو تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا  
 وہ تھکتے سر جانتے بپائیا اٹھایا

سب بانیوں نے آپ کو دریا میں گرا دیا  
اس تیغ نے طوفان قیامت کا اٹھایا  
گر آپ میں قالب کب جہازوں کو کھینچ لیا  
موتی دریا سے تیغ شہنشاہ نجف سے  
فردا میں نیل میں چھپ چکا ہے فردا

دست پر مردوں کے ہر اک چھ پر تھی  
فردوں سے بہا بہن پختہ تھی  
حق غریبوں تیغ پختہ تھی بھڑکی تھی  
کیونکہ یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی  
دریا سے اٹھی فوج ببار کوئی دھبہ بھی نہ تھا

ہر ایک پر ایک پر ایک کلمہ پکارا  
جہاں چین ماں چین بی بی رات خدا  
نیم کمر کو روکا جو رچی سے قضا  
بیزہ کسی ظالم نے دل پاک پو مارا  
اتنا کو کیا کیوں بھی احساں کھلا تھا  
یہ بہت تھی کہ کچھ اور گل زخم کھلا تھا

میں نے چل چکا کہ یہ پھلکے  
سے قید و محاکمات میں قربان تھکے  
فرماؤ قدم راخو کہیں گے کناں  
چلائے شہر دیں کہ ابھی آ رہے ہیں  
سے جان پیر یہ کہ کون کون کہاں ہے  
کونئی یہ ذرا عین کچھ نہیں سنال ہے

۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

بنا بہت پروردگار کی حق تعالیٰ  
 یہ دیکھتی کہ ان کے کچھ اور  
 لڑھکے پڑے اور کچھ اور  
 بہت کم ہیں اور مقدر اور  
 دیکھتی کہ ان کے کچھ اور

نکاح اٹھا پڑا وہ دراصل عیسا  
 جس میں پڑا وہ افسانہ ہے  
 جس نے وہ کچھ اور کچھ اور  
 اس میں وہی کچھ اور کچھ اور  
 طاقت نہ رہی صلیبی کی تیرے کچھ اور  
 منہ کی کچھ اور کچھ اور

ان کے اشارہ کیا اس میں نہ بہا  
 اور کچھ اور کچھ اور  
 ان کو کچھ اور کچھ اور  
 زینب نے کہا کچھ اور کچھ اور  
 اس وقت کچھ اور کچھ اور  
 کچھ اور کچھ اور کچھ اور

آواز دی باغ میں اس پر تیرے  
 کچھ اور کچھ اور کچھ اور  
 کچھ اور کچھ اور کچھ اور  
 کچھ اور کچھ اور کچھ اور  
 کچھ اور کچھ اور کچھ اور  
 کچھ اور کچھ اور کچھ اور



۱۲۱  
 ہر چیز زانو سے کر کتاب و دوہائی  
 مہر کے چنے کا دھککتا ہے دوہائی  
 دم سہیتیں بہ طرح اکتا دوہائی  
 سب قہتیں کچھ تو نہیں کہتا دوہائی  
 گھر ہے تو نام بھی ہے تہیں اگر  
 کیوں چنے کے ہاتھوں کو چھو چنے

۱۲۲  
 غصے صاحب غم غم کو نہاد  
 غم غم کی تم کو کہ خطا کو نہ جاناد  
 مردھانہ لیا یاں نے اب نہیں کھڑا  
 اس جگر الکھار کو چھاتی سے لگا  
 ہاں کہتی ہے طامری تھیکر جگر  
 تم اپنے والی سے کہو شہر جگر

سحر لوری گزشتہ کار

۱۲۳  
 آدموں کے پھولوں کو کہتا ہے جو بھگ  
 گلہ ریزہ کو چھاتی ہے ارجل اچھو مقرر  
 کیوں باؤں میں ہے پیاسے نے زرد  
 کیا قیلہ کی جانب ہی ہوئی آجید  
 منہ کی طاقت جو نہیں پاتے ہیں اگر  
 کیوں کہ نہیں کو ایک کے ہاتھ پائی

۱۲۴  
 انہیں کیا اگر غازی نے شہر  
 اور شہر کے غم سے غم و غم  
 پانچنے کہہ پانچ شہر پیر  
 کیوں شہر غم سے پانچے کو مر  
 اس کو کہی کی تو نہ کہہ پانچ  
 دم تو رہے ہیں پانچ کی اور پانچ



کہیں ہر گاہ کہان کوں یاد نہ کوئیں  
 بل پہنچے پریشان کوں یاد نہ کوئیں  
 لم بہنوں کا عریان کوں یاد نہ کوئیں  
 پرہیز کوئی ارمان کوں یاد نہ کوئیں  
 یہ ہم کوئی چہ یہاں ہاتھی سے بیلا  
 ہم دھنم ہاں کو بھیجاں کوئی بیلا

پلڑا شہنشاہی میں قباں علی اکبر  
 رخصت نہ ہوئے ہوئے بچاں علی اکبر  
 اٹھارہ برس کے مرے یہاں علی اکبر  
 دینا سے اٹھ چن پر ارمان علی اکبر  
 جی کہوں کہ اب بڑوں پر یہاں کوئی اکبر  
 دھنم ہاں کہیں اس سے قصاری نہ ہوتا

بڑوں میں ایک مٹا ہوئے نہیں دیکھا  
 پلوں کو توڑاں ہوں کہے نہیں دیکھا  
 اس خستہ کتے کو کتے نہیں دیکھا  
 کتنے رکھو اس سے کتا کتے نہیں دیکھا  
 دیکھو موری خاتم سے بھلا نہیں دیکھا  
 کیا کہ نہ سچا بہتر ہے کہ بیکارا  
 پلڑیوں کے ختم نہ ہوا نہیں دیکھا

است و پیرایہ و مہر و سحر و جادو و ایجاب  
 ہر علم و موزوں و سرکش و بخت و قیاد  
 اور فکری نظم اور کمال و یگانہ و جادو و ترسم و قہر و کبر  
 ابہر و شہرت و عبادت و کرامات  
 ہر شے میں ترسم و ترس و کبر و کمال  
 عبادت و عبادت و کبر و کمال  
 ختم شد

و جادو و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب

پیدا کہ ہر شے میں کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب

پیشہ ہر شے میں کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب  
 و ترسم و کبر و کمال و ایجاب

بجے کل خزانہ کی کس در سے پیا  
 سمن ایساں کلاں گس کر سے پیا  
 پہلے پوچھی تے فدا کے گھٹ  
 چل گم نے فدا کو ان کے گھٹ سے پیا  
 جہیز نہ دیکھا تھا جو تارا پہلے  
 اس سے بھی ادا تم تھا ہوا پہلے  
 کہے جو براے کیم دنیا میں بھی  
 اس نے گم اپنے اتارا پہلے  
 بجے کل ملن بخت بھی فوری ہے  
 ان دونوں کا شمار ازل بل بخت ہے  
 مرنے پہ بخت علی کا کیم مولا  
 یہ بخت فدا کا مگر سے شاعری ہے  
 راز ہے علی کا راز ہم سے پیا  
 اس خیمہ بزرگ پر کس خیمہ سے پیا  
 بجے میں حیات اور بھی میں وفات  
 پہنا ہوا کچھ فدا کے گھٹ سے پیا

کلام کا داد و دریں میں کون سا  
 بیشمار ہے کہ جو دو عالم میں کون  
 دن کا تویم مصحف انعام میں کون  
 ہر گھر کا چاندیہ محمد امین کون  
 جس کی خزان بہار ہے وہ چھل کون  
 جس کی دینت فرشتہ وہ مقتدر کون

ہر ایک موت نام بابر کا چھین  
 کون کی ہو ہے بے توہین کا دین  
 یہ یقین کی خون میں کا پائتین  
 کچھ نیم جو کلام اس کے ہاتھ میں  
 باز دست و دشمن کا جو نشانہ میں  
 جس سے بچیں عمر شہر کا رونما میں

حکم اللہ اور عدل سے انکار نہ ہو  
 انجام کا کیا کہ دعائیں اڑ نہ ہو  
 جس کو دلا حسین کی نظرت نہ ہو  
 طلب سے کھیلنا ہے تو کبر اور نہ ہو  
 میں حاصل ہیں دین و تقویٰ مر فانی  
 جس سے جبرائیل میں دیکھ جانی

مرنے میں شہید کہ کی بہت  
 کلاموں کے کلام گزار اور کور بہت  
 عاشقِ مطہر خدیو مصباح بنائے نہت  
 داعیِ رضائے حق شہادت بلا بہت  
 سب کچھ فخر ہے از دل کے حسین ہیں  
 حکم ارباب کے اور از دل کے حسین ہیں

میرفتن ملک و کیم را کشتن آن کوچه و در  
 بدو دانه خج و در ساق و کھنکھان  
 عذاب و کس سے قاتل ہے کہ ہنوز  
 اور کھنکھان قریب سے پتہ نہ ہوا  
 میرم کلانات کی بود در طبع  
 نہ تو علم غوث بود در طبع  
 نہ تو علم غوث بود در طبع

صفت الہی تم ہوا کوئی بر تو یونین  
 کوئی نہ بولے ملک ہوا کہ نہ یونین  
 جس الفضا ویرد جا طلعت یونین  
 جوئی سے اوج و کسب بقیہ یونین  
 ہو رنگ سے کمال کے سبب کون کو  
 اک صورت یونین میں ہاں نہ یونین

دو شہاب مشارق الانوار کمر  
 رخ صیرت مجرہ شاہ کمر  
 دو سال کھنکھان سے میر یونین  
 اور ہاں کھنکھان سے میر یونین  
 سلمان کے تار سے پتہ ہاں  
 اس ہاں کے نکالے سے یونین

جہان کیم کا رخ نازیب بود  
 دل و کھنکھان کیم ملا یونین  
 ناگاہ وہ نہ سے ہوا وہ قریب  
 اس کیم کسے جہان کیم  
 میران کیم کیم کیم کیم  
 ہو کیم کیم کیم کیم کیم

ع  
 بولا تو حق پہ درست اور بے گناہ  
 ہر نے خوار و ذلیل ہو کر تیرے  
 زبانی تم کو آپ کے والد کا کیا بیان  
 کرتے بیٹے کہتے برس گزرتے کتنے دن  
 بولا خوار و ذلیل اسکیاں ہو حال کیا  
 لیکن جانتے ہو میں تم کو سال کیا

ن  
 یہ سچ نہیں سنا ابن بو تراب  
 نہ آیا تم کو قتل کرنے کے لیے  
 بلکہ تم بچنے کے لیے یہ سچ بتا رہا  
 رہ گیا تو باہر تباہ تھا اپنا شک و شباب  
 کھلا دیا جو نور کے مرجان نے نگاہ  
 پیور کے طور اور یہ سچ تو چھوٹا ہے

ل  
 یہ سچ سنا کی نہیں غیور گمراہ  
 پھیلانے دانوں کی طرح تو دیوین  
 کھجور سے اپنے پیچہ پر انہر نکال کر  
 پراںک جہاں کہ سے غیب کی خبر  
 الامام حق ہوا کہ در افتاد وہن کرد  
 ہم اللہ کے حسین بیاں سن کر

ل  
 وہ خوار و ذلیل و بے عزت  
 لیکن خوار و ذلیل و بے عزت  
 قتل نہ ہوا تو خوار و ذلیل و بے عزت  
 پیدا کئے چاہے ہزار دم جہیل  
 اتنا ہی اک سے ایک میں باہم تھا فاقہ  
 بلکہ ہم سے او ان سے کہ ہم تھو فاقہ

۱۲۰  
 تھان سن سال آدم اول اسی قدر  
 اتنے ہی تم تھے آدم و حوا سے پہلے  
 ساتھ آئے تھے ہم آدم کو سب ہر قسم پر  
 پر رقیب قدرت باری تھا جو وہاں  
 ہم ان دونوں ہی عالم برزخ پر تھے  
 دونوں تھا سب کمال کہ دونوں تھے  
 ۱۲۱  
 کی شرم کی قوم جو تو فیض اجل  
 تو یہ کہ اپنے دلا کا ثناء حاصل  
 خدائی اسی دلا سے ہا بیان کمال  
 اس امر پر بھی ہے جو ہے پناہ الفیل  
 جس نے کیا قبول وہ بھول رب ہوا  
 جس نے نہ مانا مودت و غیب ہوا  
 ۱۲۲  
 اُس قوم سے جدا وہ بہتے گئے زرا  
 اونے بہتے ہیں کہ سارے تھے کفر زرا  
 جہاں آدم دم کہے ہوئے ہم ایمن دیا  
 چاہا کہ ان کی قوم بھی ہو پاک و پورا  
 کہ اک کو در میں خلیفہ تھے تو دیا  
 اور فاطمہ پوری اپنی دلا کہتی دیا  
 ۱۲۳  
 بیچم از ائمہ شریفی اس قوم میں تمام  
 اور صفیر ایک فرشتے اتنے ہی تمام  
 جس نے کیا کوئی تھے ایش لا کلام  
 قائل اور توحید کا بارزہ والسلام  
 لاکس نے ہم سے کہو کہانی القور کیا  
 ہر ایک ہم میں سے کیا اور وہ کیا

۲۵  
 پوچھا تو اس مقام پر نہ را کا لوین  
 ہاتھ ان کے منہ پر رکھ کر پکارتا ہوں  
 بس میں تو اسے مرے منہ پر نہ لائیں  
 دیکھ سب مجھ پر جانتے ہو حال نہیں  
 کس کی سیالیاں ہیں غیب کی پرکھیں  
 احتیاط کرنا ہے تو ایسے باتیں ہیں

۳۱  
 باب گہریں اگر بوری کہاں  
 ہے جان دن تار و لکڑیاں شری کہاں  
 جو شناس رہے پیغمبری کہاں  
 جو کچھ ہیں باغِ تنقبت حیدری کہاں  
 یاں گوشت و قیوں میں ہنس رہے شمشیر  
 نہ نا جاچی اور پورے لگی تھا راغوش

۳۲  
 چین میں یہی علم امام کی شان  
 تیرے چین میں بھی عدت قدم کی شان  
 کہ جاو نام بڑا گئی اون دو کی شان  
 اب کچھ نہیں کہ لطف و کم کی شان  
 مولانا جبکہ تیرے گھر سے آیا کیا  
 ہنس رہا ہے نہ تیرے گھر سے خطا کیا

۳۳  
 آں دہانے کو تھو جہنم کا اسم  
 تم میں پوچھا کسی کو پوچھا اسم  
 تھو کہ وہ اسم تھا ہم پھر نہ اسم  
 پھر اس منظر کی طرف خاندہ اسم  
 حلقہ دور و دور سے آئے اسم  
 چنانچہ میرے گھر میں تھو جہنم کا اسم



کہ دن میں ان کی شادی نہ ہو  
 جو تیرے بھائی کی بیوی سے  
 بچہ کی طرح سے ہوتی ہے  
 بڑا گلہ جانب در زناں کیا تو ام  
 چلا یا نہ تو وقت غنایت ہے یا کم  
 صاف ایسے وار حایت ہے یا کم  
 کہ کیا دیر مراد میں داف  
 حاجت پوری نہ کر کی حاجت داف  
 نازاں اور خطر اور زناں عظمیٰ  
 غائب نہ ہو کہ کہ متعلق نہ ہو  
 اور خواہ بہ کہ کی قیدی تھی

میں امر میں نہیں ہوں نہ ہو  
 یہی ہے جو ہم پر ہے نہ ہو  
 پوچھا کہ اقبال ہے نہ ہو  
 اپنی دعا ہے یہی ہے نہ ہو  
 دینی میں ہیں کہ کی حایت نہ ہو  
 عقیدہ میں واقعہ کی شفاعت نہ ہو  
 علامہ کا نام ہے نہ ہو  
 میں نے بھی چھوٹے کوئی نہ ہو  
 کہ نہ ہو کہ کی شادی نہ ہو  
 پڑا ہو کہ تیرے سے خدام نہ ہو  
 پیسے ہیں یہ نہ ہو کہ خوب نہ ہو  
 اب بھی ظالم کی ہے نہ ہو

لے کر میں گئے پھر شاہ پور  
 اس وجہ سے کہ پھر شاہ پور  
 آیا کہ قتل کیا پھر شاہ پور  
 زنا کر کے اس کو دیکھا تو کہ  
 تو وہ نہیں تھا تو کہ اس کو کہ  
 تھیں پھر شاہ پور اس کو کہ  
 تھیں پھر شاہ پور اس کو کہ

اور اس کے لئے کہ شاہ پور  
 وہ تو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ

پھر شاہ پور اس کو کہ  
 وہ تو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ  
 اس کو کہ اس کو دیکھا تو کہ

۱۵۲  
 استخایاں غلام ابھی کسی صورت  
 بہترین پر پہلکار وہ دور  
 نہ تھا تو یہ کرتا تھا اپنے حق  
 وہ سہرا فراہم سے بہت کم حق  
 ابھی رہا کیسے ارشاد کیجئے  
 فدا م کہ قید و خانہ آزاد کیجئے

۱۵۳  
 انہما کہ برکت لکھا تو اس غلام  
 کہ مرقع شہزاد بہت قید نام  
 سنی و نام نہ نہ لکھا فدا نام  
 اچھا سے شہزاد کی دیر غلام  
 پتھر شہزاد کی دیر غلام  
 سینے اندر موت کی دیر غلام

۱۵۴  
 فریاد اس مرقع تھا اب  
 کہ مرقع حکم سے کیا اپنا چار  
 قاتل بھی قہر ماری اگر اب  
 تم کوئی کہ یہ گے بیخود ہمارے  
 دشمن سے پاؤں نہیں نہ مال سے نہیں  
 بس سے مال کی قیمت غلام پتھر غلام

۱۵۵  
 بے پناہی بے پناہی کہ پتھر  
 بے پناہی بے پناہی کہ پتھر  
 بے پناہی بے پناہی کہ پتھر  
 بے پناہی بے پناہی کہ پتھر  
 بے پناہی بے پناہی کہ پتھر  
 بے پناہی بے پناہی کہ پتھر



۱۲۷  
 شمع نور کی جہاں خفا کا کام  
 اور بیکر کی کشتی لاف کا کام  
 دنیا میں ایک کشتی میں ایک دنیا کا کام  
 دنیا میں ایک کشتی میں ایک دنیا کا کام  
 دنیا میں ایک کشتی میں ایک دنیا کا کام

۱۲۸  
 فریاد ہے دریا کی آواز پر ہے  
 فریاد ہے دریا کی آواز پر ہے  
 فریاد ہے دریا کی آواز پر ہے  
 فریاد ہے دریا کی آواز پر ہے  
 فریاد ہے دریا کی آواز پر ہے

۱۲۹  
 بیانی کی شمع تباہ ہیں فتنوں میں  
 تجوین جس گنہ گار ہیں کیا کام  
 تیرا درد غم ہے کشتی میں کیا کام  
 اگر تیرا درد غم ہے کشتی میں کیا کام  
 اگر تیرا درد غم ہے کشتی میں کیا کام

۱۳۰  
 باغ ہے ایک کی رست کا واسطہ  
 نانا بی کے فتنوں کا واسطہ  
 غم انسا کی عصمت و عفت کا واسطہ  
 تم کو تو تب تک اس الفتن کا واسطہ  
 تم کو تو تب تک اس الفتن کا واسطہ  
 تم کو تو تب تک اس الفتن کا واسطہ

۱۲۱  
 میں اسے نہ بھولتا ہوں  
 بھولتا ہوں بھولتا ہوں  
 اسے حاضرین کا کشتہ  
 دیتا ہوں میں بھیجیں تم  
 کیا ہے تو بھیجیں کسی  
 مہمان میں ہم لڑتے ہیں  
 میں اسے نہیں

۱۲۲  
 میں اسے نہیں بھولتا ہوں  
 بھولتا ہوں بھولتا ہوں  
 اسے حاضرین کا کشتہ  
 دیتا ہوں میں بھیجیں تم  
 کیا ہے تو بھیجیں کسی  
 مہمان میں ہم لڑتے ہیں  
 میں اسے نہیں

۱۲۳  
 میں اسے نہیں بھولتا ہوں  
 بھولتا ہوں بھولتا ہوں  
 اسے حاضرین کا کشتہ  
 دیتا ہوں میں بھیجیں تم  
 کیا ہے تو بھیجیں کسی  
 مہمان میں ہم لڑتے ہیں  
 میں اسے نہیں

۱۲۴  
 میں اسے نہیں بھولتا ہوں  
 بھولتا ہوں بھولتا ہوں  
 اسے حاضرین کا کشتہ  
 دیتا ہوں میں بھیجیں تم  
 کیا ہے تو بھیجیں کسی  
 مہمان میں ہم لڑتے ہیں  
 میں اسے نہیں



بہم فرائض پہ اٹھایا تو تم نے  
 تیرے فرائض پہ اٹھایا تو تم نے  
 پیر تو کھلا دھاک پہ لگایا تو تم نے  
 سب دن ایک دم نہ لگایا تو تم نے  
 کھانا پانی کھانے سے نہ روک لیا تو تم نے  
 کھانا پانی کھانے سے نہ روک لیا تو تم نے

ختم سے تر شاہ شہم تو تم نے  
 میں تم کو اپنا عداوت میں لے لیا تو تم نے  
 کہ تم سے ہاں وہی تو بننے نہ دیا تو تم نے  
 پیر کہ ان انتظام سے دل شاد نہ رہا تو تم نے  
 قابو میں نہ رہا وہ ایک بڑا مال تو تم نے  
 وہ وقت کہ چکا تھا یہ میرا زمانہ نہ رہا تو تم نے

آپ نے بدشاہ کو بہت حق دیا تو تم نے  
 وہ کہ حق کو کتنے میں قدرت دیا تو تم نے  
 دیوہ کی پادشہیت کا قہر دیا تو تم نے  
 کچھ حدیں کہ تیرے آہ و بکا تو تم نے  
 فریاد پادشہیت یہ سب غلامی تو تم نے  
 زینب کو اب ورنہ کر دو تو تم نے

نہ سب نے نہ شہنشاہیت اختیار کیا تو تم نے  
 پھر ارمان دشت بلال کی طرف کیا تو تم نے  
 گھوڑے پہ تم کو رکھ کر کیا تو تم نے  
 بہر حال محنت شہنشاہت کیا تو تم نے  
 پہ پہ پہ پہ در پہ نہ لکھی اتنا کیا تو تم نے  
 پھر ہاتھ اٹھا کر تم کو اتنا کیا تو تم نے



۲۴۴  
 حوازی کی عمرت اطہر السلام  
 برکت علیہ علیہ السلام  
 بوقت شہادت کی فخر اسلام  
 جو دم کہ اسے شہر ابرار اسلام  
 بہت پہنچا لایا بن شہر پاک  
 جسے پائیں تم میں زنجی کی لاکھ

شخ جبار قلم طوبیہ الہامیہ  
 مہربانیا تمید و تسخیر میں حسین کا  
 حضرت سید المرسلین علی اور ائمہ کرام  
 اس باب کے حوالہ کو کامل بحمد اللہ  
 تجزیہ کی زیر نظر بنیاد  
 فاضل تمام پھر مائیکہ میں پڑھا  
 فاضل تمام پھر مائیکہ میں پڑھا

فیر کے ان کے پاس ہیں وہ ایک ایک  
بہان کو کہہ پھاڑ کر اپنے پیڑوں کے  
بچا ہوا حق پر بھی اب کم کشمکش کے  
پھر اپنی نو پیڑوں کو کہہ نہیں جاتا  
کہ حق داروں کے کہنے پر پیڑوں کے  
اب وہ اپنی پیڑوں کے حق داروں کے

مہربانی فرمائیے کہ یہ تمام اسرار  
و ارشاد الہی اور احادیث الہیہ کا  
جواز وال ہے نہ تحریر ہے نہ  
بافتش و دامن کو ملامت میں  
اپنے غم کے دشمن کی قدرت میں

منہ علیٰ ذلک لکھا کہ  
اگر بھول کر لکھا ہے تو  
اسے غور سے دیکھ کر  
توڑ پھینک دو  
تو اس پر غور کر کے  
کہا کہ اس پر غور کر  
تو اس پر غور کر  
تو اس پر غور کر

مستحق فی حق بی بی سیدان کیا  
 بہشت و دوزخ کی پرتو قرآن کیا  
 یہاں کس کی نجات و سلامت کیا  
 وہاں کس کی تباہی و کار کیا  
 وہاں کس کی موت و حیات کیا  
 وہاں کس کی شان و بے شان کیا

[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

الح

پوش کا بچن موت میں توں غلبہ  
ظلمات میں تھن کا وہی ہر غلبہ  
یوسف کا چاہ میں وہی ہر غلبہ  
کشتی کا بچا وہی ہر غلبہ  
بنا کا کو کوں عادیں کی تین دکان  
میں کو کوں دکان کوں دکان

۲۶۲

الح

خیزندہ مقام صف شاہ و گردای  
غلام جسم و روح و فنا و بقا  
دین بے حال کہ بے یار کی سب غلبہ  
ہمارے کی دوا ہے وہی اور شفاء  
ان دوزخ کشتی میں نہ قابو نہ  
چلا غم ہے ماحول پر غلبہ

الح

جوسم کر کم اور پھوٹا نیم  
فرمایا جس نے ترک نماز راہ میں  
ملاقا کے بعد کہ بچا تھا اس راہ میں  
قتیلہ کا کرتی تہ نہ سے جہاں میں  
اسم بھریں توں تہاں میں  
کشمیر اور کھاتی میں ہمیشہ کا ہے

الح

انصار صف شاہ راہ میں کیا نہیں  
دواک محب صف شاہ راہ میں کیا نہیں  
مہم توں رہتی تھے غم نہ کیا نہیں  
محم قادیان کی شفقت کیا نہیں  
کوئی بھوسہ اور کوئی مٹی توں کیا نہیں  
ہم سب راہ میں ہیں صف شاہ راہ میں

کرمی کی تہا فادہ شاد

خودی بیکر تھاکا افسار

بہی شیب جیب بندہ درکار

چند توپ رہیں تہی بکنار

یاں کی خبریں کہ فرستے تھیں

نہا کر اس کو یہ سے خالی غشیں

شہر میں صوفی پیر پیر

کلام پیر فکری پیر فکری

اوپر ہوں ہوا شکر شاہ انجیل

پلڑا دھوئے شکر شاہ انجیل

جب دست در دست داریں شکر شاہ

منتظر سے کاب جبین سے تمام

نظم کرمی کی تہا فادہ شاد

ویک کرمی کی تہا فادہ شاد

وہ ان کے تہا فادہ شاد

مستحکم کی تہا فادہ شاد

گدن بھلائے دوتا کرمی کی تہا

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد

مخدوم کی تہا فادہ شاد



قصید کی بھائی ابن بطریقہ ہوتی  
 کہیں یہ گمراہ راہی دشتِ بلا ہوتی  
 نیسے کچھ پھر پوچھا ہوتا ہوتا  
 بس فوجِ ہمت کے سالِ سپاہ ہوتا  
 کہ غم کی پوشت نہ مانتے کسی سبب  
 کچھ پوشت سے عداقت کی کائناتیں

علمتِ مہربانہ سے تھا کائناتِ پیر  
 پیدا کیا اسے تیرا زمین پر  
 پٹی کی اس میں کچھ کوئی پیر  
 جس طرح سے کہ ان کی تیرا نہیں ظم  
 صدرِ عجبی ریت کا اس جہاں پر  
 کہ تیری جادو گرانی ہوئی پاؤں کا پیر

تو کی بھائی کی ہوئی جانی تو کچھ بند  
 اب کی زبان بولنے جادو و خیال بند  
 اب کی تیرے صدر سے زار و کھنڈ  
 میں کچھ کچھ کی طرح سے تیرا جہنم  
 تیرے یہ سبب نہیں ہیں نہ پاتھیں  
 ہاں جنت و دافغانے ہمارا کیا تھیں

گمراہی کے ہر نہ پیر نے کیا تیرا  
 گمراہی میں گمراہی کی تیرا تیرا  
 کہ تیرے حال کی تیرے زار و زار  
 کہ تیری دیار سے بولے کہیں تیرا  
 کہ تیرے زار کی سے کچھ اب نا امید ہے  
 کہ تیرے جہنم کی کیا امید ہے

نسخہ بعد از اہمال میں مسکرا کر کوئی نہیں  
 با: سوا تھا سہ ہمارا کوئی نہیں

کے موفق و عجب اس کی توجہ سے  
پتہ کی راہ کو پہنچ کر اس کے  
ان کی سیدہ کی تھی تو غافل  
ان کی بیوی کے ساتھ اس کے  
اب سب وہ درویشوں کے لئے  
وہ تھوڑے بہتیں وہ احتیاج

شہنشاہ کی سب سے بڑی  
کے موفق کو سب سے بڑی  
وہ بہت بچے اور بچیاں  
منہ سے ہاتھ پر اور بچیاں  
پیشا بچوں کے میں قربان ہو گئی  
تو اس اب اور ایک سب سے بڑی

وہ بڑی شاہ کے دربار میں  
چلے اور اس کے لئے سب سے بڑی  
بچہ لایا گیا کہ اس کے لئے  
تو اس کے لئے سب سے بڑی  
وہ بچوں کے لئے سب سے بڑی  
وہ بچوں کے لئے سب سے بڑی

افسوس ہے ہاتھ پر لایا اور اس کی  
بچہ لایا گیا اور اس کی  
اس کے لئے سب سے بڑی  
بچہ لایا گیا اور اس کی  
بچہ لایا گیا اور اس کی  
بچہ لایا گیا اور اس کی

۱۷۱  
 پوچھا کہ میں سوا نہ رہا بی بی کی پڑھتا  
 اس پوچھنے پہ پڑھتے رہا نہ تھا  
 پوچھا کہ کیا اسے کسی پڑھ رہا  
 اس نے فرمایا کہ نہیں پڑھ رہا  
 اس نے فرمایا کہ نہیں پڑھ رہا  
 اس نے فرمایا کہ نہیں پڑھ رہا

۱۷۲  
 ایک قدیم سے جدید دستور جو بچا  
 بچہ نہیں پڑھتا تو بچہ نہیں پڑھتا  
 بلکہ اس کو روکتے ہیں تو بچہ نہیں پڑھتا  
 ہم سب کو اس پر پڑھنا ہے تو بچہ نہیں پڑھتا  
 حکم وہ ہے پڑھنا ہی نہیں پڑھنا  
 شہسہ کہ نہ صرف پڑھنا ہے بلکہ

۱۷۳  
 نا پڑھا اگر اسے شاہ دین پڑھا  
 کہ پڑھنے کی جلاست نہیں پڑھا  
 قزوین ہر جگہ بولتا نہیں پڑھا  
 چلنے پھرنے کی جگہ نہیں پڑھا  
 بھلا دیکھ کتنی جگہ نہیں پڑھا  
 یہ سب شہسہ کہ نہیں پڑھا

۱۷۴  
 صوفیوں نے بارگاہ سلطان دین کی  
 جہاز اس کے پیچھے دین کی نہیں کی  
 ہم اس کی حق تعالیٰ نہیں کی نہیں کی  
 تو اس کو اس طرح نہیں کی نہیں کی  
 یہ تو ہم اسے اور دین کی نہیں کی نہیں کی  
 پہلا ہوتا ہے دین کا دوسرا فک ہوتا



جس شہنشاہ کو شہسپاہی ہوا  
 جو زرہ کو گرہ پائیں ملا باپ ہوا  
 دوش پر یی تخت تیلیاں نہ ہوا  
 تو سن سے سیاہ سیاہ سے سیریل جلا ہوا  
 اہم کی چھپ چھپ سے بیاد کی تھی

مطلع  
 کہ ہمارا کی چمن کو باہر ہے  
 تو بوجھل شہت کی خاک شغلیں ہے  
 فوج فطر کا بام ام ہدائیں ہے  
 بالائے ملک و فقیہ رب علایں ہے  
 غی جب کہ آ رہا ہے ذوالسارنمل کا  
 بہت چکا اور رنگ ہے نہ ہر کچھوں کا

مطلع  
 شہنشاہ شہنشاہ جہاں جہاں  
 ہستادہ دیں کا کہ حاجت کہاں  
 شہنشاہ کی کہ حاجت کہاں  
 نہ تو کی کہ حاجت کہاں  
 بہت چکا کہ حاجت کہاں  
 بہت چکا کہ حاجت کہاں

مطلع  
 کہ یہ عالم کوئی نہ کہتا ہے  
 یہی نہزار جہاں کوئی نہ کہتا ہے  
 حاتم عصا کو کوئی نہ کہتا ہے  
 بنات کیا بیاباں کوئی نہ کہتا ہے  
 روز ازل سے ملک کی حاجت کہتا ہے  
 بندوں کا کیا حساب خدا کہتا ہے

نہاں کی زبان پہ آواز ہوا افتاد  
 وال واہ واہ واہ واہ واہ  
 شوقِ انقلابی آدمی ہوا افتاد  
 بر آئینہ ہیں آدمی کہ کیا آدم  
 کیسے علم و دانش نہیں بھلا آدم  
 ہندو ہے کج گئی بہارِ اوروں کی

لاہور میں آکر روزوں میں تیرا بندہ  
 نازاں غول جیمہ وہ تیرا بندہ  
 اُس کے ہر فن کا سچا بندہ  
 پتہ خدا پاک ہے بنیامین  
 سب جانتے ہیں کس کی پوزی  
 اس کا علم قوموں کی بات کھینچ

بہنِ دوزخ سے بچا دو غلام کی شہر  
 جو کہ روں بچا دو غلام کی شہر  
 چاروں کتب آویں ایسے ہوا بچا  
 سب تیرے ہونے کی گان چلا  
 زہرا کی مال پر ایشیہ زمین  
 تیرا جیب تیرا فرا سب زمین

کلمہ سال پرست سے اویں  
 آئیں وہ اوجھال کے پتے پتے  
 آئیں وہ ٹھوڑے پتے پتے  
 ان کے دل سے سب کچھ پتے پتے  
 کہ تو نہیں فکرتِ علم تیرے  
 تو سچا آدمی نہ کوئی کسے نہیں

صاحبِ سخنِ جلیں م یسا چاہے سب کا شفیق روزِ قیام یسا چاہے چاند یسا ہو پرست بدرِ حنین سا  
 مسد نشینِ خیرِ تام یسا چاہے پشت و نہادِ خاصِ عوام یسا چاہے بو مصطفیٰؐ سا تو صاحبِ رسا

۱۶۱  
 کجاست که در این عالم  
 بر سر زوایا و بخت  
 می آید و می رود  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر

۱۶۲  
 خسته و زبون و بخت  
 که در این عالم  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر

۱۶۳  
 که در این عالم  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر

۱۶۴  
 که در این عالم  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر  
 به نام شکر و شکر

۱۰۰  
 لاگوں کمال اس میں ہیں کہ کھانے کی کھانے  
 کہ جب کا کھانے کو ہم جو کھانے کھانے  
 پہنچنا پہنچنا پہنچنا پہنچنا  
 ہوتا ہے اتنے اچھے ہیں کہ لاگوں کھانے  
 اچھے ہیں وہ کھانے کھانے کھانے  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے

۱۰۱  
 بہترین دم کہ بال آج پھر پھر  
 کہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 پہنچنا پہنچنا پہنچنا پہنچنا  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے  
 اچھے ہیں وہ کھانے کھانے کھانے  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے

۱۰۲  
 کہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 کہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 پہنچنا پہنچنا پہنچنا پہنچنا  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے  
 اچھے ہیں وہ کھانے کھانے کھانے  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے

۱۰۳  
 کہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 کہ پھر پھر پھر پھر پھر پھر  
 پہنچنا پہنچنا پہنچنا پہنچنا  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے  
 اچھے ہیں وہ کھانے کھانے کھانے  
 ہوتا ہے کہ ہم کھانے کھانے کھانے

۱۰۱  
 بہر کی طرح صاحب تاج اسکے پیش  
 شفا کی دینا پیش سے دینا گوشت  
 ہر دینا ہی اسکے لازم جان سیر  
 بہت اسے فلک بھی اسے کجاہ  
 بخیر کہ دے تو وہاں کو وقت  
 بوجھو اس پر ہی پیشی وقتوں

۱۰۲  
 قلب نیم اسکا یہ دین نیم  
 پورست اسکا یہ فدیہ نیم نیم  
 بوجھو دین اسکا تو اس نیم  
 عید اس صفت اسکا تو نیم  
 بوجھو اسکی شکر بزم اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم

۱۰۳  
 شہرست تو پرست کو رکھے جام  
 عید میں چہ گم نہ اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم  
 شکر بزم اسکا تو اسکا تو نیم

۱۰۴  
 لہرست غافلوں سے کہا تو شیا  
 بل قاتلان اس عجاہ تو شیا  
 کافوں میں کہہ رہی ہے تو شیا  
 زکریا ہے تو شیا تو شیا  
 زکریا ہے تو شیا تو شیا  
 زکریا ہے تو شیا تو شیا  
 زکریا ہے تو شیا تو شیا

عالم  
 میں جانوں رسول کی پیرائے  
 ایک اور سبب نبیوں کا پیرائے  
 نظام بھی ہیں کیا توں میں وہاں  
 ہنرمیں پانی بند ہے کہ وہاں  
 جاری ہے کیا زبانون پر کہی  
 ال یہ ہے کہ مری ماں کا ترس

عالم  
 حلال و حرام سے خدا خوفی ہیں  
 حکم خدا کے حکم عالموں کے ہیں  
 جو حکم سے تکیہ کن عالموں کے ہیں  
 دنیا خراب ایسوں کی عقبا زبون ہے  
 خون محمد عربی میرا خون ہے

عالم  
 ان عالموں کو اسے اسد بلاؤ تو  
 منہ بولے تکیہ کن کھڑا نہ لاؤ تو  
 میرا سیاہ کاروئی ہر کو دکھاؤ تو  
 مردوں سے ان کی مہر خوش ملاؤ تو  
 جبیر ازل سے مہر غوث خدا کی ہے  
 پہلی وہ پشت قلم کے دگر باکی ہے

عالم  
 ہمیں خدا کا علم علم خدایں ہم  
 ہمیں والا خدائی والیں ہم  
 کرے ہیں جا بجا صحت انبیائیں ہم  
 یہاں واقع ہے بعد دل مصطفائیں ہم  
 قرآن ہیں آام ہے قرآن آام ہیں  
 جس طرح لام الف میں لفظ پیو آام

۱۱۱  
 اگر تم میں جگہ گریبان ہے  
 اور بکری پر پیسے ہیں یہاں ہے اقربا  
 چین میں اس کو تھوڑا دے دے کے عطا  
 پہناتے اپنے ہاتھ سے تھے مصطفیٰ  
 حقیقہ فاضل ہے بہشت بریں کے ہیں  
 نجیب دیکھو پور روح اللہ میں

۱۱۲  
 بلائی یہ صاحب دولت ہے ہم تیرے  
 پروردہ ہی ہے اور گرفت میں ہم ہیں  
 ہوتی ہے اسماں کے مقابل کہیں ہیں  
 وہ تخت کا کہیں ہے تو عمر شکر کہیں  
 کون جب زور زور سے یہ ہم کی کلو  
 جس کو خواہ کرے وہ ذرا سائی کلو

۱۱۳  
 فوج اس کے ہیں جی ہے پو پو فوج کہاں  
 صاحب علم انرا فوج ہے عباس کہاں  
 بیٹے بہشت پر گمراہ گویا قبا کہاں  
 لاکھوں میں کیا ثانی تھی اور کہاں  
 بھائی زید کوئی تھی حسن بھی ہے  
 زینب ہی عابدہ کوئی انکی بہن بھی ہے

۱۱۴  
 ہر گمراہ کو یہ کچھ اور اپنے گمراہ  
 جوئی فرستے ہوتے گمراہ کو  
 چین میں اس کا دوسرا بتا دے  
 روح القدس کہ اسے میں بھی لا بھلا  
 زید میں زینب ہے کچھ اس میں بھی  
 انکی میں تم خدا کے پیغمبر ان میں

۱۱۲  
 من انزلنا جبرائیل کا پورا پورا نور کا  
 میں پرین پیمبر اسلام کا نور کا نور کا  
 سلطان دیں وہ باقی شریعت نور کا  
 دنیا اگر ادھر کی اور ہم ہمارے نور کا  
 بہرے غلط راستے میں ہم پیمبر کے  
 وہی خدا کی ہے گھڑی میں ہے

۱۱۳  
 سب بات پر پیر کا نام سے مقابلا  
 جو ہیں کا رسول اہم سے مقابلا  
 میں و علم کا لوح و قلم سے مقابلا  
 اس فعل کا چراغ و قلم سے مقابلا  
 قبلہ کو قبلہ دین کو دین سے مقابلا  
 علم کی گھڑی وقتہ کو کتاب کا

سبح  
 کیونکر کونوں نواب و ظلا کو رہے ہو  
 سب کچھ تو سمجھے اور خدا کو نہ سمجھے ہو

۱۱۴  
 نام سرسپین قبلہ اہل زمین بنی  
 میں قامت و اذان میں جو حسن بنی  
 اول میں ہر ناز کے رسول بنی  
 اس قومیں السلام علیک یا نبی  
 تا پھر پہنچا نہ درد و سلام  
 ہم میں کی ناز نہ کرے تمام

۱۱۵  
 ہمت نہ دین و کفر کو آئینہ کر دیا  
 ظالم سمجھوں پہ نبیب کا تختہ کر دیا  
 اعدائے اپنے دل کا عیاں کہتہ کر دیا  
 قودہ میں کجا جو سنیہ کر دیا  
 حشر سے اٹھ کر تھوڑے پہلے کہہ دیا  
 نفیست و انتہیں کہ تو ہم کجا



۱۱۱۱  
 تیرکباد و زینب کو مٹے شاہ دین پناہ  
 جبر پور کو ظلم عدو پر کس گواہ  
 ۱۱۱۱  
 کرئی نذر گواہ تر از در اجدال ہے  
 توبہ عدیل صبر تو اب مثال ہے  
 ۱۱۱۱  
 ہر تیرکباد و زینب کو مٹے شاہ دین پناہ  
 جبر پور کو ظلم عدو پر کس گواہ  
 ۱۱۱۱  
 کرئی نذر گواہ تر از در اجدال ہے  
 توبہ عدیل صبر تو اب مثال ہے

۱۱۱۱  
 وال قویٰ جب بڑھی آسمان سے  
 یار تیرکباد کی کوئی میان سے  
 ۱۱۱۱  
 غم نہ کی دست یار کی زبان سے  
 سہ پہلے پورے ادب سے کس کو  
 ۱۱۱۱  
 خانی نام کس نے پورا اذواق سے  
 یہ غم کیسے سدرہ آؤر اشخاص سے  
 ۱۱۱۱  
 یار برفی کو برفی ہوئی ابرو بہار سے  
 یہ غم کیسے سدرہ آؤر اشخاص سے  
 ۱۱۱۱  
 خانی نام کس نے پورا اذواق سے  
 یہ غم کیسے سدرہ آؤر اشخاص سے

۱۲۱  
 دینا ہوا اندازے نرفیب ادب برہما  
 جھگڑا ہو کر جو کہ خدا کا غضب برہما  
 سنا نہ نیام سے فرمان رب برہما  
 یا ایش سے موت کے دست طلب برہما  
 پچھیں گے اب زیب کے طبق جا چاہے  
 یتیم جو جان لاکھوں کی جا کر تراہے

۱۲۲  
 چراغ عقل تین سے اوقات  
 پیر تو دوسرے وقت پروردگار سے  
 بدیشان اور کچھ وہ نذر حق ناز سے  
 دوش تھا عرب و یرب و افغان سے  
 دل تو اب میں تین کلمہ چھپا  
 احباب کہتے فارصہ ہر تلخ پاپ

۱۲۳  
 اب غیب کو بھی مولیٰ کی نافرمان  
 تھیں سے یوں کہ ایل کی بی بیجا  
 کہ ہر صے کر شان خالف حق سمجھا  
 فتح سے غیب ہی وقت کا زار  
 ہلو بھونکے ہم تو کم دست پائی بھی  
 جو بھینکے تھے چوت سے اتفاق بھی

۱۲۴  
 اب پستہ کی شادی دریا بہ گدگد  
 کہ نہ صفت سبب ویر کی تھیں  
 کہ آج کل میں ہوں روزی بویں  
 جی رہے ہیں ہم سہیل زبان  
 اکبر کی ہم ایک کلمہ دھما دھما  
 جو تہ کی جہو کی ہم بھی تہا بھی



۱۳۱  
 خمر تہا جو سامنے اس کے سال تھی  
 ناک نے ہی جو ناک کی نو زبان تھی  
 دکھائی تھی نہ بوزاری تو جال تھی  
 پیہم چھا دریا کی پو اس کے کال تھی  
 کی تو دلمری ہو تو نہ پتلا دلم تھی  
 پشت پٹا کہ پو کہ پت پت تھی

۱۳۲  
 پھول ابرو کے پو وہال سے نرس گئی  
 لم پو لب پر لب جو لب گم دلت گئی  
 رگ رگ الگ الگ ہوئی جین گئی  
 کہ لیل عبدا میں ہو یہ بوقت گئی  
 تا کہ شمع زخم برون کو دکھائی  
 شمع خربون کو کی اور کھائی

۱۳۳  
 سر گجھی ہوئی کجی پتھی کو پلا پڑی  
 لم برابرا کھڑائی تو شانوں پر گر پڑی  
 جو رتو جینوں نے کی وہ مہر پڑی  
 اُٹھا دُر آن سے پو پتھی کہ کم پڑی  
 اُٹھی گری جت رتو کی پتھی ہو گئی  
 پتھی کے کیشتوں کا مہر پتھی ہو گئی

۱۳۴  
 جس مہر پتھی میں تین دوسری گئی  
 سب سے مہر پتھیوں کو پو انہ کر گئی  
 ہا مہر پتھی اس کے خاک اور مہر پتھی گئی  
 پیر یہ نہ نہا کے استیں کم گئی  
 عالم پو پتھی تھمہ پتھی سے نہ گئی  
 جو پتھی کی پتھی ہوئی کے نہ گئی

گفتن بکانت بچندون بگوئی  
 اندر نیم گرم سبب کم گئی  
 پدید ز روشم که شک کم گئی  
 چه شمشیرم بیزدگی ست کم گئی  
 گم غریب میں روال دیکھی نہ ہوئی  
 چلی تھایک بون گوئی غرق ہوئی

بھلا کا ہو خوش اثر تو لکھان گئی  
 جملہ سمندر میں تو پھلان گئی  
 جیتی ملی ہوئی ذوق وہی ہارن گئی  
 گم ہو زخم وہاں سے یہ دھارن گئی  
 اوصاف لاہور بستی یافت زائمتھا  
 میزان ذوالفقار کے پلم پیہ کی تھمتھا

شہنا کا زون تنگ آب ہے  
 نوار اثر کے سینہ میں پھرا ہے  
 پتھر ٹپک اگر دھشتہ کی ہے  
 زہر تو زور لگ بھی مگر ہے  
 جو کہ تھے وہ جاہ سے رہن لڑ ہے  
 پانی سپیشاں کے پتھر لڑ ہے

پچھلی ہی ہو ستر شاہیوں کے است گئی  
 رن کی زمین پر وہ غلات است گئی  
 برب وہ مختصر دھواں لکیر است گئی  
 بھونائی اس کے لئے بات است گئی  
 قوم سرب جہ یک کے شتر است گئی  
 پلم دلی دھوپ است کے است گئی



۱۲۱۳

مولانا ذوالفقار کو زبیب بنایا کیا  
ہوئی ہے عجیب ترین بیجا نالیاں کیا  
اکھٹوں نے قصہ درشن کی کیا کیا کیا  
ابوہ عام گم راہ نام زماں کیا  
خجیہ یوں پڑتی تھی عمرت بڑا کیا  
جرید زبر ہی تھیں علی و یوں کیا

۱۲۱۴

کہتے تھے سپیروں سے سواراؤ تھی کھین  
اور ان سے سپیروں کی قلم ازاد تھی کھین  
پولہ تھی یوں ہزارا وقت کو اکھین  
چلے وہ طرقت تھی رن میں پلچاؤ تھی کھین  
خمر وں پر شاہیں سب بجاؤ تھی کھین  
مردوں پر یہ تھی سب بجاؤ تھی کھین

۱۲۱۵

سے حاضرین زعم با و شاہ دین  
کہ تھیں زعم سے فاطمہ کیس دین  
تم سب پر پسا کھ گئے تو یہ نہیں  
میں دیکھی تھی سید باہم انار نہیں  
بوسہ دو فاطمہ کو تھی کے ناز کا  
معلوم کھ عزیز کیا کیا کیا کیا

۱۲۱۶

ہفت کہ روئے والوں نے باہر کیا کیا  
نوا کے تھیں کج و مفصل نہیں کیا کیا  
زعم تھیں کج و مفصل نہیں کیا کیا  
مرا ابو الحق نے اک میرا کیا کیا  
بہت کج و مفصل نہیں کیا کیا کیا  
لمو پڑتے تھے سب وہ نوا کیا کیا

- ۱۶۵ وقت بخیر بخیر است بهار شریف  
اور شرف و شرف است بهار شریف  
کسب عید با تین تین و تین  
پر کم توئی تین تین و تین  
سر خرمی دلباچه و تین  
و دینیب قدر بخیر است بهار شریف
- ۱۶۶ ابرار دین و فرم کر تین تین  
و دینیب خوں تین تین و تین  
جانا خدا عید کسب عید و تین  
س و دینیب تین تین و تین  
پلانی جان کسب عید و تین  
و دینیب جان کسب عید و تین
- ۱۶۷ تین تین و تین تین  
کسب عید و تین تین و تین  
و دینیب تین تین و تین  
کسب عید و تین تین و تین  
و دینیب تین تین و تین  
و دینیب تین تین و تین
- ۱۶۸ کسب عید و تین تین و تین  
و دینیب تین تین و تین  
کسب عید و تین تین و تین  
و دینیب تین تین و تین  
کسب عید و تین تین و تین  
و دینیب تین تین و تین



۱۶۱  
دور تک وفا طہسیر ہو ابرو ابرو

ماں کو خیال میں تلخ علم سدا ہوا

۲۸۲

وقت زوال غمستا زہ پسا ہوا

ادھر منہ لگا کر ہمارے دیوار کا ہوا

تیرا نام غم کی بستہ سرائی کا

شاخیں طاعن طاعن طاعن کے مچھانے کی

۱۶۲  
سینہ زل خیال میں بوجھ لگا ہوا

ماں کو کسم کسہ سدا کشت فطرت کا

پیش قدمی زہ پستی طعنی وہ شہر کا

ایسا نام غم طعنی وقت سب غصیب

غم زدوں کی مومن سب عام کھلا

مختار کھلا ہوا زوں میں دھن کا

مختار کھلا ہوا زوں میں دھن کا

۱۶۳  
گڑبڑ کیوں درختوں سے طعنی لگا

ان وقت میں کہ سینے پہ بوجھ لگا ہوا

علم و فہم کسم کسہ کی تاب ریت کا

قوروں کو یوں کہ پست کھلا ہوا

ایو کی مومن وقت کی ہر کھلا

درہ تلخ ہوں گی میں ہر وقت کی

درہ تلخ ہوں گی میں ہر وقت کی

۱۶۴  
اب جان لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

یہ جان لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

کوئل کی پس اور کہ کجا لہ لہ لہ

سب کجا لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

یہ پیرا لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

نہ پیرا لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

نہ پیرا لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ

چلائی فاطمہ سر پر کمر کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم  
چلو تم انجست سبیدم تبار  
مگر سیمک کی تم کو نیست تبار  
ان تم بلان سبیدم کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم

چلائی فاطمہ سر پر کمر کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم  
چلو تم انجست سبیدم تبار  
مگر سیمک کی تم کو نیست تبار  
ان تم بلان سبیدم کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم

دل شکست فاطمہ سر پر کمر کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم  
چلو تم انجست سبیدم تبار  
مگر سیمک کی تم کو نیست تبار  
ان تم بلان سبیدم کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم

چلائی فاطمہ سر پر کمر کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم  
چلو تم انجست سبیدم تبار  
مگر سیمک کی تم کو نیست تبار  
ان تم بلان سبیدم کی کو بیلا  
جگر تویشل پری سبیدم

چرخِ یمن کے فائز سے سب ادھر ادھر  
 تیریں تیریں نہ بھٹکی کی اوتار کہ  
 کی لوق دو حریف کی اپنی نہ تو تیر  
 اہم وقت کہ بلایں نہ اقام اگر  
 بسبب فزادہ والے تھیں نہ لڑ لڑا  
 گزرتا ہے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

اے ہفتہ ریک ہو رہا ہے کمر لہجی  
 طائرانہ چوری سے لے جا لہجی  
 ہے بہادر نال بہر نام لہجی  
 تیریں تیریں نہ لڑ لڑا  
 محبت اور لڑنے نہ ہوتی نہ تھیں تھیں  
 کہتا ہے دو لڑنے کہیں نہ تھیں تھیں

ہمارا پتہ چلا کہ اری زینت کیا ہو  
 بھلائی تھیں نہ لڑ لڑا  
 بولام لہجی نہ لڑ لڑا  
 خنق نہ لڑ لڑا  
 "نہ لڑ لڑا نہ لڑ لڑا  
 بھلائی تھیں نہ لڑ لڑا

تیری کہ نہ لڑ لڑا نہ لڑ لڑا  
 بل لہجی تھیں نہ لڑ لڑا  
 ہے لہجی تھیں نہ لڑ لڑا  
 ہے لہجی تھیں نہ لڑ لڑا  
 ہے لہجی تھیں نہ لڑ لڑا  
 ہے لہجی تھیں نہ لڑ لڑا



رہائی

پہچان بڑی ارادہ نشدہ کریں

رہائی

بدو و ست کے بہت زبردست نہ ہونے

رہائی

پہچان بڑی ارادہ نشدہ کریں

رہائی

بدو و ست کے بہت زبردست نہ ہونے

پہچان بڑی ارادہ نشدہ کریں  
اسو اسو بھول لا اوت بہی بکری دیا  
اچان تو تیک سے بچاوا کریں

پہچان بڑی ارادہ نشدہ کریں  
موت بہت زبردست نہ ہونے  
موت بہت زبردست نہ ہونے

پہچان بڑی ارادہ نشدہ کریں  
موت بہت زبردست نہ ہونے  
موت بہت زبردست نہ ہونے

پہچان بڑی ارادہ نشدہ کریں  
موت بہت زبردست نہ ہونے  
موت بہت زبردست نہ ہونے

۱۔ شمس خان  
 ۲۔ شمس خان  
 ۳۔ شمس خان  
 ۴۔ شمس خان  
 ۵۔ شمس خان  
 ۶۔ شمس خان  
 ۷۔ شمس خان  
 ۸۔ شمس خان  
 ۹۔ شمس خان  
 ۱۰۔ شمس خان

جہنم کی فکر نہ چھوڑنا  
اس کے پروردہ پر تو چھوڑنا  
اے بیجانِ قلب ہم پر تو چھوڑنا  
دیکھنا خاص نعمتِ کائنات میں  
عصیان بھی پاتے ہیں یہ عطا کیا ہے  
اگر دے ہیں شمعِ رحمت پروردگار کے

بدرشتی و در سوزن او در پیش من  
تا اراک بر من ز موی آید زین من  
بجز بلبل بر آب حیرت من  
مردود و ارجال کوئی که آید من

۵۲

بیچے گی انقلاب کہاں میں نہیں ہے  
میں نہیں ہے فخر میں نہیں ہے  
میرا فخر اوروں کے پران نہیں ہے  
محتاج نہیں ہے کے میں نہیں ہے  
میں کھاتا یہ حال کہ میں نہیں ہے  
دیکھو یہ حال میں کہاں میں نہیں ہے

۱۱۱  
 گھر تو غفلت میں بزرگوں کے اسم پر  
 سال کیا اسموں نے جب جھوٹ بیاں  
 بگاڑاں کے پکڑے ہمارے گھر  
 تھیں ہمیشہ شادیں و خوشیاں  
 یہیں بیاں سے تو قوم انا سیدھے  
 بھانگ دیکھا کہ ہر شے نیکو تھی  
 ۱۱۲  
 کس پہنچا کرتے تھے میری کس  
 خواہاں کے دیتے تھے آپ سے آپ  
 ہندی سے دست پا کوں لگایا  
 کہ کھیتا تھا اس وقت پہ آپ  
 بیٹوں کے رخ سے دل نہ رہا  
 پھر ہر ایک ال کافقہ سے زد تھا  
 ۱۱۳  
 جو طرح زاریاں دیو اور مر قفس  
 ان میں بند پکڑے تھے کئی طرح  
 کہتا تھا اک یہ بچوں بہت دال کا ڈالا  
 اغب ہی با جان و میری دیں ہوا  
 کہ پوچھتا تھا ایک سے تم نا پیر ہے  
 کہ شہنشاہ کی ہے وہ کہتا تھا میرے  
 ۱۱۴  
 اس سے کہہ رہا تھا میں میری بولی بولتا  
 بچوں کے واسطے سوغات لالہ کا  
 کہتا تھا کوئی لطف نہ تھا اطفال کا  
 کہ عید گاہ فر کے تر کے میں عید کا  
 نازاں کوئی کہ تھیں ہر شے بہن مر  
 دیکھیں گے عید گاہ میں سب میر مر

الیٰ انکس ابدا بر سر قوس قزحین  
 بنجر اگر تپنے سے غریب رکھیں  
 درخت سے قتل والے میں نہیں جان  
 تپنے سے غریب اب دال کا قتل  
 تار شمع غریب انکس کے تاروں کا  
 زہر اگر کے چاند پڑے قتل سے تاروں کا

۲۵۱

شہر میں شجر چاروں طرف کی تپ  
 اس سے غریب تپ سے نہیں تپ  
 تپ سے غریب تپ سے نہیں تپ  
 کچھ نہیں تپ سے نہیں تپ  
 جو تپ سے نہیں تپ سے نہیں تپ  
 تپ سے نہیں تپ سے نہیں تپ

الیٰ یوں ہم تو دوزخ میں جا رہے ہیں  
 انہیں چاہئے تم سے دوزخ میں  
 ہم سے کہ تم سے دوزخ میں  
 سب سے چاہئے دوزخ میں  
 خالص دوزخ میں دوزخ میں  
 دوزخ میں دوزخ میں دوزخ میں

تم سے چاہئے دوزخ میں دوزخ میں  
 انہیں چاہئے دوزخ میں دوزخ میں  
 ہم سے کہ تم سے دوزخ میں دوزخ میں  
 سب سے چاہئے دوزخ میں دوزخ میں  
 خالص دوزخ میں دوزخ میں دوزخ میں  
 دوزخ میں دوزخ میں دوزخ میں



چشم من غرق در آب جانت فلک جناب  
مخامد معلوم بهم کی شوق است به جناب  
بسیار با من میگو که تو فلک به جناب  
اب تو به من سے جفا فرمایا که در جناب  
دو سبب در فواید کو غفلت است به جناب  
چون ای گمراهی نه که به جناب که به جناب

مهرت که گشت شد و گریه کن  
بجز تا جبار ایم تو تسلیم کن  
حق را که افتاد تو تسلیم کن  
عاجزت در این پیش رو تو تسلیم کن  
کیمون است غلام این چه طلب کن  
ما در غمید تو این دو حق تو اب کن

اگر به من می بیند و ادب ای  
میراث تو که است در کمال ای  
که چنان هم ایست در کمال ای  
که اگر به من می بیند که ای  
لما اود میست در کمال ای  
بگوئی که می بیند که ای

بیا که حرفت به لطیف که به جناب  
لی تو به من نه در این که به جناب  
بگوئی که به من نه در این که به جناب  
بگوئی که به من نه در این که به جناب  
بگوئی که به من نه در این که به جناب  
بگوئی که به من نه در این که به جناب

۱۱۱  
 کہیں وہ لہو تھکتے ہیں  
 کہیں وہ زخم شہ پر ہیں  
 اب تو یہ ہیں اور یہ نہیں ہیں  
 اب اس پہ لڑنے کی لہر نہیں ہیں  
 تجھ کو تو یہ ہے یہ تو ہے

۱۱۲  
 کہیں وہ لہو تھکتے ہیں  
 کہیں وہ زخم شہ پر ہیں  
 اب تو یہ ہیں اور یہ نہیں ہیں  
 اب اس پہ لڑنے کی لہر نہیں ہیں  
 تجھ کو تو یہ ہے یہ تو ہے

۱۱۳  
 کہیں وہ لہو تھکتے ہیں  
 کہیں وہ زخم شہ پر ہیں  
 اب تو یہ ہیں اور یہ نہیں ہیں  
 اب اس پہ لڑنے کی لہر نہیں ہیں  
 تجھ کو تو یہ ہے یہ تو ہے

۱۱۴  
 کہیں وہ لہو تھکتے ہیں  
 کہیں وہ زخم شہ پر ہیں  
 اب تو یہ ہیں اور یہ نہیں ہیں  
 اب اس پہ لڑنے کی لہر نہیں ہیں  
 تجھ کو تو یہ ہے یہ تو ہے

نہایت شام خمیر ہوا ناگیاں جال  
 لایا وہ نذر اس کو یوں اشتیاق جال  
 گفتندی کی جاہت سے گریاں کی جاہ جال  
 نیرنگیوں کا حکم تیرب مثال  
 ہر کہ پیٹ کے توں کیا پال  
 کہیں اماں جان ہی سے ہاتھ باندھ

۲۹۳  
 مایا فاقہ سے بھلا ہم ایک قصور  
 خیال لایا گیا تیرے پیٹاؤں کی ضرور  
 نزدیک کر کے کوئی شے نہیں ہو  
 پسے ہوئے نثر پرورش غزل ہو  
 جو کہ خیال میں تو پیدہ ہو گے  
 جاگے غیب قواب کہ جی یہ ہو گے

۲۹۴  
 صبر و ادب تو اب تھا نہ عین زیندار  
 اگر سے لباس سے تھیں ترختہ تیار  
 اگر کچھ چاہا یا نہ مٹلا باکسار  
 تازہ کیا وہ کوئی اسکو جس برابر  
 تنہم بارگاہ جناب الہ کی  
 دل سے دعا یہاں کو فناں سے ہم کی

۲۹۵  
 اگر باوقار ہو نہ ترغیب زین  
 سے غیب پر تو غش غبار و زور و زین  
 وہ کیا ہے کہ کوئید نہ چاکیران  
 یکن آس جین و حسن میں برترین  
 کسی یہ عید کی کہ رخ و الم ہوا  
 خاطر کے دکھ میں سے مر سید و کوچم ہوا

۱۲۵  
 چمکے کہاں ہیں ان کو چوہ و گھبراہٹ  
 نہایت سے کہی پھر رہی ہے اور ہر طرف  
 بچاؤ کے سوس کے کہی ہوئے ہیں  
 اطفال خاص و عام کیلئے ہیں

۱۲۶  
 تو جانتا ہے یاں ہے نہ غیاظ نہ لباس  
 بالکل تری کی کڑکڑ ہے ہر طرف سیلاب  
 بھلا دیا ہے یہی کہ نہ پتہ نہ ہواں واپس  
 اب ہواں خیال دوسرہ غلامی سی جیاب  
 صدیقہ نام رکھتا ہے تہہ تہہ کا  
 جھوٹا کہی ہوئے ہیں صدقہ و رول

۱۲۷  
 یاب دروغ گو تری غیر انسانیتیں  
 اکبریا علی میں مرے کچھ یاد نہیں  
 قانع ہوں میں تیری جیاب و غش انہیں  
 نہایت تری کہی ہوئے ہیں سر ہر راہ انہیں  
 تم انوار کی مٹی کی حاجت روا ہے تو  
 ہر جگہ لاش کی زد و جگہ لاش ہے تو

۱۲۸  
 اب تو بوقت میں کیس  
 ہر کوئی زور چاہے میں رز دی لکھا  
 ہر کوئی رستہ میں رز دی لکھا  
 ہر کوئی رستہ میں رز دی لکھا  
 ہر کوئی رستہ میں رز دی لکھا  
 ہر کوئی رستہ میں رز دی لکھا

۱۲۹  
 عہ اصل مرثیہ انگیزت میں کو یہ سرخ زبانی ہے لیکن دوسرا میں (۱۲۸) یہ بھی جیاب ہے۔ اس سنا و خلق سے ہے ہر زبانی  
 (۱۲۸) کہ برس دن، حادہ ہے حضرت ظم طہا جان فرستے ہیں رع دلوں بوسے بوسے دن و رات ہر روز کلین ٹم

۱۲۷

طرب با بس فاقہ نہیں سہل چکا  
 واکو جو بخت کہ عریاں بہن چلا  
 مرخ کو غریبوں کو یا جان کر عطا  
 فرق تو زبیر کے ہیں فاقہ کیا  
 ہاک کے فصل سے مرزا کو کیا  
 تیرے کھنڈاں سے یہ بڑا کھنڈا

۱۲۸

بھگت تھانہ انہیں تو رو لالہ  
 شرب میں روزِ عید نہ عریاں چلا  
 دوسریں فاقہ سے نہ فرق لایا  
 ہاک کو ہم آئے لڑکپن پرانے کا  
 اب فاقہ کی شرم و حیا تیرا ہے  
 وعدہ کیا ہے نہ وفا تیرا ہے

۱۲۹

شہنشاہی غلام خدام ادا لہ  
 خیر خواہوں ہنسنے کے اور عین کا  
 بچے با بس حسن اور حسین  
 بھلا لڑائی کی نہ بددعا  
 ہمارا بچا ہے کون کہا بندہ خدا  
 خودی غلام خدام ادا لہ

۱۳۰

تیرا لڑا نہ جو جس کو بڑا  
 موداں نہ بندھلاؤ انہیں دیا  
 کھولا کھولیں گے کہتے دینا  
 بہت وہ تیرے تھے کہ اسرار کیا  
 خیر انسان کی طرف دلا دیا  
 تارل بولی کی رحمت حق الہ کیا



Р

پہلو پر کئی کئی زبانوں سے کہاں  
ان پر مہربان ہے خدا را سپہ سالار  
نہارا ہے پھر خلاب کیا کیوں ہے یہاں  
محل نشیناؤں کی ہر گمراہیوں میں  
نہج درگاہ میں ہے بلبلانہ کھیل  
پھر یہ ہیں کہاں ہے جا لایہ کا جنت

۹۷

کرم قافلہ میں نہ کھائے نہ پئے  
یہ لڑکے تھکے پیچھے باقیوں کی کلم  
زیادہ مصروف تھے کہ اس بی بی کا  
احقر میرا کس قدر کہی کہ قہر  
خدا وادہ یہاں کس ایسے بہانے  
وہ عیان زبان میں تمام عیان ہیں

12

میں سے تم نے نام جو خیاہ کا کیا  
 خالق نے ہر کام میں صاف و تمیز کیا  
 قور الالباس قلندر غفران کیا  
 خیاہ بن کر بارہ ہفتہ کی کبیر کیا  
 کس طرح سے چپا کر کچھ پکارتا تھا یہ  
 خیاہ پریم نغمہاتِ محلاتِ عین

9.

[illegible]

۱۷۱  
 پشیمانی شکر لک پیر پیرہ فخر حسن  
 پیش نبی خدا کا یہ انجیر پیرا لک  
 جھک کر کہ حضرت پیرا کہ پیرا لک  
 بوزار کے لئے حسن قوت بھی دیکھ  
 حکم پوچھ دیکھ نام کہ قورینہ لک  
 لک پیرا درود کر دیکھ لک

۱۷۲  
 ابرق و طشت جلیرا بکچر طلب  
 پانی غلام در پیرا پیرا لک  
 چویر کے پیرا پیرا پیرا لک  
 ہم مری کے پیرا پیرا پیرا لک  
 حضرت نے علم حسن تجلیا لک  
 ابرق کو ادب سے لک نے اٹھالیا

۱۷۳  
 پوچھ پتائی نہ لک پیرا پیرا لک  
 پیرا پیرا پیرا پیرا لک  
 پیرا پیرا پیرا پیرا لک  
 پیرا پیرا پیرا پیرا لک  
 پیرا پیرا پیرا پیرا لک  
 پیرا پیرا پیرا پیرا لک

۱۷۴  
 سحر سحر لک نہ لک پیرا لک  
 سحر سحر لک نہ لک پیرا لک  
 سحر سحر لک نہ لک پیرا لک  
 سحر سحر لک نہ لک پیرا لک  
 سحر سحر لک نہ لک پیرا لک  
 سحر سحر لک نہ لک پیرا لک



نشان گریں ہر دم بخت بخت  
 اور ہم بوش خفا کی صورت میں  
 گل و قبا میں بوی خوش  
 بیابان میں ہر خندہ زینت  
 بھلا کہ قبا میں ہم درخت  
 صورت کا گل کہ خندہ زینت

بوقت نہ نہیں ہر دست  
 ظاہر کیل قن بزم انہماکی  
 ہمیں بخت و شہیدان کا  
 صورت کی اب وہ گل نہ پائے  
 درخت بخت کی دنیا کا پھول  
 ہمیں کیل حال کا وقت ایک

کہ وقت بھر بخت نہ پیرا  
 اگر بخت قن نہ کہہ سکیں  
 رشتہ بخت و حال بیک و  
 کہ گل کا گل نہ بخت  
 ہمیں کیل حال کا وقت بخت  
 بخت و قن نہ کہہ سکیں

گل و قبا میں ہر دست  
 بخت کی گل نہ کہہ سکیں  
 ہمیں کیل قن نہ کہہ سکیں  
 بخت کی بخت و حال بیک و  
 کہ گل کا گل نہ بخت  
 ہمیں کیل حال کا وقت بخت

اے عید کو تو تم بڑے تھے قوم  
 اے عید کو کچھ سے شائع ام  
 اے عید کو کچھ سے ملا خیر تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم

اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم

اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم

اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم  
 اے عید کو کچھ سے بڑا ہاں تم

وہ میرا تھا خدا میری ہی پستی  
میرا تھا یہاں میرا ملک  
میرا یہاں میرا ملک  
میرا یہاں میرا ملک  
میرا یہاں میرا ملک  
میرا یہاں میرا ملک

۱۰۰  
 فی سبب شیرین فغان کی گل  
 از خنجر شمشیر گل  
 از سحر جان شیرین گل  
 جان شیرین از لب گل  
 جان شیرین از لب گل  
 جان شیرین از لب گل  
 جان شیرین از لب گل

[illegible]

سہ قیاس نہ ہونے کا  
 پہلے کے کھنڈ کا  
 ہر خواہ اور اس کے  
 کہ اور اس کے  
 کہ اور اس کے  
 کہ اور اس کے  
 کہ اور اس کے



لگے ہیں جو کلم شکر بلا ہوا  
 زینب لباس لاف پرانا چھپا ہوا  
 دیکھو برکتیں ہو لگا دو ہوا  
 وہ یو کی ہاں بھائی یہ ارشاد کیا ہوا  
 سبھی بیٹا لباس شہنشاہ بنیں گے  
 رو کر کہہ سکتے نہ والدین گے

منظور ہے کہ رتوں کو برف  
 بدرم بعد زخم یہیں برف  
 ہاں عمر کی جگہ جو بوسہ برف  
 مطلب قیہ ہے اسے مقدر برف  
 کوئی بیٹا لباس کہیں کوئی نہیں  
 تاریں ہیں اسے تاریں کہیں نہیں

مہر تو خوش گھر بچا لباس  
 ماسیوں کو جسے ہی ڈکے دیوں  
 بھارت بال پہننے لگے شہر اس  
 کتے تلے لو اور اتھا اسو اسے لباس  
 چھوٹا بچہ لباس قد لباس  
 چھوٹا بچہ لباس قد لباس

مہر کی نہ راوی بول کو  
 کوئی حسن کو کوئی چار بول کو  
 خوشی کیا وقت کی دل بول کو  
 اک سو جتنی بھی پیار سے ہاں بول کو  
 اک سو جتنی بھی پیار سے ہاں بول کو  
 اک سو جتنی بھی پیار سے ہاں بول کو

۱۷۱

مگر فتنہ لایا کہ یہ وقت اتنا ہے  
پہچانے یہ کون بلایں اس کو ہے  
بہت ہے یہاں نشین غیب انہیں ہے  
مگر انہیں نہیں کہلے قریب ہے  
مولا سیکھیں کہ انہیں کو دیکھ  
اور حق میں اس بار نہ چھوڑی کہ دیکھ

۱۷۲

چیتا تھا زہر بہر نہ نیشاہ یہ ورن  
بھلک بھلک ہے پر نہ کیا کو فتن  
بھائی کی شان کو کہ دے لگی بہن  
مگر نہ تھیم بچاری وہ شرمین  
بہم سب ہم زہر مردہ علم اور بچنے  
و اماں بھائی جان کہ نہ بچ پانچ

۱۷۳

نگاہ لائی رشتہ کن بہتیم تھا  
بھائی کو دے گئے تھے پیر لگا شرم و  
استادہ تیرہ رشتہ غلام کہ پیر  
دیکھا تو پیر نہ وہ نہ یاد وہ چلا تھ  
حضرت نے اور چاک دہ رشتہ کہیں کیا  
بھولے بھولے شوق مرگ میں زیب بدن کیا

۱۷۴

بھلا ہوا تھا کوئی کہ اس سان بچے  
بھنگل پیر و سیاحی تم سان بچے  
یہ وار توں کی وار توں اس سان بچے  
بہم سب کہ پیر لال پیر سان بچے  
دور نہ نہیں نہیں کہ اس سان بچے  
غلام کر بلانی بلانے تم مریں

[illegible][illegible]

اعلیٰ  
 ارباب و اشراف کی خدمت میں  
 تاجداروں کی کرامت و جلال  
 پہلے پہل کی تمجید کی اس کی  
 پہلے پہل کی تمجید کی اس کی  
 پہلے پہل کی تمجید کی اس کی  
 پہلے پہل کی تمجید کی اس کی

بہارِ شمسِ نازیبِ فروغِ افکار کی  
ہزارِ پہلی تم کو ملے دعاؤں کی  
خدا پرست اپنے ملک کی  
ہستی نہ دی نہ کر کہ ہے باری ہستی کی  
مومن فقہاء کو لا رسوائی حضور کی

دیکھا تو بولنے لگا کہ شہزادہ پہنچا  
 ورنہ کیا کیا کرتا یہ کیا بھست کر پھرتا  
 مہاجب کہ ہم پہنچے مرسد کی گھوڑی  
 نہایت میں سب کو پھونکتا نہانا گھوڑی  
 ناخدا و نامداد و مول و مول و مول  
 کہ کچھ پائے آپ پہنچے ہم کو دیکھیں پائے

بیک و دوان شاہ نے بارگاہ کی  
 اور صدر زین کو غیرت بہن تم کی  
 کہ تیرا زبان حق نہ تیرا زبان گداز  
 پنجہ دل میں اکا کھینچ کر لگا کر  
 زین صفا اعلیٰ میں زبان مودت  
 پیغم اکم اعلیٰ کم رب و دود و دقت

کتنے عین فاک بے سر تھے یو تیرا  
 پچھو والی تھی رن بول فلان تیرا  
 کہ تیرا کو دود و دقت کے تیرا تیرا  
 باتوں کو دود و دقت کے تیرا تیرا  
 بھلا نہ تھے کچھ ہمراہ اقترب یہ فوٹا  
 کہ تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا

نہ نہ ملے کیا مثل کی راہ کی  
 مادی نہ نہ فریاد و جد و جہاد  
 تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا  
 بہو نہ نہ تیرا تیرا تیرا تیرا  
 نہ نہ تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا  
 نہ نہ تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا



کچھیں ذرا کرنا چھوڑنا غلط ہے  
 باطن کی توجہ نہ دینا حق کی توجہ نہ دینا  
 بیجا ہونا پرہیز و پرہیز گاری  
 بیجا ادب سے زینت مگر شہید ہونا  
 دنیا اگر چھوڑ دینا دل و دماغ سے  
 بیجا جاننا و بہت بات کی دینا

بیلیا بولنا پڑنا شکر کی آفتاب چھوڑنا  
 ہمسایہ بچا ہوں سائے رب العالی چھوڑنا  
 راہ خدائی میں بھڑا رہنا چھوڑنا  
 عز و عظمت کی عالمی وقار چھوڑنا  
 لحظہ کی دوا ہوں کوئی پھر دکھانا

چاہیں آفتاب پر اس شمس سے سوا  
 اور اس کے میں ترقی و ترقی چھوڑنا  
 کہ بڑا ان کے پیچھے رہنا کبریا  
 نیکیاں سے ملنے میں نہ اہم سے کبریا  
 اپنے بڑے قرب سے وہ قریب ہونا  
 بیجا ہونا سے کبریا کی کبریا

وہ کہ وہ کہیں کیا تمام میں  
 نیکو حسیں جو ہے ہمارے غلام میں  
 ہم ان کے مقتدر ہیں ہم ان کے لالہ میں  
 شکر و سحر و سحر و سحر و سحر  
 ترسنا و ترسنا و ترسنا و ترسنا  
 ترسنا و ترسنا و ترسنا و ترسنا  
 ترسنا و ترسنا و ترسنا و ترسنا  
 ترسنا و ترسنا و ترسنا و ترسنا

کچھ میں تمہارے کی دلبر میں  
 کہ پتہ وہ دیکھئے ختم کھینچ لگائیں  
 یہ روز وہ ہیں جہ جہ سے کہ لگائیں  
 زمانہ جو بوجھل صیقل میں کہ لگائیں  
 میں فلک بے عیب غبار کی زبان میں  
 دل میں علی کا کمر شہزادوں غفلت سے  
 بچھائی ہوئی وہ دانوں ست کہ لگائیں  
 ذرا تھوڑا کچھ بھڑکے نہ ہوئی کہ  
 ہم پھر ان یوں کچھ لگائیں کہ  
 مگر کی کہ لگائیں یہ نہ ہوئی کہ  
 بہت پڑا ہو کچھ لگائیں وہ نہ ہوئی کہ  
 نہ ہوئی کہ نہ ہوئی کہ نہ ہوئی کہ  
 حال کچھ نہ وال نہیں ہم وہ نہ ہوئی کہ  
 کوئی کہ کہ ہوئی یہ وہ لگائیں کہ  
 رفیقوں کی کہ کہ ہوئی یہ لگائیں کہ  
 سہارا کی کہ کہ ہوئی یہ لگائیں کہ  
 دیاں کی کہ کہ ہوئی یہ لگائیں کہ  
 تمہارا کی کہ کہ ہوئی یہ لگائیں کہ  
 آواز کا کہ کہ ہوئی یہ لگائیں کہ

۵۵

آدم کا غم بھوں کہ میں عالمی فاقوں  
عالمی وقار بھوں کہ میں قی پر غار بھوں  
قی پر غار بھوں کہ میں ملاغت گذار بھوں  
ملاغت گذار بھوں کہ میں الفت شمع بھوں  
الفت شمع بھوں کہ میں ہوا پر غم بھوں  
ہوا پر غم بھوں کہ میں دل میں بھوں

۵۶

دل مصطفیٰ کا بھوں کہ میں نور اللہ بھوں  
نور اللہ بھوں کہ میں نور اکاہ بھوں  
نور اکاہ بھوں کہ میں غم بپاہ بھوں  
غم بپاہ بھوں کہ میں شام و شام بھوں  
شام و شام بھوں کہ میں نور اللہ بھوں  
نور اللہ بھوں کہ میں نور اللہ بھوں

۵۷

بہشتی شام نے بپاہ اس بھولکے ہیں  
کہ ایک نہیں ہم ایک کلمہ اس کے ہیں  
جہنم و جہنم بھی بندے تو رب العالی ہیں  
جہنم و جہنم بھی بندے تو رب العالی ہیں  
کہ وہ بھی ہیں جی کا کلام اس بھولکے ہیں  
کہ وہ بھی ہیں جی کا کلام اس بھولکے ہیں

۵۸

کہ جو کلام ان بھولکے ہم بھولکے ہیں  
کہ جو کلام ان بھولکے ہم بھولکے ہیں  
کہ جو کلام ان بھولکے ہم بھولکے ہیں  
کہ جو کلام ان بھولکے ہم بھولکے ہیں  
کہ جو کلام ان بھولکے ہم بھولکے ہیں  
کہ جو کلام ان بھولکے ہم بھولکے ہیں

بجی کہ تو جفاوں و کین کوں ہم  
 دید تو ہم جو کج سے ہم را کھوں ہم  
 نہ بنا جو کج کج شاق از توں کج کج  
 جبار و بیزین تھائی کی کی کج کج  
 دان کی جفاوری کی اگر کج کج  
 را کی دیا را ہم کج کج کج کج

نہ دیو نہ صلاح تھاری کج کج  
 مہی جہاں تھاری ہو کج کج کج  
 جنگ میں دشمن نظر سے نہاں ہوں  
 گم ہیں کج کج کج کج کج کج  
 گم ہیں پہلے پہلے کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 عورت میں ہائیں جہاں کج کج کج

رہو دہشت کوہ کج کج کج کج  
 اصحاب کہفت ہی کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج

رہو دہشت کوہ کج کج کج کج  
 اصحاب کہفت ہی کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج  
 کج کج کج کج کج کج کج کج

مہول گدازش **۱۲** **۱۱** **۱۰** **۹** **۸** **۷** **۶** **۵** **۴** **۳** **۲** **۱**  
 بدروسو پورے فیض سے پہنچے نہ توئی، پھر حق کی یہ سہیل ہو، افقہ ناز  
 پہنچے ہی اگر تھے دودم، مہر توئی، جو ہمہ جہتی کیا اگر آسمان کے  
 پہنچے میں نہ نہایت کا فخر، جلال تھا، اب جو ہم تمام دیوے کو دکھائے  
 ملکہ اس میں تم کی گری کھا تھا

پہلو پہ لوگوں **۱۲** **۱۱** **۱۰** **۹** **۸** **۷** **۶** **۵** **۴** **۳** **۲** **۱**  
 ہنسی کم غصہ، دل شاہ قورم  
 نہیں کھڑی ہوئی، رت افغان ہو  
 اگر ایساں کہ لوں نہیں ہاتھ ہو کر  
 غلہ قبول اب نہیں کوئی سخا میں  
 ہر گھنہ فتنہ پہنچا دین میں

جلا وطن **۱۲** **۱۱** **۱۰** **۹** **۸** **۷** **۶** **۵** **۴** **۳** **۲** **۱**  
 نہ تھے تیرے وارثان، شام کا  
 دیکھو تم کو غیب پہ افغان، شام کا  
 تم کیا کہ تم سب ہی، شام کا  
 ان کے فتنے ہوئے ہیں، شام کا  
 دولت نہ تھی، تم پہنچا دین

تلف

میان ذوق و اجتناب بہ اور ذوق و تفہیم پر  
بچتے تھے وہ دونوں مرفعی بہرہ ور چاہتے  
تاکہ کسی کی مرخصی نہ نہر ناجائز ہو  
ہاں تھا فوجی نظم کہ وہ ہم سب کو قائم  
وہ اور شہسوار براق خیال بھولیں  
بعد اوس کے زید الدین امام کو بھائی بنیں

عطف

عقلاں نام دین کا جو دعوہ اور کیا  
گوشے سے لے کر گونجیدہ و دار اور کیا  
ہر کہیں کا اور ہر جگہ اور کیا  
ثابت ہوا کہ قطب بھی سیر اور کیا  
ہم کیا بھیجے ہمارے ابراہیم اور کیا  
افلاک میں نیم علاج اور کیا

عطف

تاری کو تازیانہ ہر اک تار گدا  
سایہ سلام کر کے ادب سے لگے ہوا  
زیر نگین فلک بھی دم ماز و ملک ہوا  
انگریزی غلج کا قریب رنگ ہوا  
یک دفعہ رش جہت میں یحییٰ عجم ہو گئی  
پھر قدر و عافیت کو بھی منہ مڑ گئی

عطف

دلی جہت و تیر زخمتی نے ہتھیاری لگا  
بیچے پندرہ پچھتتا ہتھیار سے لگا  
دو ہونے وقت دم و دیب کیا دن سے لگا  
توں کے مہینوں سے پریشان تھا لگا  
دنیا میری اتنی مستیاں بھل لگا  
وہ نسبت سے ہم کو ہنس دینا لگا  
۳۱

جہاں سوار ہوئی کردار  
 اور دودھ دے دیتی کھیر  
 جس سے بڑھتا ہمارا سن  
 کھوئی زبان میں کیا زور انجمن  
 جو گام کھائے دل میں گارن  
 عجز نہ چاہتوں کہ اختیار ہے  
 اس فخر کے میں بھی حق  
 معطل جبر ہمارا کہیں صواب نہ ہو

اس کا جو اہل سنت زنی بجا  
 پہنچتی نہ تیرا گہر آہ حق  
 کہ بے تو نہ ہے بازوئے بشارت  
 دکھانے ہاں حق ہے تمام کی کم  
 قیام کرو تو اب بھی ہر سبب دانستہ  
 ورنہ یہ جان بومسختی نہ ہے

جہاں میں تیرے پھول پڑے  
 اس گل کاں ہم سے کھڑے  
 فخرت بہار کے چوہے پھول پڑے  
 جو ہے ضرور میں گے تم عجیب پڑے  
 کہ اگرچہ میں فنا و جمع ہوں تم کو  
 اور اس طرف کو ہفت سو گم ہوں گے

موت مرغ از قلب قضا اورا  
 منتهی است فیض دوسر ملا اورا  
 کہ بچکار اعلیٰ قریب منشا اورا  
 رن جلگیا یہ رنگ رخ انشیا اورا  
 اورا رتے جی سرسہم دم فوج لگا  
 ہماہمیتوں میں بہ پرواز ہوئے گئے

قلب ہوئی از رہ جو بہن پر چلی گئی  
 یوں پہلا سے جال کو چھ چلی گئی  
 پورا رشتہ ہوئے دو کو تل گئی  
 ہم تل سے تل بد نشان لگ گئی  
 کہ جو منہ بجا ہوئے کہ بجا ہوئے  
 غصہ تھا تو غصی وہ نہایت کی بجا ہوئے

دو جبر سداہ شغافہ تم کہتے بجا  
 دہو ارکے جو کہتے تل ایک بجا بجا  
 خود دگر دزل دگر دسرت پاجا  
 سب تنہ کہتے ہم اپہا رتے بجا بجا  
 نیرال سے روزن کے نہاتی بجا  
 تپتوں سے منی نور جو ہم دراز بجا

حسب سنت روضہ اسلام چو قیل  
 الماں میں شہ جلا تھا نہ لگ بول  
 تکی جو ہم پہ سوار ہوئے بیدار لگ  
 مولیٰ کی تھپے دم دزل سے تھوڑے بول  
 سار دین تھیں نہ پتہ نہ قاف بول  
 تھپے تل کی تو دین اور دم خط بول



اگر دین پروردگار کی صفت میں پہنچ  
 شعلہ بیداروں کے مگر ہمارے حق  
 گہم پروردگار کی گاہ میں ہمارے حق  
 ہمارے گاہ پروردگار کی صفت پہنچا حق  
 تمام ابرار نے اس کی تائید کی  
 پورا آسمان نے اس کی تائید کی  
 خدائی

چین چین کی طرف نہیں نکلی  
 پانی پورہ ملک میں نہ نکلی  
 نیک ملک میں نہ نکلی  
 جہلم اٹھایا توں میں نہ نکلی  
 کہ دن سے لڑ گیا کہ تو ابھڑا نکلی  
 نہ دم لیا تو تیرے دو دم نہ نکلی

بارش کی آہ میں کی برسات ہو غور  
 ہوا کی فون تھام کی آہ میں گستاخ  
 میں تھک گیا توں کی آہ میں گستاخ  
 یہ ختم ہو گیا توں کی آہ میں گستاخ  
 آہ میں کہ فون ہوا میں نہ نکلی  
 ادھلا گیا توں کی آہ میں گستاخ

خدا  
 ہمارے حق میں ہمارے حق میں  
 حق کی جست میں کی حق  
 قریب کی حق میں کی حق  
 شہر داروں کی حق میں کی حق  
 دریا فون توں کی حق میں کی حق  
 توں کی حق میں کی حق  
 توں کی حق میں کی حق

۱۱۲  
 ہر شے میں رہے دیکھو نہ ہوا  
 جس کو اپنے شیخ سے ہر غیب ہوا  
 کہ یوں سے فوں گوں کی طرح دیکھو  
 جس کو رہے زعم غیب کو گمان ہوا  
 ان کی زینت ہے قلب ہو گئی

۱۱۳  
 کل عجیب ترین دیکھو  
 ہر شے میں ہے ابرو قہقہہ  
 انگریزی کا حلقہ کلاں سم گزری  
 جس کو نیلہ سم گزری  
 جس کو اٹھاتی تیغ کا خود زینت ہو  
 جس کو تھامیہ جم کی صورت ہو

۱۱۴  
 نگاہ غل اٹھانے دو دھانی پائین  
 تھا تھا گھر میں غزالی پائین  
 غزالیہ زور زانی سپاہ چیمپ  
 کہ جو جال بندہ برائی پائین  
 دھکا پھیلے جلال - دھکی دھکی  
 اب کبریا کی شان کر کی دھکی

۱۱۵  
 اندر سے ہم ترانہ ادا نہ  
 اور دست ہر یک ادا نہ  
 دنیا سے ہر ایک ادا نہ  
 علم ہر ایک ادا نہ  
 ہر ایک ادا نہ  
 ہر ایک ادا نہ  
 ہر ایک ادا نہ



ن نام ان مقام میں کلینک زبان  
 ہنرورش تھی وہ بلند رساں  
 رہا کہ تم اچھا تار تار بیان  
 کرتے تھے اچھے اچھے بیان  
 پیچیدگی کے جو نام پرچست لگی  
 تجھے اس سال کنزیریں اب اور لگی

جلالت مصطفیٰ اگر کلمہ ہے  
 یہ کلمہ کلمہ ہے قیام جان کہ  
 دیہات کے رستوں سے قیام جان  
 بہت کم کہ غریب کا قیام جان  
 ہمارا دل تیرا میری قیام جان  
 میرا حیرت ہے اسے میرا حیرت ہے

سب سے بڑا گناہ ہے یہ گناہ ہے  
 فنا کا وہ جو ہر وقت لگا رہا ہے  
 موت کے پتے لگے جو ہم اس  
 بچا ہوا رکھتا ہے مری پر لگا ہے  
 دکھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کیا ہے  
 کہ یہ بچا ہوا کی مہر کا ہے

ن نام کہ اس نے تیار کیا ہے  
 جو ہر قسم کے ادھار کیا ہے  
 قیام کے میں کیا ہے کیا ہے  
 بچا ہوا میں کیا ہے کیا ہے  
 سہاگہ میں کیا ہے کیا ہے  
 قیام کے میں کیا ہے کیا ہے

خدا کے جس سے کلمہ خجین  
 ہوتا ہے وہ ہے کلمہ خجین  
 قاتل کلمہ اور کلمہ خجین  
 کیا ہے یہ کلمہ اس کے خجین  
 جو اہل دین کے کلمہ خجین  
 کلمہ خجین باقی سب پھیلے

والہ کی گلی کی تیرا تو ہے  
 ہے زینت اہل جہد کلمہ خجین  
 ہے یہ کلمہ کون ہے کلمہ خجین  
 ہے باواہ کلمہ خجین کلمہ خجین  
 جنت اس کے تیرا کلمہ خجین  
 جی ہاں ہے کلمہ خجین کلمہ خجین

جی ہاں ہے کلمہ خجین کلمہ خجین  
 کہ کلمہ خجین کلمہ خجین  
 کہی نہ کہ کلمہ خجین کلمہ خجین  
 پس کلمہ خجین کلمہ خجین  
 کلمہ خجین کلمہ خجین کلمہ خجین  
 جنت کلمہ خجین کلمہ خجین

تو کہ کلمہ خجین کلمہ خجین  
 کہی نہ کہ کلمہ خجین کلمہ خجین  
 است کہ کلمہ خجین کلمہ خجین  
 اس کلمہ خجین کلمہ خجین کلمہ خجین  
 دیتے ہیں کلمہ خجین کلمہ خجین  
 ہم یہ کلمہ خجین کلمہ خجین کلمہ خجین

۱۲۱  
 دین محمد پران دیکر خود توانی  
 ہائے خلی زین سے کہیں ہوں  
 اگر زین پیوئے کہیں پلکان  
 زین پلکانی تھی پلکان  
 وزارت نہیں کوئی برت پائے  
 اسباب اب سے گلزار کی لاش کا

۱۲۲  
 قہار میں شہ کی لاش پہ نبوہ ثقیلا  
 مگر عالم اسلموں نے کیا  
 اوست گل حیدر کے کیسے پرفیلا  
 کی داری سے تین شہنشاہ ادھیلا  
 یہ تین نے لباس نہ عام سرہ کیا  
 باقی بن میں ایک پھلجا سرہ کیا

۱۲۳  
 پہلے حکم ابن کعب نے مطلق نہ کیا  
 رانے ادب سے آہ مفضل کو نہیں کیا  
 وہ جامہ کہن لہجی تھکا رہے کیا  
 لاشے نہ ہاٹھا کے یہی تھی سے اچھا  
 ملیں پھر ہاتھ کی تھی سے اچھا  
 ستارے تھپتھپا پیرہ تھپتھپا

۱۲۴  
 آگے چلے تیرا افضال کردگار  
 اور دو دو ہاٹھ شیش بوسے ظالم اکبار  
 بچے بچے کی دست سلطان ناردار  
 جب بچی شہ کے لاشے سے ہاتھ نکالتا  
 پچن میں سب پیرا کہ تم کی تھی تھی  
 کتنی تھی حسین کی تھی تھی تھی

۲۴

مجلس شورای ملی

*Handwritten signature*

مجلس شورای اسلامی

20

SECRET

52

مجلس

مكتبة

10

مجلس

100

جہان آباد اور ان کے بڑے بڑے  
 جوتی خانہ میں کاروبار سے  
 رہنے والے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے

بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے

بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے

بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے  
 رہنے والے تھے جو کہ ان کے  
 بہن بھائیوں کے ساتھ  
 رہتے تھے وہی شہر کے

ن۔ جنت بھی پر ملائے ہوئے رہتے ہیں

ن۔ جنت بھی پر ملائے ہوئے رہتے ہیں

ن۔ جنت بھی پر ملائے ہوئے رہتے ہیں

ن۔ جنت بھی پر ملائے ہوئے رہتے ہیں



دل ام کہ ستم قدر تارکین دایہ  
 اکھیل پہ شکر بخیزیں و نہار ہے  
 بانی ہیں کہ بھجیو عذاب فنا ہے  
 ژباہ افغانا کہ اب غمناک ہے  
 بود قیہ شہداء تو اپنے دل کو چھ  
 سیل در در بھجیایوں دیتی دھ

عصیان ہیں رنگ راہ قوم لڑا تنگ  
 تیریں شایب سے تیریں دنگ  
 ادوار سے صبح اور اقبال کو بولنگ  
 بزرگ سے بزرگ کے اندر کارنگ  
 مٹیوں اس زمین پہل نہ کہنگ  
 جیتاؤں کہ لایب سے میں مرنگ

یہیں کہ طرف حیات بجا قلعہ  
 پیری گوہ جمعیت افکار پاسب  
 ہم دم نزال لاقہ موت و واسپ  
 لا قحط و کور قحط اس پاسب  
 اب لیر کہ بلا سے بھجیو میر کہ  
 اپنے حیم پرانے کام قہ نہ بیک

کے جان اور ہمارا تہا ہے  
 دوست کو تو تنہا بے اعلیٰ ہے  
 پوزیری بارگہ کی کیا ہے  
 بندہ کی اندویدہ پر پاسب ہے  
 قاتل بخت میں دن و رات میں  
 ہمکھیں رہنا کے رشتے دل فانی

آدم کو خدا اور شیطان کے درمیان  
جھگڑا یہ کہ اب کیا نصیب  
ہندسے کو یہ مقام جو ہر وقت نصیب  
کس دوس کو کہ جو یہ کھانا نصیب

ان طائروں کا جبر و اختیار  
دستیں راہ میں جو ہر کشتہ نصیب  
کھلا وہ فقیر اور وہ روضہ نصیب  
روح القدس کی زیارت ہر وقت نصیب

اس دلم المرغی کی وہ تیرا نصیب  
عزت و فلاح دور دور تیرا نصیب  
یہ سب پائی کشتہ و عطر تیرا نصیب  
حکم سے ہم سب تیرا عطا تیرا نصیب

یہ میری نسبت انا و مرا خدا کر لیا  
خوش نصیب رہا کیا کچھ کر لیا  
نور و برکت مرا جو ہر وقت کر لیا  
نشاہت نصیب دی کہ ہر وقت کر لیا

اب ایک تقدیر جاننا چاہیے کہ  
یہ سب نصیب وہاں کی جتنی سے نام لیا  
یہ سب نصیب وہاں کی جتنی سے نام لیا





کہ روت میں اسی میں خجاست  
 دینا بی بیات کا ان سے شہنای  
 ہم اچھا اور کام چید کی بات ہے  
 کہ ستر تیز کے لاکھ میں ہیں  
 ہو لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

کہ یہ پتہ لکھ لکھ لکھ لکھ  
 ہاں انہی حکم لکھ لکھ لکھ لکھ  
 یہ عذر کی دینا یہ افام شاید  
 پوچھا تو نام بوجی غفلت بیا علی  
 یہ پتہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

مغزوں پر نشان صحت ناطق کی آواز  
 بجاں کے قنایت بجاں سے یہ قنایت  
 کے شاعروں کے دینے کی غفلت  
 حال سے یوں غلامی حسن بیاں کا خط  
 میزان قدر میں مرے نصیب میں آئے

مغز سے یہ نشان دیکھتا نہیں بچاں  
 ہنستے بچوں سے زرگی غزلوں  
 کہ ہمیں غزل سے پوچھتا ہے آواز  
 اس معنی بنی ہو مرے حکایتوں  
 میں ہوں ہوں یہاں میں یہاں ہوں  
 افغان کی غزل میں لکھ لکھ لکھ



۲۹  
اٹھتے حسن خلق کہ عشق ضارب

بہ بابہ چشم اکب قریب

۳۰

نہایت دل کی زبان نہ مزا آید

بہ اگر ان عشق کے حال میں

تہ فخر ہے عاشق کا تمیز

۳۱  
فردین ازل سے فدا ہیں حسین

چشمین صاحب حسین ہیں

گزار حسن کے گل نہیں حسین

بہ ترک سے باغ عشق کے گلچیں حسین

کی ملاحت فدا ہے فدا فی

جو بان کی فدا کی فدا فی

خدا فی

۳۲  
پوں تو بھوں کو بھیت فدا ہے فدا

پہر تاج بھون کی ادا ہے فدا

وہ کہ یہ بھول مجھ کو فدا

شع مراد گل گل اسیر ہمال

بہ بارقاں شہواقتی رخت

اٹھانے بھتا ایک کی بددہار تھا

۳۳  
دہ بار کا تھا بھوت شہ فدا

نور شعلہ کی دین اور بھول کا

اکر کا نہ مشق تم بھول کا

بھاتی کاوان تلخ میں گہ بھول کا

بہ دانہ کہ بنی نہ سے کی بھول کا

غم کہ پہاڑ اٹھائے دہر کے بھول کا

عہ شاپہ کو مدنی ہیں مستفی اور کدہ

۳۴

وہ بارگاہِ تقدیر بری اہل بیت کی

بجوار کی وجہ پوری اہل بیت کی

پتھوں کی موت۔ قحط گمراہی اہل بیت کی

مبارکوں میں برہنہ سر اہل بیت کی

گیاں سیکینے شاہِ مدینہ کے اسطرح

تسکین کو دل پہ یتیم کے واسطے

۱۳۳

ہمت یہ کی حسینؑ نے امت کے واسطے

کہ پڑ گیا یہ بار شفاعت کے واسطے

بندو کلم کو حبسِ شہادت کے واسطے

سب کچھ کیا تجھوں کی راحت کے واسطے

غربت میں تجھ پر سے اک بچا کرے

امت کو غایتِ شہادت کی دعا کرتے ہیں

۱۳۴

تو بار جب پندرش کر یا ہوا

ارشادِ دو اجمال کا یہ بر ملا ہوا

احسن سے حسینؑ بہت تو شہنشاہ ہوا

ہزاروں کی دیشیں لگی سب کچھ عطا ہوا

ہر شے پہ اختیارِ سب سے بہتر ہوا

تو نہ توڑا ہزاروں لہجہ ترا ہوا

۱۳۵

بہنو بستیہ دردم کہ قرباں حسینؑ کا

یہ کلمہ گوئی سے شاخِ خوار حسینؑ کا

خاکِ حق سے تابعِ قرباں حسینؑ کا

بندِ شہداء کے بندہ احسان حسینؑ کا

مہرِ دل سے بار بار حق میں کم دیا

بڑا پیاروں کو بیکاروں کو دیا

۱۳۶



بہ فرما میں سب کو خیال میں ہے  
 میں میں سب صورت حال میں ہے  
 میں میں سب صورت حال میں ہے  
 میں میں سب صورت حال میں ہے  
 میں میں سب صورت حال میں ہے  
 میں میں سب صورت حال میں ہے

وہاں کی کیفیتیں برابر اٹھانے کے  
 ایک دہائیہ دن میں اٹھانے کے  
 ایک دہائیہ دن میں اٹھانے کے  
 ایک دہائیہ دن میں اٹھانے کے  
 ایک دہائیہ دن میں اٹھانے کے  
 ایک دہائیہ دن میں اٹھانے کے

میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے

جب یہ سچ ہیں ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے  
 میں ان کا کہنا کہ ان کے لئے

[illegible]

۵۱۱

اے قیاب ان سے معنا و بقیہ  
 گون سے غی باین طاق و بقیہ  
 بہ قول سے کچھ بقیہ  
 کہنا کی تیر جان کا مار تو بقیہ  
 روئیں تو بقیہ تو انہیں کی بقیہ  
 بیانی منک ہیں بقیہ بقیہ کی

۵۱۲

ایسی نہیں کہ میں ہی غم  
 ادا کو بقیہ میں بقیہ کی بقیہ  
 کہیں کی غم بقیہ بقیہ  
 اس وقت بقیہ کو بقیہ بقیہ  
 جو اور بقیہ بقیہ بقیہ  
 اب بقیہ بقیہ بقیہ بقیہ

۵۱۳

شیر بقیہ بقیہ بقیہ  
 اب رو بقیہ بقیہ بقیہ  
 اللہ کے بقیہ بقیہ بقیہ  
 کوئی خدا کے بقیہ بقیہ  
 خوش خدا کے بقیہ بقیہ  
 دین میں کے بقیہ بقیہ

۵۱۴

بہاؤ بقیہ بقیہ بقیہ  
 بادل بقیہ بقیہ بقیہ  
 یہاں کے بقیہ بقیہ بقیہ  
 خوش بقیہ بقیہ بقیہ  
 خوش بقیہ بقیہ بقیہ  
 یہاں کے بقیہ بقیہ بقیہ

چھائی جانب جانب کے وہ بچہ شاہ  
 سے خالق عیسیٰ و مریم اگر وہ  
 تری رفت کے واسطے تھی ہوتی تہ  
 بچہ میں دہم پیتی ہوں ان میں تہ  
 تہ اسے بچوں پر احسان کرتی تہ  
 بابا قری راہیں تہ ان کہ تہ

دنی کر کے بچوں سے ہم کم ہوں  
 دیک سے یکہ رفا متہ کم ہوں  
 رہی غل سے قہ اہل کم ہوں  
 ہشتاد وشت بچہ میں ہاں متہ کم ہوں  
 چھوڑا نہ ظالموں نے کی یہ بچہ کم ہوں  
 چھوڑے گاں سے تم بچہ کم ہوں

وہ بارگاہ ہو گی خانی حسین علیہ  
 ہم تل کے در سے ہیں بچہ کم ہوں  
 چھوٹی یکہ فاطمہ کے در سے کم ہوں  
 قوی امیر سب کی شہ شہ کم ہوں  
 سوتی ہے قہ فاطمہ سے کم ہوں  
 یہ سے نہ فاطمہ سے کم ہوں

سب یہ وہ در در نال وایت کران  
 کہ جگہ پریشی ہوں فوں فوں  
 بچہ کی بھین فاطمہ جب خد کو ہوں  
 زینت سے کی تھی ایک ویت بچہ فوں  
 ان میں علی بولنے کا ویت بچہ فوں  
 اس وقت کے لئے تھی ویت بچہ فوں

زین پہلے لکھائی تھیں جن میں پہلی  
 سیمہ یہ سات دوسرے ہر آیت  
 پہلی غیب بار کی دوست نہ کی ادا  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 دیکھو پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 یہ دن ان کی پہلی پہلی پہلی پہلی

زین پہلے لکھائی تھیں جن میں پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی

زین پہلے لکھائی تھیں جن میں پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی

زین پہلے لکھائی تھیں جن میں پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی  
 پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی پہلی

تو یک تو برائیہ الی الی کہ از نو  
 اب کم چہ حضور تو یوں پوچھو  
 شہ پوچھیں کہ ز تاباؤں میں لگاؤ  
 لگاؤ کا کم پیشی غدا بجاؤں کم فرو  
 کٹے لگاؤ یکہ جیہ میں قاتل کا لہر  
 اُس وقت ہوگا بوسے سے قابل کا لہر

کہی صدیہ عمر شہ سے لے جا لیا  
 اُس عمر ہوگا کیا کلاں پتہ لہ  
 جوہ میں جیہ کٹے لگاؤ ہی کو لگا  
 جبریل سے کہیں لگا کیہ جاؤں کہ لہ  
 ہاں پوچھو گا صاحب عمر چہ پوچھ  
 عمری مدت سے حق جیہ میں چہ پوچھ

تیم کو راکی اور شاہ اختیار کیا  
 جو کم کو شکل کا زینت لیا  
 مولادوں ہوئے ہوئے دربار کیا  
 یک زینت سے دور رہ گیا  
 پادشاہ کے شہ پوچھو دار ہو گئے  
 پادشاہ و ابالال کے اسرار ہو گئے

میں ہوں میں ہوں ہوں ہوں ہوں  
 ہم اپنی راست قدری پر کرتے ہیں  
 ماتم کی انجہ ہوں ہوں ہوں ہوں  
 سب کو ہم نہیں ہوں ہوں ہوں ہوں  
 خود ہم ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں  
 افسانہ میں نہیں ہوں ہوں ہوں ہوں

۱۲۱  
 پر پڑھیں زمین کی اس دھوم دھام  
 بے آزارین کو زور کبیرم انا تم سے  
 میدان جنگ ہوتو وہ بالا کلام سے  
 عصیان کو دودہ باش کہوں غوغا سے  
 اچھیں کہیں تم سب کی جوار کی  
 دیکھی اس بچن میں میری تھمیر کی

۱۲۲  
 آبا جویں سلطنت شکر کا علم  
 و تاج بنا حضور کا آوازہ انا تم سے  
 سر کیا کہ علم پیچوں کہیں ان ترغیم  
 کو بن کا جلال سے دین کا علم  
 پتا نہیں بولم حضور کی خوشی  
 سہم شہزاد جلال میں بوجہ سے

۱۲۳  
 اشد سے جلال و نجی حضور کا  
 علم سے تو حسن انا تم غمور کا  
 کس سے پور غوا دی ایمین کا  
 پھٹتا ہے بال سے فواہ پور کا  
 ہنسنے کی پور غوا کی منہ ہاتھ کی  
 حق کی ہے آئینہ اس نقاب کی

۱۲۴  
 الہیب بزم ہے بویں چاندن کا علم  
 پہنچا نہیں تو بزم یہ بزم انا بزم  
 رُخ ہے وہ صبح شمس میں جرم کا علم  
 گیمہ و شب کہ قدر شب قدر کا علم  
 دشا و رفت وقت داؤد کا ہے میں  
 اہ وقت صبح شام بلبل و گلے تیرے

بجز آن نام نیست و حق و استجاب  
 بآن و بآوردن و لاله و گلآب  
 ز باغ بهر و شکری و قلیب و باغآب  
 آب حباب لب و پنهان و خوشآب  
 یوسف است او را که سست و زیاده است  
 سبک طوفت و بر سر صفیای اراک

تم بزرگی و ولایت  
جست و خیزم در آنست  
هم از کوه و هم از این  
پرو را بجای می کشم که چو یاری است  
خفته فغان رخ و جانم بر آنست  
دو دو گزیده دست فانیست ادا کن

۴۰  
معارف و فنون  
بہارِ ہندوستان  
پیش قدمی کی شہادت  
میلان دہلی میں بھگت سنگھ  
دہلی پولیس میں قتل کا پتہ لگانے پر  
بہار گجرات کی فکری کشمکش  
اب تو یہ پہرہ داروں اور جاسوس

۱۲۷  
 نصف الدنيا فانه لم يبق له الا ثياب  
 برقع خفيف و يريم كمر و يلبس اقباب  
 سلو ش كمر تن كمر و يلبس خلاب  
 روف كمر و شاه شيد و يلبس خلاب  
 كمر و يلبس كمر و يلبس خلاب  
 كمر و يلبس كمر و يلبس خلاب



بچا بہت ہوتا تھا وہ دینا سے بہتر  
 پہلے کہ وہ بکھار لیا رات میں بہتر  
 دھوئے ہوئے بوجھ ہے فلک میں بہتر  
 دوشن بکھار لیا کوئی نہ کہ بہتر  
 قریبوں کے بچے بکھار لیا  
 جہاں دور پائش سے نہ کہ بہتر

فکر اسید و اگر وہ گروہ میں  
 بہت پیشہ اگر وہ گروہ میں  
 مرنے کی ہمارا گروہ میں  
 تیری بھرتی اگر وہ گروہ میں  
 دینا میں کیا ہے کم بختیہ میں  
 بوڑھی کی کم بختیہ میں

منقولہ کہ تم شہید ہو تو فدا  
 کیا ہے سہیلے فرشتے کی ہزار  
 بھرتی ہے ہزار ہا سو جان سے بڑا  
 غریب بکھار دے ہزار ہا جان  
 پہلے سلام لیتے ہیں اور یہ شہید ہیں  
 جہاں اپنے نانا کی خدمت میں جاتے ہیں

تو کیا کہ پاؤں ابھی ان کا ہیں  
 رات میں غنائ نہیں کہنے کی تہ ہیں  
 رات روزے میں رات کی دین میں تہ ہیں  
 کہ تہ بکھار دے دین میں اگر تہ ہیں  
 دین میں تہ ہیں اگر تہ ہیں  
 دستہ کہ میں تہ بکھار دے ہزار جان

دوا شہزادہ کو نہ معلوم کیسے ملے  
 بوجھ بیویوں سے باگ تیرا اگر جبار ملے  
 ملے ان آسمان کی ہوا میں ملے اور ملے  
 اسرار عقل رہ گیا پچھلے رہا ملے  
 ملے آؤں فدو انجاس کے منہ کو ملے

آواز نہاں اشارت از آن جنبش  
 بچلے سب یہ ریش خیر لیا فریاد  
 بن چلے فوج و جمہور تو قصد بیتاں  
 دیوں جبرے لگیا یہ ہر اک جبار کباب  
 رکھے دیانہ پاؤں زین پر لچکا

ایک جہین کا نہ نہ کوئی نہ ملے  
 ہوا اقبال ہلال کباب آفتابیں  
 اقبال تھی یہ برق اقبال نہیں  
 مستانیں یہاں یہاں کی کھنچیں  
 چاروں محول کے نقشے تہ پوچھو کہ  
 اہل کمر و عجب دہرہ ایک دہرہ دہرہ

ہوا بہت کہ بہت بڑا اور کچھ  
 آنکھوں میں لگ کر دیکھو کہ وہی کچھ  
 منہ سے دل بڑا کہ وہی کچھ  
 اسے کراؤں کو پچھلے جبرے بڑا کچھ  
 ہوا بہت بہت کچھ بڑا کچھ  
 دریا میں بہت کچھ کچھ کچھ

دین میں جس کی تیر زوری کی پکار ہے	دھمپوں کا وہ ابق بقیں و نہایت	فختر چلے پیاؤں کا تیر ہوا رہا ہے	بحم اکثر اس سے بھر پور تھا ہے	دوڑا ہوا سے ساتھ قور و رہا گیا	ابکس ہے یہاں میں وہ کے کھلا گیا
شہر بہت بال غرض اخلاص کی کائن	جانی تھا کوئی شرم میں آواز دیکھاں	اس میں لہجہ بے نیابت کا نہ جانت تھاں	وال تو کہیں یہاں اذاں میں تھاں	پہم پنے اذاں نہ عمر شرمی کا کائن	یہ عمر شرمی گزرتے پہلو کے نہایت
وہو گی مودت و دل سیر کی	تجلیں رہا اس فرس نامدار کی	منتہی ملک قدرت پور کار کی	کچھنی ہے شرم غیبیں پاد بہار کی	جیش کے ساتھ صورت جیش کی	یہ خاص ملک قدرت حق کا کہ ہے
یہ زمانہ ان کے کہ جیش ہے	ان میں نہ تو کوئی جیش ہے	اور نہ جیش بہار بہ قور کمال ہے	لاستو ہم کی اس میں وہ کہ جیش	سپہ پنا بہار کا تو شرمی ہم ہی	فر شرمی کہ گرت بہار جیش ہم ہی

۱۲۰  
 بہ قہر سے بے خبر ہیں طوطی کی جان ہوا  
 ہر غار۔ ہر غار کی گویا زبان ہے  
 ہر جگہ ہر گوشے کے رن کی زیر آسمان ہے  
 ہر جگہ ہر گوشے کے رن کی زیر آسمان ہے  
 ہر جگہ ہر گوشے کے رن کی زیر آسمان ہے  
 ہر جگہ ہر گوشے کے رن کی زیر آسمان ہے

۱۲۱  
 یں در اسلام ہواں ذکر الصلوٰۃ  
 یں باگب لالہاں بہر دور ہر شہر انجات  
 جہاں ہر جگہ بیان ہے ہر جگہ ہر جگہ  
 یں ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 یں ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 یں ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ

۱۲۲  
 یں زین زور ہر پادشہ کا گھر لکھا  
 رن کیا ہے کہ نہ کا ہر جگہ ہر جگہ  
 دارالامارہ میں بن مرزا ہر جگہ  
 دارالامارہ میں بن مرزا ہر جگہ  
 دارالامارہ میں بن مرزا ہر جگہ  
 دارالامارہ میں بن مرزا ہر جگہ

۱۲۳  
 ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
 ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ

۷۱۱  
 بوسہ رسد میں تاج بخش لوگ نہ تھے  
 تہیہ دلچشمہ و بدیہ خرم و انہ تھے  
 خم مایا خرم سراہہ تم کے ایسے نہ تھے  
 چھ فلک کمر کو کہ عزت بخت نہ تھے  
 اثنا و بیچہ قمر میں کوئی کی گاہ تھے  
 کمزور حریف کو دن بھرتے ہی گاہ تھے

۷۱۲  
 گرجے جلو میں جن ہیں لاکھ تہنوں کے بند  
 نور قمر سے جس ستارے سے نہیں بند  
 بجلی کا تار یا نہ تھے غم زار نہ تھے  
 ہمارے ہم صغیر بڑے غم و اب نہ تھے  
 شاہ شہاں آواز تھے نوبت شہسوار تھے  
 جال بخش تاج و تخت میں نہ تھے نہ تھے

۷۱۳  
 متی نہیں مریح کو وال بغیر سہ سال  
 اور دھو نہ تھے تین ناف تیر کی تم تیر  
 قلاب یہ چاہتے تھے کہ نہ تھے نہ تھے  
 دیکھو یہ کہ تیر کو تو جس نے نہ تھے نہ تھے  
 اٹھ کر گھر کی ہے گم رہی نہ تھے نہ تھے  
 خاک مری سے بھرتے فلک اب تو نہ تھے

۷۱۴  
 علم ازادان دیتے ہیں ناقص تو تھے  
 بہت گم کہ کچھ کھرتے ہیں بیت خفا تھے  
 باطل سے ہی بے بہت قیامت تھے  
 قہر و غیظ و کرب و غم نہ تھے نہ تھے  
 وہ کہ کون ہے کم ہو تک کہ بوجھ لگ تھے  
 غم و کم کا تخت گم جا گیا نہیں تھے

دارت ہیں ہم غائب شدہ و الفحشاء  
کامیاب سے ہیں جن سے ہر کارزار کے  
لی مگر جاہل دشمنوں سے ہم کو ہار کے  
انکر تو کہہ دیں کیا کس کو ہار کے  
یکتا تھا غیب و دو کا کہم اپنے دشمن ہیں  
پارہیسی ہنسی کی ہارنی ہر منتق کی ہار

عالمی نسب ہم سا کوئی فی زمانہ  
نابا پھر سربِ نانی آئینہ  
آینہ دنا میں شاہِ ریل نے نہیں گنا  
میلہ ہاروں دو دیوچوں کا آگاہ بننا  
بوجہ ہمہ اجہ ہیں اس کی ہار  
جس نے راجب تھا قیاسی ہار

پس دو کو خود و بقی کی قسم  
تم کو تم کرتے ہو عاشق کہ تم بھیں  
کیا کہتے ہوں گے غلام میں تو لا تم بھیں  
مجان کہ تم تھارو ایسا تم بھیں  
کیسا طعم ہم کہی جیہ نہیں ہیں  
کہ اب اس طرف جواب کی دینے نہیں ہیں

اے مجھ کو فنا میں خدا کے بعد  
فنا برقی ہم اب وہو اپنی خدا کے بعد  
خشنود ہوا اب و خطا میں خدا کے بعد  
حاجت روئے خالق خدا میں خدا کے بعد  
بے اذن اس سال جو میں خاک ہو گریں  
بدولم کہ فرشتے اریں بال ہو گریں

سرت سرتی تیرے آسکا بھائی ہوں

یہ بیتی کہ یہ تھی کہ کشتہ یارم  
یہ ہون کشتی یہ مورچہ بندی یارم  
الہم سہاؤ جس کہ سے بچو بچا نام  
ناداں ہوں غم غم نام مرا نام بہا نام  
حاشا کچھ جو اس درمیں ان میں  
وہ اس شے کی کے میں قہم میں

نور خدایہ فاطمہ کے نور میں  
کشتہ ہوں نس قاتلہ برہمن میں  
شہادت چاندنی بہم کی مرثیہ میں  
دہلیت چاندنی میں یحییٰ امین تہجد  
بولی کی رنگ لکھ کا فزا شباب  
یہ سب نفی اس اسات باب

طیب اللسان برہمن باجی قاتی باب  
جو استبان شام ابرص ہو کے شکار  
مردوں کی لکھ بچوں میں کھوکھ  
گھوڑوں سے نہ کہ نہ پڑاؤں ہو کھوکھ  
یہ تہذیب و جان نہ ہوا کھوکھ  
پہلے ہوں سے بڑا دودھ بڑا شہا

یہ بیتی کہ یہ تھی کہ کشتہ یارم  
یہ ہون کشتی یہ مورچہ بندی یارم  
الہم سہاؤ جس کہ سے بچو بچا نام  
ناداں ہوں غم غم نام مرا نام بہا نام  
حاشا کچھ جو اس درمیں ان میں  
وہ اس شے کی کے میں قہم میں

ہوشیار ہو کر کھینچ کر لے آئی تھی قیامت  
 وقت شمار حسب حسب ہو گیا عیال  
 چل دو دھول دیکھ دیکھ کس چلتی ہو  
 پورا تو میں عیال ملک موت میں نہاں  
 مٹی نروہ گوشت زشتی میں نہاں  
 اس وقت زوال و فنا کے تمام مقام ہیں  
 عہد کے عذر شری

اب چل ستم بھول کھلایں ہیں  
 دین رکھ نہ میں رکھ نہ آئیں  
 پڑا وعدہ کادل چمن کارزار میں  
 جیسے شرب قرار کی تو یہ بہار میں  
 دہشت میں بجائے جا بھی چاہو بھار  
 پتھر سے رنگ اور پتھر کو گریبان پر آ

بھلا ہوا ہوس آئینہ زوال و فنا  
 کس تخت حسب کچھ نظر آئے ہمارے  
 توڑا گئے موت پرست سے بھلا تیار  
 ظالم علی جو کہ تین با بھی تھی تیار  
 بیاد نہ دم تلاش ہمارے اختیار کیا  
 اعدا کی جان کھائی ہو تو تین جان کیا

سن دو علم کو کہ یہ بھارت تھے قاف و قلام  
 ہے بقا حسب قوم کہ ہے تمام  
 بہت طعن و تیرت زبان کے اور نام  
 کیا تھو کوئی ہاں زبان سے کہہ نام  
 بڑی سبکدوشی تھو زبان کے حسام  
 سب کی زبان بول گئی اس کے ساتھ



جس پر ایک کس کی ہو نہ  
 چھوڑا دینے کو چھوڑا دینے کو  
 پوچھو دینے سے جب نہ اٹھائی دینے کو  
 کہتے تھے غنائن اجل قتل دینے کو  
 ملی تین تین سے رہا تین تین گت تین  
 عداوت چھوڑا دینے کو دینے کو

۳۳

یہ صفت کی صفت تم وہ پیر کا قدم  
 قریب و غریب دینے کو دینے کو  
 کہ سر نہ کرنا پیا کام تھا دینے کو  
 مر غنائن ایک پیر کا قدم  
 تین سے ملا دینے کو ایک پیر کا قدم  
 تین سے ملا دینے کو ایک پیر کا قدم

ان کا ایک جوان قوی الجی قریب  
 اثر و قریب مریہ پیر کا قدم  
 اس قدر ہے پیر کا قدم - دینے کو  
 کہتا تھا میری تین دینے کو  
 سب سے پیر کا قدم دینے کو  
 طے قریب کا قدم دینے کو

یہ قریب کی مراد ہے علی زمین قریب  
 پھر قریب دینے کو پیر کا قدم  
 قوم کے قریب کا قدم دینے کو  
 پیر کا قدم دینے کو  
 قوم کے قریب کا قدم دینے کو  
 قریب کا قدم دینے کو  
 قریب کا قدم دینے کو

شوق تھو جلا دینا شاہ شہزادہ  
 ہنم تھو کہ کھیلتا تھا قیاسیہ علم  
 رنوم کہ نہ نہ کہ سلطان قیاسیہ  
 یہ تھا عید گاہیں باجہ واہ قیاسیہ  
 وزیران سے عاشق و شہر عاشق تھا  
 بچوں قیاسیہ کی شہر قیاسیہ تھا

بکری و فوج جمع ہوا کی دیریاں  
 بکری غلام جیسے کہ کھولیں تیریاں  
 اور نہ پوچھی کی اب ہیں نہ ہی کیریاں  
 رنوم گروہ شہزادیاں کو جو دیں زیاں  
 گھوڑوں کی کہ چھانڈتی وہ لہریاں  
 جھوٹے ہوتے ہیں یہ علم پناہیں

دہشت گردا ہوں نہ نہ نہ کی قتل  
 نہیں ملت گلشن شکاری و فاقہ قتل  
 شہزادین و بڑے کہ تھو نہ پناہ دار  
 زین کہ نہیں کہ کشتال سے بھی اتوار  
 رونق و زینیں تھو شہزادہ سندھ  
 جھلک و تھو کہ کھو نہ پناہ دار

نہا کہ ہر ان ہوا حکم سے شہزادہ  
 تازی کو تیرا کہ بڑا قیاسیہ نامدار  
 اک پو کڑی میں فخر سے ہوا وہ پناہ  
 پٹیلی میں اپنی فوج سے پھوٹا وہ شہزادہ  
 حکم سے وہ ہر ان و زور کہ وہیں گیا  
 عالم قیاسیہ عالم اندر وہیں گیا

واللہ

چلو انوار دل سے یہ کتنا تھا وہ تیری  
آہو تھا کیا کھینچیں میں آہو کے تھی پری  
شوق تھی شمع چم بھرا اک غصہ میں بھری  
دشوار وہ مہجیں سے چلے ہم ساری  
آہو کے غم میں غم فایا تو جتنے تھا

واللہ

نازل بلاتے تازہ ہونی سر پر نگاہاں  
پیشے سے ایک شیر قوی تن ہوا غیاں  
مور تہیب تم خدا انت بہاں  
دیکھ نہ لگا چھوٹے جے شیر کمال  
مخ کو بدم دم علم کے قصہ شکار  
پہلکا دکھاتا ہوا اس تابعدا ہوا

واللہ

دلگاہی خد سے بھرا اس تیغ کا کم  
رہو کہ مر میرے تم الہام کہ پتہ  
کہ آواز دی امام علیہ السلام کہ  
دیکھ حسینؑ شہر شہلا غلام کہ  
پہنچے میں موت کے تین ہوتا ہوا کہ  
تم خد کے شیر کیا بھوکا شیر سے

واللہ

ہم کہہ کر فضیلت تو میں کتنا ہوا ہم  
کیا کے غصہ کے شمع بھی تیکہ نام  
و متباہ ملک و مال کا غم بھرا ہوا ہم  
بہت سے ہلا بہان سے دوسرے غم  
اک اشتیاق دے رشتہ دیکھتا ہوا  
ارمان دوسرا علی اکبر کے میہ کا

۱۲۱  
 کہ بہت بڑی روکھا گیا خالق وہ نہ فریب  
 پہلا غلام اس کی شکر میں بہت  
 سنتا اور میں یہ یاد کرتا ہوں  
 کہ اس نے کچھ احمدیوں کو نصیب  
 دیا۔ وہ ان کے لیے کھڑے ہیں جو  
 سب بڑے انسان ہیں ان کے لیے



اب اس قدر قافا کہ مراد انہی سلام  
 ہم شکر و تحفظ کا کہ مراد انہی سلام  
 عجیب باب و قافا کہ مراد انہی سلام  
 از زنجبیل کہ مراد انہی سلام  
 کہ کھوکھوں کو بی چکا و در دولت پودہ  
 ہم قافا نام و قافا بہ رخصت حضور

19

۱۵  
میں خانہ کی یہ فیض کی کو لائے  
ان بی کی موت کی کو لائے  
تج سے لہذا دے کے لائے  
مراہ روزہ صحت کی کو لائے  
میں پکارتے تھے پر دین کے  
میں طہا حین کا ہوا حین کے

114

۱۶۱  
 تکیہ کا عیادتیں نہیں اس خوش نصیب پر  
 بولیں تم ہر شے تم کو ملے گی  
 زمین کے مال غنیمت و زین کے  
 تمام جہاں جہاں میں ناریں ملے گی  
 یہی حسین شاہ لاہور کے ہوا ہے  
 چھوڑ کر میری عیادت کے ہوا ہے

۱۱۱۱  
 یوں درود دل عین سے کرتا تھا تو تیار  
 ہو ایک روئی ہوئی پہ پہ آفتاب  
 اس نور سے صدمہ نہیں کی تین بار  
 لے کر تیرا شہنشاہم آج بھی ہے اور شہنشاہ  
 ہاں لاہور بندوں کو اس کی پھونکنوں  
 شہنشاہ اجاڑ دالوں نیتوں کو پھونکنوں

۱۱۱۱  
 تم ان غیرت نہ فصاحت کیا کلام  
 آج تو علی کے نام پہ قرباں ہیں موشم  
 تو شک و ترس میں غیر ان کی سیں غلام  
 گوشت پختہ است ان کا وہ دندن پہ سہام  
 دانتوں سے تیرے علی حسین پائے ہیں  
 نہ کھائیں گے نہ کھلیا ہے اس کو کھائیں

۱۱۱۱  
 گھر انہیں غلام نہ بھی کرے بے باب  
 یہ دن شکار کا ہے کہ تم کو غصیب  
 دم میں پیوں پہ سیدہ نور اور خلیج  
 پہنچیں کہ اداوان کو کی علم این سید  
 تم کو ام سب جھکا پتیر  
 تم خدا کی قربان ہو کہ جاتے ہیں

۱۱۱۱  
 کیا کہی ہو نہ دشت پلائی تو غم کو  
 اس کا قیاس آہ دیں قیاس نامور  
 اک بار غم کھلاؤ از غم نجات ہم کو  
 اک تا جبار بہ علم و بے پاہا ہے  
 اک شہنشاہ کہ غم و غم سے تباہ ہے

۱۲۱  
 کہ چلتا تھا جاڑھا قیس نادار  
 گھر کے آگے چلا کہ چلا وہ فقیر  
 عین میں غیب کہ قائم میں نثار  
 اگر مدام کے فرزند آسپ ہیں  
 یا تو حسین میرے قدر و گہ ہیں

۱۲۲  
 کہ چلتا تھا قزویم اس  
 جی بھر کے دیوے کہ بھر ہر شہر اس  
 اب تیرے دادر کے کوئین کی گیس  
 کہ دلگاہ میں شب اداں تو میرا پاس  
 عاشق مسرور مل جائیں رہیں  
 جبکہ بلا با تھا دی کہیں حسین ہوں

مجنون بیخ و تیر و حسین ہوں  
 لے گا حق حسین ہی دوسریوں

۱۲۳  
 پھر پھر پھر ہر کہ بلا وہ قزویم  
 بہت ہیں ایسے وقت ہوا لالیاں  
 شوق تھے جاوے تھرت کہ اکاں  
 جاوے چار لاکھ تھے اور کہ یہ نیچاں  
 ہو گئے ہیں نہ مایت کہ پاس ہیں  
 باختموں میں پھوٹے یہ کہ کہ ہیں

۱۲۴  
 کہ آواز آ کر کشت بہ کشت  
 فرما بیٹوں کہ بہت ہو بیٹوں  
 پوچھا میں صدقہ جاؤں تیرے کی کم  
 فرما قتل تو کہے عجیب نامور  
 پوچھا گھر سے اٹھی سب کہ پھر فرما  
 شہ نے کہا اسے چاہا کہ فرما ہے

۱۲۵  
 فرات یہ نظر نہاں ہو گئے ام  
 بھگی نہ تھی پلک کہ پھر کاش ام  
 دیکھا کہ وہ غنوں نے کیا نہ ختم  
 خدات گری کہ قسم بہاؤ بہا ام  
 بدعت کے در سے یہاں بھلا نہ ہو  
 راتوں میں نہ رہاں حسرت بہت

۱۲۶  
 فوجیں بکلی ہیں غم کو اس ان غن  
 لاشوں کے روز نہ کھلے ہاں ان غن  
 میدانیاں ہیں تخت پر شان ان غن  
 قہر بہت قل کھنیر ان غن  
 اکم کوڑوں پاک شمشیر کی غن  
 اٹھ کر کی غن لاش کو مید کی غن

۱۲۷  
 یہ کہتے تھے کہ زینت پر پشت ہدا  
 پہلایا قیس غیر تو ہے ترس فدا  
 فرمایا میں جا تا ہوں حلقہ ترا غدا  
 اس وقت اسی کان میں زینت کی عدا  
 بھگت تھے سب فقہ بھلی بھلا  
 جھٹا حمت تھوڑے کم کو کہہ گئے

۱۲۸  
 اُس نے کہا غلام نہ اس داغ کا کیا  
 بوسے کوئی علاج نہیں موت کے سدا  
 اُس نے کہا لکھنے زینت پر تو دوا  
 فرمایا لکھ شیعوں کے پیٹ میں شفا  
 جتنا مسخ مسخ میں دیکھتا  
 پتھر زخم انتہائی موقر میں نیا

خار و گل

تم رنگ مین و روز کے کیا کیا دیوے

اب تم حسین علی کے تو دیوے جو

زیبا کی بھی ادرا مل دیا دیوے

سے بڑے پاک دم ترا بھرتے ہیں

کشتہ کی گیسو کی باتیں کرتے ہیں

کھل جاتا ہے عشق اس کے انشا اللہ

سے خاک شفا بھی ہو جاوے ہم سہا ہیں

وہ دل نہ رہا دیوے وہ ہم نہ رہے

اسباب و اس لیے بھی تو نام نہ رہے

کے بار بار وہ عدم کا کیا بیخیال

جب کیسے زندگی میں دو ہم نہ رہے

والہ

اب کیا حال ہو کر ہی اچھا لگتا تھا

بھگتے تھے دلیں تو تم تھم تھماتے

پہلو پہ درخشاں پویش تم تھماتے

کل دیں میں بی بی تیرے کہ تو شکر مہر

دم بینوں میں ہر گزے جاں تیرا گئی



کتابخانه

*(Signature)*

10

مجلس عمومی

4-2

۱۰۰

۲۱۰

[illegible]

52

مجلس المجمع

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

مجموعہ شریعت اسلامیہ

۱۰۰

مکتبہ اسلامیہ دارالافتاء



[illegible]

۴  
 صبح بخیر و روزی بخیر ای دلدار  
 چه دلداران به صفت ای دلدار  
 روز از آن کم گلگون قبا کیان  
 کج صبح به غنودن زلف خندان  
 لب که زلفت را لب و خندان  
 با لبی که لب و خندان به دلدار  
 با لبی که لب و خندان به دلدار

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

۱۰  
 بزرگوار و افکار این چنین باشد  
 بزرگوار و افکار این چنین باشد  
 بزرگوار و افکار این چنین باشد  
 بزرگوار و افکار این چنین باشد  
 بزرگوار و افکار این چنین باشد



جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں

اے کہ تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں

وہ جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں

یہ لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 لاقہاؤں کے کھنڈ پڑتا ہے وہاں  
 جہاں تیرا کھنڈ پڑتا ہے وہاں

اُن جھلکے میں بڑے شاعر کا  
 دھماکا پڑ گیا تیرے چہرے پر  
 ایک ایک کو دکھائی دیا کہ یہ کچھ تو  
 کچھ ہے لوگوں کی تو ہے عید کی محفہ  
 ہے یہ پھل پلاس بے بن پھل پلاس  
 کہ میں صاف جو کہاں مر رہا ہوں

تم تو عید کا شہر نہیں میں جانتا  
 اس نے کہ میں نے کیا کیا کیا  
 تم نے تو غارت ہو کر رہ گیا  
 اس بہت سے ناز و باعث پر ہل گیا  
 تم تو باب کو تیرے پاس کہ نہ  
 کہ کیا شہید راہ خدا کو فن دیا

وہ بہت عید کہ وہ عید کا  
 وہ وہاں کہ وہ کہ وہاں  
 منزل ہے دور اس کے قریب  
 جہاں کی پردہ نش کو خدا کی باب  
 تمہارے چہرے پر وہ وہی باب  
 ہمیں نہیں سمجھتی کہ یہ کیا ہے

اُن جھلکے میں بڑے شاعر کا  
 دھماکا پڑ گیا تیرے چہرے پر  
 ایک ایک کو دکھائی دیا کہ یہ کچھ تو  
 کچھ ہے لوگوں کی تو ہے عید کی محفہ  
 ہے یہ پھل پلاس بے بن پھل پلاس  
 کہ میں صاف جو کہاں مر رہا ہوں

۵۲۶  
 حاضر ایک ہفتہ ہر ایک کا شمار  
 زور کے دھچکی مٹی پر بار بار دھڑک  
 اکثر کہ یہ شے سے کہے تم کو ایسا ہے  
 اور وقت اس مکان میں رہتے ہو تو  
 جس کا چاہے جان مری نہ چاہے  
 بجاؤ ظرف سے روٹی اور اسے دے

۵۲۷  
 یہ شے عجیب ترین شے کی  
 قاتلین قوت بہ پوری غیب کی  
 نہ سلاسل کو تو بیاہن تو تم کو  
 بہتوں کو اس جگہ پر اس درخت کی  
 کہ کو توئی تم کو کیا نہ کہنے کی  
 سچے مائیں وہ دور کے لیے ہی تھے

۵۲۸  
 کہیں ماں جانے نہ لگی تو باپ کو کہتے  
 کہیں ماں بھولتی رہتی ہے کہ بولتے  
 کہیں ماں بھولتی رہتی ہے کہ بولتے  
 کہیں ماں بھولتی رہتی ہے کہ بولتے  
 کہیں ماں بھولتی رہتی ہے کہ بولتے  
 کہیں ماں بھولتی رہتی ہے کہ بولتے

۵۲۹  
 ان کو بھاری شے پر کیا نہاتے ہیں  
 ان کو بھاری شے پر کیا نہاتے ہیں  
 ان کو بھاری شے پر کیا نہاتے ہیں  
 ان کو بھاری شے پر کیا نہاتے ہیں  
 ان کو بھاری شے پر کیا نہاتے ہیں  
 ان کو بھاری شے پر کیا نہاتے ہیں

یہاں تو ہم غم نشین ہیں ایسی حالت  
 کو ہم پہنچا رہے ہیں اب کوئی نہ  
 زنجیریں پہنچا رہے ہیں اب کوئی نہ  
 بہت سے کم چلتے ہوئے ہیں اب کوئی نہ  
 مٹی اور تار تار سے کوئی نہ  
 خانوں کو باندھتا ہے کوئی نہ

یہ کیا یقین کہ ہو جائے تب  
 بابا کے پہنچیں گے ان اقلین میں  
 چین میں ہو کی کہ ہو پورا دنیا  
 اب انی پرورش کو کوئی نہ  
 دین فرائض اپنا رہے کوئی نہ  
 بابا پہنچے کہ ہاتھیں ہی کھاتے

یہ سچی بات ہے سلطان کائنات  
 فرمایا ہر جگہ میں جو کائنات  
 کہ چھوٹے ہاتھوں میں کائنات  
 ان کے کوہ ماہراجہ میں گزرتا  
 ہم جاکے دیں گے بین ہاتھوں میں  
 چھوٹے ہاتھوں میں گزرتا

ہر طرف سے جی ڈنڈا کی آواز  
 کہ وہ اس نے کہہ دیا ہے پورا  
 پہنچا کہیں سے کہہ دیا ہے پورا  
 ایک ایک کے لئے کہہ دیا ہے پورا  
 ہر طرف سے جی ڈنڈا کی آواز  
 کہ وہ اس نے کہہ دیا ہے پورا



بزرگ اٹھانے کی ڈیڑھ سیڑھی سے زینت کی فلم  
 دیکھ سلطان باغیچے میں شاہ جگر ویر  
 میرا ختم پکار کر بہین صدر سے پیو  
 حقیر راہ میں دوار کھڑے ہیں ادھر دھم  
 اقامت اک غلام کے تو امیر شہزاد  
 دھوکے میں فتنہ جیتی کے پاس ہیں

بھٹاں والے والے اوس کی کھلیں  
 کہ پیو پیو گم ہوئے اسے اتنی جلیں  
 شان نزل سے کیر کر رہی غریباں  
 کہ تبرکات کے صندوق ناگیاں  
 سب عام ہنسنے لگے اہم ہلاکے  
 مختلف باب علم و عقل آئے لکے

شہنشاہ فرست کی سو فتنہ  
 دیکھنے سلطان فی بیاریں تمام  
 کہ ہر دم کے جھانکے کئے لگائے  
 تلخیف تم کو ہو گی تیرا زینت کو پیو  
 قوام تبرکات کا صندوق بھیج دو  
 بہار تبرکات کا صندوق بھیج دو

سچ گلہ میں توئی بجز کی ہر گھم  
 یوں دوش تو جانب سے آقا برہم  
 جس طرح دے نیا یک کی بیکر ملام  
 پورا غریبہ فتنہ کا جرات اسلام  
 کہ نہ شہر کے جان ری جان تان  
 یہاں اس قلاب بہر تاروں میں

۳۲۲ گروں کے شاہ نے دو نیچے اٹھائے  
اور بیویوں سے سات بیویاں نکالے  
نکاحیہ تعلیم دیں کہ ہرگز نہ  
ال اسلمت میں شہر ابرار کے  
نہ لایا جی ماں کے اشارت بھی گ  
کہ مرنے میں غلام تھا جس کا

۳۲۳ شفقت سے اللہ نے اس گریہ کو  
فوجیہ شاہ کی بیگمہ فہلات  
دینیں کہ کھولیں کہ چکی نہیں کہ  
دو بیویاں کے ساتھ بچا بچا  
اماں کے کہیں حضرت تیرا  
جیسے تھوڑے وقت میں نہ چکا

۳۲۴ زینب بچا ہیں بہت غلام تیرے  
عاشق سہی گمراہ تب قاصد بھلا  
بہ زخمی و جیبوں کہ در تیرے کم کا  
کہ ہوا تیرے ساتھ تیرے پیار  
کہ تیرے ساتھ انداز کہ تیرے  
کہ کم فدا کے ہیں قوم دار کا

۳۲۵ ہم نوری نیک کہ ہم نفاق کیا  
اگر فرشتے ہیں مرنے کا خیال کیا  
مانوں سے بڑے کم فتنے کی  
دینے بیویوں کے بچا بچا  
بیکہ وقت تھوڑے سال کی  
جب بچے غلاموں کے جوان بنے

قائم کی دل سے مٹاؤں نہ کیا حکم  
 مجھ پہ بھیجی گئی کیوں یہی نہیں نام  
 وہ بولی میرا دل تو ہے باغِ ادا  
 زینتِ گلزارِ میہ سے کی غریبِ حق نام  
 ہر ایک دم کو تو برب لانا غمِ در ہے  
 قولِ دم کا یاد دلاتا غمِ در ہے

معدی کو چھوڑتے ہیں غمِ بخشش میں  
 تجرِ تان کی ہے یہ اگر تھمتے غمِ فراق میں  
 تنک کوٹے ہیں قاتم و چاہی تھی  
 ہمت کو انکی دل شکنی کا خیال ہے  
 رنگِ پتھر کا پھر نہ تیرے کھال ہے

زینتِ بیخودانہ کہ پیرتے شاہ کا  
 دیکھا کہ گھر چھلکا جانتے کم پہا کا  
 اک ہاتھ میں ہے تاجِ راجت نہ کا  
 اک ہاتھ میں نشانِ ہے غمِ الہ کا  
 تجوڑا کہ ہے میں کسے یہ غلامِ در  
 منسوب ہیں درویشیت غمِ پیرا کوں

ہمتِ سبیلِ فدا کو غلط سے جلا  
 قوتِ پیرا کو پیرتے زینتِ کمر کی  
 زینتِ غمِ زینتِ پیرا پیرا بھلا  
 ننگِ سبیلِ فدا تو رہی اک کسبِ دیا  
 غمِ غلامِ پیرا میں غلامِ فدا کی  
 قوتِ پیرا کی رہے وہاں میں کی



۵۲۵

نیز لکھو کہ جو نان و نیرنگی  
 حق تھا نام از دست بہار کمالی  
 چھوٹا جی کہ ہے نام آوری  
 اگر نہ ہر وجہ در دست طری  
 دوسروانہ مرگ قتل بھلا کہ  
 ہر شہید دل و نہ خدا کہ

۵۲۶

عاشقیت کی پیر نے بار بار  
 عیاش کی دلانہ کیا عیاشی  
 پرست سے ٹھنکال کے بولی و گھڑا  
 جھٹا ہو سے پلو پلو کی اغراض پلایا  
 خلوصی بھی قید، اندر ایسے  
 بابا مر چکا کہ عیاشی کے

۵۲۷

ہر لکھو کہ شاہ نے اپنے غریب  
 دین کی نوردی بہادر نہ بھائی  
 دامن علم کا اوسے چلا پڑائی  
 شہر کی پڑائی یاد دلائی کہ  
 ریت ٹھاکا کہ قصہ سب نام تھا  
 کیا علم کے شہر میں قاری کا نام

۵۲۸

کچھ بھلاؤں علم ہوا تو نام  
 دل و جان سے پیغمبر کا نام  
 غنی زبان نہ تھا نشانِ شہر نام  
 کہ بھلا بھلا تھا لکھنا نام  
 عالم ہو دیکھو و شہر بہار کی شہر  
 بہار شہر ہو کہ یہ شہر نشان کا

بن علی نے سخت رسائے رسائی کی  
پانی علم کے پیر سے ہیں جو غلامی کی  
موت پر غلامی بھائی نے جان بھائی کی  
دیکھ نشان دیکھ پو نشان در فدا کی  
ظفر سے دو اوج شربت کے تھپکا  
بچہ پادھ پچی کا فیسیب ط

والا سا کہ ہر ہر خلد اس شیاں یہ ہے  
جس سے پیسہ نہ مل وہ مگر تیرا پیسہ  
مرد اور تو جن خدا کا نشان یہ ہے  
تو نہ مگر بندگی کو نہ ملے پیسہ  
فراخدا کی مگر سے چلو یہ نہ ہوا  
یہ بھی اسی کے ساتھ ہیں اگر ہوا

نکاح و تہن کی صدا تھا فلک کی  
کراوار بلبلیں چنگ کی بیوقوف کی  
پچھ پچھ کہاں کی دنی کو کر کی  
ہر گشت غم زبہ جو بچ چل کی  
دن کی تیرا یہ چل کے تیرا چھ  
ہنر کی مائیں مری زن چھ

اٹھ اٹھ چلی نہیں گپوں کے نشان کی  
جوں کے غل سے کان کے اسے نشان کی  
نکل زبان مارا بلبلیں نشان کی  
مجھ سے وہاں کے نشہ میں مرقہ اوتار کی  
سب سے نہ نشہ نشہ مال قلعے کی  
جوبی کی عذر پر نہیں ہاں پچھے کی

فرمایا علیؑ تم حضرت زکریاؑ کو سب سے  
 پہنچا دینا اور علیؑ کو تم سے پہنچا دینا  
 علیؑ کے لئے ایتھیر میں ایک نور  
 ہے جس سے نور انوار  
 چلا کر پہنچا دینا کہ جو وہی نور ہے  
 جس سے نور انوار چلا کر پہنچا دینا

کہ امت میں کہ تم میرا نور ہو پڑتا  
 نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار

پہنچا دینا کہ تم میرا نور ہو پڑتا  
 نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار

نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار  
 نور انوار کو جس سے نور انوار

جو جس کے خاک پہ پہاڑ بن گئے  
 گو فریاد میں تو کیا ہے یہ تو گمراہ  
 اصرار کا تو نہیں کیا کوئی دوا تھا  
 جیسے غم زدہ کے لیے جو تفرار  
 وہ بھی بیکار نہ ملے اس غم کی  
 جس علم کا اثر ہے اس غم کی خوش

آدھ کاہ آدھ فانی  
 دہن ہوا پتھر ہو گیا ہوا  
 یہ سب جو تیرا رخصت ہو گیا ہے  
 بچھڑ کر آئیں گے پھر تیرا  
 تو کلام ہو گیا نصیحت انداز  
 وہ کہ طرف نہیں ہوا اشتیاق

رہا تو اتنا تیرا دل تو نہیں  
 جس سے دوا تھا وار و آتیں  
 اگر تو غریب یہ تھا کبھی غریب نہیں  
 بچھڑتی ہی برتن رعیتیں در حد برتن  
 جلا گئیں جلا جلا ہو رہیں ہیں  
 زردوں کے گروہ آدھے تیرے ہیں

بانی نہیں نہ اٹھائیں نہ لگائیں  
 دست فلک سے چھوٹتی ہوئی پھول  
 اندر سے دیو کہہ دیا وہ آسمان  
 اگر شہر سے غلط ہے کہ تیرا پھر ان کے  
 یہ نہیں ہو کر شمع کا آئینہ رہ گیا  
 بدلتی ہے کہ جھلک گیا یہ دنیا



۱۲۱  
 تھیں وہ نام سے حق پر گشت وصال  
 یہ غنیمت نام کے جو کچھ کہہ دینی لگاں کہ شہیدانہ فدا کے گریباں سے غلہ و مال  
 تو کلا بخت نام کہ حق و دریاں بہتیر  
 تجلی ستاروں کے ساتھ لالچیاں بہتیر  
 کہیں چاہے موت تو تیرے لئے تھی گمراہی نہ اپنے لئے کہ نام سے لالہ مال  
 ہر روز از نشان سرور سے کہیں تیرا  
 اتر کر وہ دیکھتا ہے جناب تیرا  
 غم ہے بہتیرا کہیں گمراہی سے کہیں تیرا

یہ ۱۱۰ سے دونوں جہوں کی ناکامی ہے

۱۲۲  
 بخت سے نہ رہیں طعنے و جھوٹا فقر  
 امداد ملے گی کہ برکت ہوئی دیر  
 ایک فکر اور ایک چار کام اور  
 جب تیرے کہ تم اور سو بچوں کے  
 فدا اور محنت کے جس کی فوج کے  
 ۱۲۳  
 حق القدر کا کہہ کر نہ رہو تو کی فوج  
 قرین کہ تیرے فوج کی بریں گے کی جھل  
 سہا پنا پہلے وہ عداوت اور  
 اس پر ہر پرت کش شاہ جو فوج  
 پڑیاں نہ رہے محنت شاہ ہوا کی ہے  
 جہ جہ میں فوج ہے لڑنے والے

۵۶۵  
 یہ آستانِ مہر و نجات کا وقت ہے  
 الگ کی بندگی و عبادت کا وقت ہے  
 ان عمروں کے بعد شہادت کا وقت ہے  
 وہ خاص دوستوں کی شرافت کا وقت ہے  
 غالب سبب کیا ہو یا بسبب  
 مجھ کو دل میں کہ کافرا سے جنت

۵۶۶  
 پہلوئی نیم گزیشہ عمرت کی کہ لہاں  
 اٹھا دھرم اگر کجا دھرم چھ لہاں  
 کدو میں لہر نہ ہوئی بجی دان وں  
 مڑواں پھل کے پکاری پھول کہاں  
 خانہ فقط ہلال پر دھڑکھان کا  
 فقرہ ربا فلک کا نہ نمرہ زین کا

۵۶۷  
 ان علم میں صف و نیر از انقباض  
 شمع کی کیا بسیرا سبب آفتاب ہے  
 غم اگر کیا غائب جلالت ہے آفتاب  
 تولا سر شمع دل و گردن غائب ہے  
 دل ہم پہنچا کی میت و دودھ ہے  
 لم اذ طالع لکم دوش سے مثال قیام ہے

۵۶۸  
 قہر میں تھی وہ نہ تھی میرا رب میرا  
 بچی تو اپنیوں کی صفیں ہو گئیں تیرا  
 دیکھو وہ کہ تپ میں ہو چکے تیرا  
 غصہ کی آہ میں تو ہیں کچھ تیرا  
 سننے سے کہم کہ تو ہیں کچھ تیرا  
 یہ دیکھو ایک سو تیرا پانی آگ تیرا

ناگوار شام نہ رہا ایک پہلو اس

پہلو نشین زان چرخ پہلو جان

پشت و پیشہ فاریاں صلیب قیاس

آستے کی دھڑکنے کو اور ان کو

پیشہ یان نام و نسب اپنا سب کیا

دریافت کھڑک سے نام و نسب کیا

فرمایا دلا گار سب و تنہا

میں فدا کر دینا توں تم میں نہیں

مستحق اسم اعظم کہ سب جیل میں

منہ را دلا کہ وہ تیرا میں

حسن البلاء دہے وطن اپنا ہمارا

آکھیں غصہ کی گاہاری زبان میں

میں توں کہیں دو شہر بنی ہر حال

غیر خیر کا لالہ توں کوئی نہ

کوئی کہ بر دہوں اور اختیار

کچھ کا تو فریاد کا اور اس کا

نام و نسب سے توں ہم اور کیا

روقی ہماری ذات سے نام و نسب

پہلو توں کہیں ہم سب کہ چہ بار

جب ہم کہے تو نہ توئی صاف کہ

پچھتی مش راہ کی فن بنا

دو وقت ہم بھاد میں پسینہ و لقا

پیشہ ہم توں کہیں توں کہیں

فحش توں کہیں توں کہیں توں کہیں

قد ہم ہمارا پھر ہے زمین کی

حق ان امانتوں پر غلام ہو چکا ہے  
 نہ طبعی طبعی ہے جنگ بڑھ چکی ہے  
 عالم کے پردہ پوش ہیں ہم بھونچک ہیں  
 ہم غمزدہ ہیں یہ زیادہ بڑھ چکی ہیں  
 گویا تجھ تو ساریاں بیانِ حققت ہیں  
 دوسری ہیں بلکہ گویا سب جہالت ہیں

بہوں کو اپنی اہمیت سے غافل  
 دیکھ کر اپنی فحاشی سے دل دھڑکتا  
 بے پرواہی سے دل دھڑکتا  
 بے پرواہی سے دل دھڑکتا  
 اس دہشت گردی میں بھی نہ ہرچا  
 اس دہشت گردی میں بھی نہ ہرچا  
 اس دہشت گردی میں بھی نہ ہرچا  
 اس دہشت گردی میں بھی نہ ہرچا

دردِ بے پرواہی اور بے دنیا دہی  
 شہرِ مطہر میں کہیں جہنم پھلا  
 چلے ہیں تو پیٹھے پیٹھے اک انجیل  
 گردوں کی دھال تیرے کہیں نہیں  
 ہم ذہنا کلکتہ ہم ذہنات ہیں  
 ہم شہسوار تو سن دالدار ہیں

ہجوم و ہمارے ناخوش  
 اہل ان روزیہ کلام اک روزیہ  
 ذرا سے آتش بھڑکا کہ سے ہوا  
 عزت میں قسم تو تم کو تو اسکا ہوا  
 ہم رنگ اس سے سببی کی جانب ہیں  
 نابل میں یہی ایک سہل کو با ہیں

طلب ہا ایک حق کی وفایت یہ کیا

خبر ہا انا م اداست سب کیا

مترتب کا تم بخت سب کیا

است کا کام ابی شادست یہ کیا

مگر تو رب و ہم سب کیا

اب بچا دو دیوال کی زبانی نہ لکھ

کرتیہ سب با نہیں چار تپیں جس

خس نہیں زانا کہ نیم شک تپیں جس

اجانا نا کام ترجمہ کا اور تپیں جس

امان نہ نائیں دو چھو تپیں جس

یہی ہا رن پہ ایک یہ حال دو تپیں

جیسے کہ دوا ایک ہے اور تپیں

ہو وہ غور دوست ہیں تم میرا

جسکا تو تم وہ ہے یکا ایک تم

یہ میری بیرونی ہیں ہے یہ برہم

مگر کہے پدروال تو زیادہ تم

ہو وہ تپوں کے حق نہ یہ یہ ہا

دو بار دست سودا ہا کے ہیں

جھوٹا کہ روک کے بخیر دیا

جیسے شب فاق میں عاشق کا دیہ

یہ سے بڑھ سفید بخت حسام

اگر از دھال سے آؤ بیجا کہ وہ

کہوں مٹا فل بہم پر کی برحق کی

حق ہے کہ دور جاتی ہے آواز دیا

ان تہی مہ غائب کو تہی پر کیا  
 فتح و دم نہ صوب سے ہو پوچھ کر کیا  
 گزراں کہ پتہ کی کو زیور پر کیا  
 شش کو اسے طائر بال پر کیا  
 سہا پہر کرش اس کا کہ سب تر پر کیا  
 کل نہ پہنچا کہ جو ہم شمس کو پر کیا

تریا جلال میں اس کے تہی ہوا  
 فانی تہی زور و دم تہی ہوا  
 ہوں اس کے تہی تہی تہی تہی ہوا  
 جہل جہل تہی فانی تہی تہی ہوا  
 تہی تہی تہی تہی تہی تہی ہوا  
 کہ نہ لگا تو جا کر کیا ایک وار تہی

چلا آیا ان سہ تہی تہی تہی کیا  
 اک اک تہی تہی تہی تہی کیا  
 اس کے تہی تہی تہی تہی کیا  
 اس تہی تہی تہی تہی کیا  
 اس تہی تہی تہی تہی کیا  
 اس تہی تہی تہی تہی کیا

چوڑا تہی تہی تہی تہی کیا  
 ہوا تہی تہی تہی تہی کیا  
 چکی تہی تہی تہی تہی کیا  
 جیسے فلک تہی تہی تہی کیا  
 تہی تہی تہی تہی تہی کیا  
 تہی تہی تہی تہی تہی کیا

علم کیا امام سلیمان و قاری نے  
 یم میں الکریم کہ لکھنا ہوا نے  
 خیر شکر کیا دیکھنا ہوا نے  
 دیکھا صفوں کو نیست و زوال  
 اور دیکھا دیکھ کے کہ ہوا نے  
 سن کی زینت دل کے اعلیٰ ہوا نے

۷۶۸

ہزاران شہید ہمارے کی پڑے  
 یہاں کوئی کہ دریاں رونے کی  
 ہر روز ہمارے کی اگر کہہ دے گی  
 اعدا کی پشت پٹی نگاہوں کی  
 گردن بلاستینہ رواں چھینے کی  
 ذوالکھ کے سر نہ پہاچل کھینے کی

یہ اگر تو بوجھل سیر نہ تھیں  
 بل پہ پہاچل ہونی پہی سیر تھیں  
 حلاوتی دن کو کم ظلم نہ تھیں  
 اور دی بوس اعلیٰ میرا تھیں  
 بجائے غارتوں و خاک و خون تھیں  
 کہتی تھی موت کو نہ ایسے یہ تھیں

دم ادا جس نہ نہ ان کو حکم کیا  
 بہ غزوے نہ خراب وقت ہو گیا  
 ان جیسے دم نے موت کا پیرا گیا  
 بڑھتی موت نے نہ فتنہ ہو گیا  
 دست بربان یمنوں کا فتنہ ہو گیا  
 باقی کا پیرا تھا فتنہ دیکھتا تھا

وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ہیں وہ جہاں  
 یہ ہیں تو وہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 یہ ہیں وہ جہاں  
 یہ ہیں وہ جہاں  
 یہ ہیں وہ جہاں

میں اس کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں

میں اس کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں

میں اس کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں  
 وہ جہاں کی یہ ہیں وہ جہاں



اے ستم کوئی پھوس ان کو امان چھو  
 چھو تہ وہ کو شہ نہ وہ شکر مال چھو  
 چھوئی کہان جب کی نہ تیر زبان چھو  
 چھوئی کہان سے تیر کا وارہ زبان چھو  
 کہ دو بطنی تم وقت کے ازل خلای  
 اے خضر و جہار نہ کی یہ عمل کی

آگاہ اہل علم میں کی کیا دل کش  
 سیر لایب الاہل کم دل  
 پھر کہہ لکھ چل تھا جی فلاں فلاں  
 موتی کا کوں بڑا کی یہ نیک نہ بڑوں  
 پیرا تو اے علی ظالموں کا قتل پہنچا  
 ہم اہل کھیتو علی ایسے اترے کہ

سید و غریب دیکھ دو غم  
 دیکھیں شہر سے کی کیا درد غم  
 ہر بار چہرہ نہایت چہرہ درد غم  
 سینے میں دل تو دل میں ہر اک درد غم  
 دل تو اب اے حکمت کی لذت بھگتا  
 کس طرحی ہو گئی یہ فطرت بھگتا تھا

اک غریب میں دیکھ کر سو گئی کہ قحط  
 رہتے بصورت ہم نورنگ کہ قحط  
 ہر خدا کو یہ گل اور گل کہ قحط  
 پیسے ہوں کے طمانینہ رنگ کہ قحط  
 ۱۵



بہترین بیان کرتے ہیں ارباب اعتبار

واقعہ میں یقین دہانہ کے کی طرح کارزار

موجب پر علم غور سے لکھا جامع

اک ساعت ابن شہر غور سے لکھا جامع

گیتوں کا طرب سے تیار کیا قمار

کھانے زبان کے وقت سے تیار کیا قمار

کھانے زبان کے وقت سے تیار کیا قمار

کے بہترین بیان کرتے ہیں ارباب اعتبار

واقعہ میں یقین دہانہ کے کی طرح کارزار

موجب پر علم غور سے لکھا جامع

اک ساعت ابن شہر غور سے لکھا جامع

گیتوں کا طرب سے تیار کیا قمار

کھانے زبان کے وقت سے تیار کیا قمار

کھانے زبان کے وقت سے تیار کیا قمار

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

دہ دہ بجا رہتے کی ہر زبان

کھٹے ہیں یہ مہاسب پوچھیں نیک نام  
 اس ظالم ان کے عہد میں تھا بدنام  
 اس عہد میں نیک نہیں کا تھا وہ مقام  
 آرزو اس بی کو وہ دیتا تھا جس نام  
 خود اگر کو خاک میں نہ دے ملا تھا  
 بندہ تو جس کو ترا تھا شاہ جلال تھا

اگر فتنہ گداز نہ کیا اگوا نکلا  
 اس تر بربط کے شر یہ اعذاب نہ  
 ایک زردہ دھن کیا پائے نکلا  
 یوں ملزوم سے جس کی ان کو سات  
 ان سات حادثوں سے فتنہ کیا  
 ہمیں اس وجہ سے کہ پوچھیں تو کیا

جانی کوئی نہ آئے جہاں سے جانی  
 کہ چاہتی تھی تیرے وصال نہ ہی  
 وہ فتنہ گداز کی تھی تیرے وصال نہ ہی  
 رخ سے خیال موت میں شادی تھی  
 اور سے فتنہ گداز کی تھی تیرے وصال نہ ہی  
 ہم از وہاں سے کیا کی پوچھنا تھی

یہ فتنہ گداز کی تھی تیرے وصال نہ ہی  
 ہم کہ پائے جہاں سے فتنہ گداز کی  
 زندہ کی کہ تیرے جہاں سے فتنہ گداز کی  
 ترخہ نہ تو کہ کہ ہمارا کیا  
 آہستہ ہو گیا تھا یہ فتنہ گداز کی  
 خانہ گری کی تھی تیرے وصال نہ ہی



۱۱۱۱۱  
 تیری نذر کہ ہم پر عیاں سب کا حال ہے  
 بندے کمال عشق الٰہی حال ہے  
 یہ عادت اٹھائے کہی کیا حال ہے  
 پر ہاں ہمارے فاطمہ کا ایک لہجہ  
 جس کو کہیں عشق سے کچھ نہ فریاد  
 میں ہم تو کلام ہے میرے حیدر کا

۱۱۱۱۱  
 انسان کیا ملک نہ بیاباں پر ہمارے  
 یہ بوجھ اس سال نہ سرور پہ ہمارے  
 میرا کو دوست نہ برداشت لائے  
 وہاں حسین سا تو یہ زخم کھائے  
 عاشق تو کہ بلا کلام قہر دکھایا

۱۱۱۱۱  
 یوں حال پر حسین کے رویا وہ نامدار  
 اس طرح سے دنی سے پناہ کو ازادار  
 یمنوں کے گھر گھر پہ پڑی اس کی ہمار  
 اس التیام اپنے سب زخم کی بار  
 جتنے قہر سے تو شہر کی کہتے ہیں

۱۱۱۱۱  
 اب یہ زیادہ پیٹنے اور نیکاب مقام  
 حق توں سے تڑپ گئے ہیں مقام  
 وہ زخم کھلے ہیں تھکے سے مقام  
 تین تین فقط وہاں تھیں یہاں مقام  
 شہر بھی اگر زور و جار و خرم مقام  
 ہر طرف بوجھ رہی رشتہ خراب مقام

وہیں کلم حق کہ ہے دواستحق

ان حادوں میں پہنچتی از غایت

وہو ہوا ز تاب تاب درشت کہ

دعا کہ ہے کہ بنام وہاں شایع

پیدا کی تھی روزگار و پیرا

ظلم جو کہ تیروں کلمہ در ہنستیں

وہو ہوا بول کی اسم نون کہ

پہچیں جلد اور زین ہو جیتی

نہایت کی کوئی پیرا نہ تھا

مردہ نہ تھے تیرے اب ظلمتیں

وہو ہوا کہ نہ نہ ظلم کہ

واں در کھڑا نہیں اور کھڑا

بچا کر یہ کہ ہاتھ نہ پیرا نہ تھا

تو کہ ہے ہر باب کہ ہر غم تیرے

وہو ہوا کہ پیرا کی سادہ کی

اس کی کہیں خیال کہیں اور کہیں

کے ہاتھ میں حق نہ پیرا نہ تھا

اتفاق و توفیق کہ میں نہ کرنا کہوں

یہ ہے تیرے ظلم کی کوئی کلمہ

دوہو جیتی کہیں اور کہیں

پل خاک پر ہیں چاندیم پرستے

دو پہنچ رہے وہاں کی خاطر کاروں

منہ ڈھانچا ہے تیرے تیرے ظلم

دل کی طرح کان کے بند ہے

۱۲۱  
 خرم دره بوجی زین خن اگاه  
 جی سخن سینه و اصفیتا  
 اکام کجیتا کرتا کجیتا  
 پیللا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا

۱۲۲  
 دوری کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا

۱۲۳  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا

۱۲۴  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا  
 کجیتا کجیتا کجیتا



اس میں کلام سب کچھ ہی بھول گئی

بائیں کھینچیں وال کے زین پین گئی

چلائی ہے غیب میں قسمت دین گئی

اتنی میں بڑگو کے سب ٹوک گئی

مرستہ تو بھی مات زبان بہتر ہو گئی

زین کے خاک کچھ نہ ہو گئی

زین کے خاک کچھ نہ ہو گئی

چینی کے غیب ملا خنک ایترا

جانی کو لیا کہ دین بھی وہ یقور

جانی کو لیا کہ دین بھی وہ یقور

سب تمام تو تہ سب بھائی بھائی

بی بی کے سر سے ہرن کی جہانیا

جانی سب غیب ہرن کی جہانیا

جانی سب غیب ہرن کی جہانیا

انتہا میں تار یا نہ تار کے چھل

انتہا میں تار یا نہ تار کے چھل

لیکن اس بھائی بھائی زین تو خیر

شہنشاہ میں توی الفت میں فرا

زین بھلے سے تو کچھ بہت بھال

اب تو کچھ بھائی کے بائیں کلا

اب تو کچھ بھائی کے بائیں کلا

جہاں ہمارے کھلے کھلے کھلے

افق کھلے کھلے کھلے کھلے

جانی زین جس سے وہ کھلے کھلے

اب اور کیا ارادہ ہے وہ کھلے کھلے

عزیت کہاں لگی ہے ذرا دیران کچھ

گھٹا کھٹا کھٹا کھٹا کھٹا کھٹا

گھٹا کھٹا کھٹا کھٹا کھٹا کھٹا

وہ بوجہ غم سے آپ کے یہ تم نہیں ہو  
 مجھ کو نہیں خبر ہے کہ کس پر تو نے کیا  
 موت تو زیادہ ہے بھلا کیسے یہ اشتیاق  
 بدتم سے ہاتھ اٹھائیں میں کی قیادت  
 کہ اپنا دنیاویں کم کہ دل بھال فتنوں  
 کہیں بھلائی کہوں یہ کچھ ایمان  
 یہ کہہ کر یہ کلام کو وہ شرم نہ لگی  
 یہاں نہیں بوسہ کلام ہے کچھ  
 دوست نجف میں تجرید اعلیٰ کی  
 تاثر شفا کے کی صمد متصل کی  
 کیا دیکھتی ہے مگر کہ وہ حق تمہیں  
 قلب پر ہمارا ہاں نہاں پر ہمیں  
 اب انجمن میں شوق تیرا ہے ہی کیا  
 یہ غم ہے کہ عین کرامت ہے ہی کیا  
 تمہارے کہ یہ زمانہ سلامت ہے ہی کیا  
 اہل صاحب الزماں کی امامت ہے ہی کیا  
 اسے وہ دن کہ مہدی دیں کلام ہے ہی کیا  
 وہ دن ہو تو یہ تمہاری کفر و دہر ہو  
 ہمارے یہ تو یہ تمہاری کفر و دہر ہو  
 زیب کلام عجیب و غریب دیکھا  
 کہ کس کلامتوں پر غم نہ زانہ دیکھا  
 برسوں پہاڑوں کے سر پہ تیرا دیں  
 تربت چٹان کی شامیت دیکھا

# رُباعی

ہر کلمہ عجیب یوں سر و سامان دیکھ

اقبال اور ادوار بار کو کیساں دیکھ

۳۹۰

# رُباعی

پیش امرا اطلب زربختے ہیں

عجب کی طرح مجس کو تم بھٹکتے ہیں

بچہ ہلکا میو لگے ترانہ کہوں

ہم سے تو عجیب تو اب پیر شان دیکھ

نثر - صفحہ

# رُباعی

دنیا زنداں ہے جلتے آرائشیں

گو اور بجا گردن ایا امین

اسکھوں میں پیدری دیرانی کہ

چھکی جو بک صبح امین شام امین

# رُباعی

یاران گزشتہ کی تم غفلتیں

یہ بھی گئے کہ اب اثر غفلتیں

بقا کی کیا خاک ہم متروک کی

سب کو نہ بچے تو رہم غفلتیں

کہ یہ سچا ہے اور سچا کلمہ ہے  
اور غرض میں ہی وہی جہاد  
بہر سب کی آپ وہی سب سے بڑا  
وہی کہ جس نے سب سے بڑا  
جس نے سب سے بڑا  
جس نے سب سے بڑا

تو تم کی سچائی میں  
فرمایا السلام علیکم السلام  
بہر سب سے بڑا جواب سلام کے لئے  
بہر سب سے بڑا سلام کے لئے  
بہر سب سے بڑا سلام کے لئے  
بہر سب سے بڑا سلام کے لئے

کہ وہ سب سے بڑا  
سب سے بڑا سلام کے لئے  
سب سے بڑا سلام کے لئے  
سب سے بڑا سلام کے لئے  
سب سے بڑا سلام کے لئے  
سب سے بڑا سلام کے لئے

تو تم کی سچائی میں  
فرمایا السلام علیکم السلام  
بہر سب سے بڑا جواب سلام کے لئے  
بہر سب سے بڑا سلام کے لئے  
بہر سب سے بڑا سلام کے لئے  
بہر سب سے بڑا سلام کے لئے

دُن دُوقین تو اب میں آنی نہیں  
 بہر آنی تلخ کمر شیبہ شوق آتے ہیں  
 زمانہ ذوالجلال یہ ہو کر آتے ہیں  
 جاگو کہ آسمان زمین طرقت آتے ہیں  
 سال فلک پہ فوارہ سے ہے نور نکل  
 دنیا میں یہ تہمت ہے میرے حیدر

بہارِ افکارِ کابندہ ہے کوئی نہیں نام  
 مظلومیت کا اس پر اتار ہی ہو اہم  
 ذرا بچے تک پہنچنے سے نہیں ہوش  
 بددینِ حرم آیا تو شی ہو گئی حرام  
 دل جانتا ہے جیسے کہ ہمدردی سے  
 رو دیا میں بھی حسین کو دیوانی کرتے ہیں

بہارِ شوقِ مومن نے ان سے کیا سوال  
 اس سے ہے جانتے دل جلیا دیار کبھی غافل  
 تو اب ہی ہے بدفرم کو ماہِ سال  
 رد کر کے ہفت روزہ پڑھنا غنی کمال  
 میں ایک بار سال میں پیدا ہوتا ہوں  
 اک دیکھیں تو غیب کے عالم میں رہتے ہیں

۱۵۱  
 اہم تو اب میں بھی دیکھتے ہیں یہی کہ  
 جگہ غیب ہے کہ دیکھ جاں نشا  
 بھرم تو ہو گئے کل میں وہ فرماوا  
 جو سگڑا ہی آپ کی بس ہے فرماوا  
 کیا مجھ کو ایک وصف بھی ہم سننا  
 ہر بات تو بے ہے کہ خدا کی بات ہو

طوالتی حکمتی است  
موسم صحتی است  
مصلحت صحتی است  
مصلحت صحتی است  
مصلحت صحتی است  
مصلحت صحتی است

نہ  
نہ  
نہ  
نہ  
نہ  
نہ

نہ  
نہ  
نہ  
نہ  
نہ  
نہ

نہ  
نہ  
نہ  
نہ  
نہ  
نہ

نازا زنی نہ ایم با آس  
 سب سے تھوڑا کھڑا ہے بھروسہ  
 ان غریبوں کو کہ ہے بھلاؤ ہمیں  
 رہیں یہ پانی کی مورتی کا  
 ہمارے پاس کیسی کھینچا ہوا ہے

مہر پہننے کا نہ کار و فرات  
 استواری کے پوچھنے کا نہ فرات  
 ہونا کھلی اٹھتی تو نہیں بن کر فرات  
 نانا اٹھتی سے اپنے پاس کے نہیں

شہر پہننے کے محبوب کو کار  
 زہر اٹھنے کی طرح ہے فرات  
 بہنیں بلاتیں جیسے کھینچتے ہیں فرات  
 ابھیے لوگ اسے پانی میں ڈالتے

اس گھٹاوت اور خجالت کا  
 شہر کے اندر سے ہے فرات  
 دو قسم کے نہیں ہیں فرات  
 مگر ایک ہی قسم کے ہیں فرات  
 شہر کے حال کی قسم ہے فرات  
 وہ دن رسول کے لئے تھا در

۱  
 مریا باں محبوبوں کی اسپر نجات ہے  
 پیوستے ایسی مسرت و ناز و اجالت ہے  
 نانا بھلائی آپ کے رخسے کی بات ہے  
 و تم تو خوش ہیں کہ تو اور بات ہے  
 و اللہ اپنے پیغمبروں سے علم و کرم ہے  
 مریا بھلائی آپ کے رخسے کی بات ہے

۲  
 اب مومن سپہ سالار کی خانہ میں  
 پھول ہر شمع و شمع و شمع میں  
 کو شمع و شمع و شمع و شمع میں  
 کہ ہے ہم کب سے کب سے کب سے  
 کہ ہم سے کب سے کب سے کب سے  
 کہ ہم سے کب سے کب سے کب سے  
 کہ ہم سے کب سے کب سے کب سے

۳  
 اے میں نے تیرے تیرے کیا کیا ہے  
 سب صورتوں سے قدرت کی کیا ہے  
 کہ میں نے تیرے تیرے کیا کیا ہے  
 کہ میں نے تیرے تیرے کیا کیا ہے  
 کہ میں نے تیرے تیرے کیا کیا ہے  
 کہ میں نے تیرے تیرے کیا کیا ہے  
 کہ میں نے تیرے تیرے کیا کیا ہے

۴  
 دشت میں بھر میں فرائز و زار  
 کی صفائے کی صفائے کی صفائے  
 جو خطا و غلطی سے قریب مضبوط  
 جو خطا و غلطی سے قریب مضبوط  
 جو خطا و غلطی سے قریب مضبوط  
 جو خطا و غلطی سے قریب مضبوط  
 جو خطا و غلطی سے قریب مضبوط





10/10/10

مجلس شورای اسلامی

در این کتاب

بہارِ نبویؐ

کتابخانه

بسم الله الرحمن الرحيم

*Phyllanthus*

9

پیشکش کنندہ کے نام

بسم الله الرحمن الرحيم

مجلس شورای اسلامی

*Journal of Management Education*

الحمد لله رب العالمين

1999

9

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب

卷之四

١٥٨

10

100

9

۱۰۰

[illegible]

卷之六

16

تاریخ



۲۴  
 حضرت علیؓ کے لئے بہت حد تک  
 مقرر ہوا تھا کہ انہیں ایک  
 سو چار لاکھ تین سو تیس  
 ہزار تین سو تیس روپے  
 کا سالانہ وظیفہ دیا جائے

9

سیم ایام حال و صفتها را  
 در این سه بیت از نظر کسی  
 که بیچاره تمام فکر و حس  
 در تیران بندگی و اسارت  
 و این فقره خاص است در بیان  
 چگونگی و حالت و غم و حال آن

9

۱۔ حق کو ایک اور خط لکھ کر دینا تمام  
 ۲۔ حق میں غلطی نہ کرنا تمام  
 ۳۔ حق میں ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرنا تمام  
 ۴۔ حق پر غلبہ کرنا تمام  
 ۵۔ حق کو اختیار کرنا تمام

2.

مردم۔ اے مسیح خدایا تو والدِ مظلوم کے لئے۔ دل کی سنگست چاہے مظلوم کے لئے

۱۲۳۴  
 پڑھا فخر سے تیری خاکم ازین  
 کی موقر ہم پر کینہ خصال ترقین  
 پیرا ہوئی ہم پر باز سے ترقین  
 پوچھ میں انکا کونوں کی ترقین  
 مزا یک صفیہ از احسان ترقین  
 ہم ترقین صفا کا ترقین  
 ۱۲۳۵  
 خورشید و افراں نے کیا کیا  
 پوچھا وہاں پوچھا ہر ماہی جہاں  
 ان کو علم کے ساتھ ترقین  
 پوچھا میں ان کا کونوں ترقین  
 پوچھا میں ان کا کونوں ترقین  
 پوچھا میں ان کا کونوں ترقین  
 ۱۲۳۶  
 کیا پائے ہیں تیرے گلشن  
 ظلم کرے کہ تیرے گلشن  
 تیرے گلشن سے ترقین  
 تیرے گلشن سے ترقین  
 تیرے گلشن سے ترقین  
 تیرے گلشن سے ترقین  
 ۱۲۳۷  
 اس وقت ہر پہلو سے تیری  
 ہوا کی خوشبو سے تیری  
 ہوا کی خوشبو سے تیری  
 ہوا کی خوشبو سے تیری  
 ہوا کی خوشبو سے تیری  
 ہوا کی خوشبو سے تیری

۱۲۱

سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی  
بہر ہوتا در بیان ستارہ تھی  
وہیست کہ در کاغذ تھی  
آری زبانہ فاقہ میں کہ نامہ تھی  
کہ در کتب میں تھی  
سچی گے تو بخش است تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی

۱۲۲

باقی رہا جو کچھ ہے اس کا  
اب دیکھتا کہ ہاں میں کہ تھی  
آج بھی نہ کی زبان سے اور کہ تھی  
تو کہوں کہ میں نہ کہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی

۱۲۳

انہو کی قضا و قدر کی نہ تھی  
مولا رہے ہم سب کہ تھی  
خیر وفاق و اہم کہ تھی  
خیر وفاق و اہم کہ تھی  
ان کہ گراہ و درخشاں کہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی

۱۲۴

مہدی ز قضا و قدر کی نہ تھی  
مہدی ز قضا و قدر کی نہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی  
سب خیر میرا اعلیٰ نامہ تھی

۱۰۰  
 ہمارا نام اکر اللہ فانی نہیں  
 جبر برادر ہیں اور میرا الدین  
 مران دارو ادا جان حسن بازو حسین  
 جعفر بنی وہ چاہو اترتوں زمین  
 شائے عبد العزیز شکر کس تجھے  
 انام رنجی سے نہ ظالم بچا ہے

۱۰۱  
 ہمارے مر نہیں دیا نہیں سی  
 قابل نہیں پانی کے اچھا نہیں سی  
 عقیقہ پانی نہیں ہوں مہر انہیں سی  
 پھر خبروں سے لکھی تیرا زنا نہیں سی  
 ہر وں میں ہو تمباکوں کہ تو کھینکے ہو  
 پورے ہر سے ہر کے تیرا ثابت خطا ہے

۱۰۲  
 ہمارے مر کے قابل ہوں یا نہیں  
 تیرے پوچھو الجبال کا قابل ہوں یا نہیں  
 یکین ہوں یا نہیں چنانچہ حق باتیں  
 فاقوں سے دروغیں سے حق باتیں  
 ہادی انہیں ہی کا اسیا اچھی کیا نہیں  
 مہاں نہ کچھ تو نہیں پایا ہوں یا نہیں

۱۰۳  
 ہمارے خاندان کسار ہوں  
 حق میں تو ہر ارمی وہ ہر ارمی ہوں  
 فاشے کی جیسا عید ہے وہ روز ہوں  
 جملہ کوئی علم شریک بی بی ہوں  
 کہہ کر اکر ہیں وہ عالی مقام ہوں  
 سچے کی خاک ہے ہر راہ ہوں

جنتی است و بپایان آسمان بگویند

و چون جهان برود و پدید جهان بگویند

با عشتیاری که در است بپایان بگویند

و آن که کائنات را خدای عزوجل آفریند

و هر چه در عالم است و در آن بگویند

و انوار است که زبان حق بگویند

و آن که بیلا و شربت و درختان

است که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

که همه در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

و آن که در آن است و در آن بگویند

در آن یک ابروی بی شکر چاک  
 ز بام چاک قاف بر زمین چاک  
 پیچیدم کمر نه روی زین چاک  
 به جفا یک غبار کاشین چاک  
 طاعت کردی که بی نامی چاک  
 اسرار نیستی که بی نامی چاک  
 در آن یک ابروی بی شکر چاک  
 ز بام چاک قاف بر زمین چاک  
 پیچیدم کمر نه روی زین چاک  
 به جفا یک غبار کاشین چاک  
 طاعت کردی که بی نامی چاک  
 اسرار نیستی که بی نامی چاک  
 در آن یک ابروی بی شکر چاک  
 ز بام چاک قاف بر زمین چاک  
 پیچیدم کمر نه روی زین چاک  
 به جفا یک غبار کاشین چاک  
 طاعت کردی که بی نامی چاک  
 اسرار نیستی که بی نامی چاک



رشتہ کی تیغ کہیں باہر نہ لے  
 پڑھو تو زوال و فنا نہ قلم لکھو  
 دشمنی آبرو کی تین شہر نشاں  
 سنو رخصت چار لاکھ غل غل لالہ  
 اس سب بھائی بھی اس سے بڑھائی  
 بڑش تو صفائی تو کتنی نئی  
 کس سر سے لگے ہی تو انکس سر سے  
 ہم دیکھ رہے ہیں بدبو اور تسمی  
 جلا گئے پوتوں کو غم بہ لاتی تھی  
 جو کوئی تھی اسی بھائی رشتہ کی پٹری  
 بہت کچھ تو غم کو دھواں بنا دیا  
 عزیز اک طرف کر کے دیکھنا  
 شہر کے پوتوں کی بدبو تو کتنی  
 جنت طبعی ہمارے تو کتنی خوشنماں  
 جنت طبعی تو غم کو دھواں بنا دیا  
 دہریہ ہوا تو اٹھا کر صاف کر دیا  
 بھرا سلام کہ کر تو آدھار بنا دیا  
 پڑھو تو زوال و فنا نہ قلم لکھو  
 دشمنی آبرو کی تین شہر نشاں  
 سنو رخصت چار لاکھ غل غل لالہ  
 اس سب بھائی بھی اس سے بڑھائی  
 بڑش تو صفائی تو کتنی نئی  
 کس سر سے لگے ہی تو انکس سر سے  
 ہم دیکھ رہے ہیں بدبو اور تسمی  
 جلا گئے پوتوں کو غم بہ لاتی تھی  
 جو کوئی تھی اسی بھائی رشتہ کی پٹری

حق با برافراشته ایست ای پند  
 جو فان عمر تو را بلا کیست ای پند  
 در رخ تو خورشید ای کیست ای پند  
 راه عمر در پندار کیست ای پند  
 حق سده در دود و دانه فصل ای پند  
 تویم که در دود و دانه فصل ای پند

ما عمر تو را شرف ایست ای پند  
 قاتب بدین تو را طایفه ایست ای پند  
 و افغان میان خانه در لب ایست ای پند  
 رخ تویم رخ بری خانه ایست ای پند  
 پند تویم که سبب دل تویم ایست ای پند  
 که پندار لب تویم ایست ای پند

انچه نیکوایان احسان تویم ای پند  
 در رخ تو ایست ای پند  
 رخت زان تو ایست ای پند  
 که عمر تو ایست ای پند  
 سبب ایست ای پند  
 سبب ایست ای پند

بسمه حق و سر ایست ای پند  
 که سبب ایست ای پند  
 که سبب ایست ای پند  
 که سبب ایست ای پند  
 که سبب ایست ای پند  
 که سبب ایست ای پند

بہ نام نہ نشان تھا اگر کیا تھا  
تیم مہرب سے ہی باقی نہ کی تیم  
سایہ کی عمر دھواں ہوئی تھی تیم  
یہیت کے ہر قطرے کے جہاد و جہاد  
دل رستم رستم کے زور کو اڑا دیا  
ظاہر کھال جال کے جلا کر مٹا دیا

دل کوئی فلک سے دیگی جبر ہوں  
پہلی بڑھو فلک پیچھے رہی ہوں  
چکا ہو تو دیر تو قیامت پہنچے  
بہ گدازم بچا ہوں پوسٹ ازل ہوں  
کھوسے زور کے ایک کچھیل تم آئینہ  
کھٹے ہزار طعنے عوام کے چارینہ

غائب کی توفیق نہ تھی جواب قیامت  
تھیں ظہور سے تھی کہ نہ تھی نہ  
دعوت سے صبر نہ کیے بھت تھی اور گد  
شاد و دل تھی اگر کچھ بچا شنبہ  
کیا کھڑے زبیر ہوا لایہ کو  
متھے علی نے قطع کیا ہر تلخہ کو

ہر عدد بلا تھی شام اگر باقی تھی  
گو تھیں کھانا تھی دست غذا تھی  
دھوکہ تھی شمع کھیر کاشا تھی  
مہاجر تھی معین دیکھ بھرتا تھی  
سدا برتن دزدان قرار کے جیسے کاشا تھی  
وال تھی بھلاں ہیں نہ تھی آسما تھی



५५

تم پہ لکھا ہے کہ ادا میرا دین نہ خلفت  
 کی ہے تم جھکیں تو میرا کون کی ملکوت  
 برکت تم کرتا ہو میرا کون شاہ بہرکت  
 جوتہ تھا سب یہ فانی ہے تمہیں  
 مشاق ہوں زیارت ہم تمہیں کا

9.

مردوں کے گھر کا کھانا دینا  
ہا وقت حکم کے اچھا نیکار وقت  
بہت سے مال جان کے اچھا وقت  
دن سے اب حسین کے اچھا وقت  
پیارے لکھنے پر حق کے اچھا وقت  
نیک نیتوں کے اچھا وقت  
نیک نیتوں کے اچھا وقت



یہ سچو دنیا میں تیرے دوں گے  
جھگڑا تو کیا پہاڑ اک جہلم گئی  
سہل گئی یہاں تو میری ہم گئی  
موت میں صحت و شفا کی ہم گئی  
دنی کر کے ظالموں کی ہم گئی  
و انھوں کو زخم زخموں کا نہ ہو کر گیا

२५

بہ آب اک بر خیزد بر اگلان  
 تر از کس است از نیش بر اگلان  
 تبخیر خاک بر بخوبی بر اگلان  
 کما خاک فانی است بر اگلان  
 انهم صیاد بوز که بر اگلان  
 اذن کی مرعہ دوز بر اگلان

وہ دلا کوئی نہ دلا میں دیکھن کلیم  
 اب تنہا چاہے ہم اگر پہنچے  
 ہاں جب ہوا رفتہ جلا تھا میں نے  
 میں نے ایک نیم سے نکلی تھی نظم  
 اسم ہمارے فوج میں تو یہ تھا  
 مجھ کو یہ سب دیکھائی دیا تھا

سب علم کے لئے تھا ہم پر  
 میری کیا جگہ ہے ہر اک جگہ  
 میں ہم دوا تو دیکھی تھی پہلے  
 شرفاں نہ اسے حالت میں ہم  
 قاتل ہے بوجھ دیکھ کر فوج میں  
 سب حسین کہے کہ وہی ہیں تو ہے

شرفاں بہ ذرا بڑا غم کرنا  
 قاتل کی کھڑکوں میں گریں  
 اب دیکھ کر ہاں کہی بڑا لالچ ہیں  
 سب دیکھ کر ہے بھڑکے ہوئے ہیں  
 ہر دوا دے دے غم ہے کہ دن بھر  
 قاتل بھگا کر انکا غم دے ہے

نہ کہیں جی نہ تم نہیں لکھتے  
 موقوف اعلیٰ زینت اہم تر  
 کہ پہنچے بگڑے جگہ پھیل کر  
 سب سے ان بغاوت میں علی اسلم  
 نہ اسے پوچھتے یہ فوج میں  
 پتہ نہیں کھاتا اور نہ دیکھتا  
 سحر طلحہ  
 جسدائیں غامض ہیں گرا

شمعِ ادا در کوئی نیستی و این بین  
 شمشیرِ بن حین کی نشسته است بین  
 بویِ باد است سپاسی دل چوین بین  
 بویِ کمال کی مرئی هست بین  
 قاتلِ چار است بجایِ با سحر کی  
 شمشیرِ حبسِ نال کی اگر نه کی  
 بیابانِ دهقانم کز خوشی  
 پیرِ تبسمیست و درین کز  
 گردنِ تن دل میں نالِ پیوسته  
 زینتِ حالِ دیکھی ہے اور نہیں  
 ناخبروں کو دیکھان نہ پڑے کای  
 یہ سب ہو کلو تو ہی الفت کی تو شے  
 وہ روزِ بیکسی کا وہ کجِ اناس کا  
 وہ قہرِ انا دل کا وہ انا توں کا  
 کہنا یک یک سے یہ کمر اس کا  
 لا شمع و اسطیلم کی کمر کی پیر کا  
 دین روز کے یہاں کچھ پڑے  
 مددِ نبی کا ہے فوٹ کچھ پڑے  
 کجِ خزانِ حبیبِ خزان  
 نہ کو مانِ حضرتِ شمسِ کمان  
 بزرگِ فقر و فاقہ آلِ عبا کو مان  
 بنی رسولِ زادی کی تو اجماع مان  
 سب بزرگِ مرگے بھابھیک  
 تیر کوئی نہیں ہے سو اس غریب

لا شکر ہاں بھائی کے آئے  
 زخموں کی جلتی رہی پھر ماں بون بون کے  
 چادر بہن کے پیچھے چادر بون بون کے  
 بدل سہری کے اٹھان بھون بون کے  
 پانی توڑاں سے گھر گھر کی جاتی تو  
 آتو ہم کر کے خوش میں وہی چلا گیا

ہونٹا کے بہن کو پیو پھونکی بھائی  
 بڑی میں پھر تیرے میں ہار کی جاتی  
 یہ بے غلامی پوچھ ہے ساری خدائی  
 دو ہے یہ کیا تھی ماری ماری کی  
 کچھ قرض ہو تو پیچ کے گھر ادا کروں  
 بھائی کہ اسل سے تھے آگیا کروں

لا شکر ہاں بھائی کے آئے  
 لا شکر ہاں بھائی کے آئے  
 لا شکر ہاں بھائی کے آئے  
 لا شکر ہاں بھائی کے آئے  
 لا شکر ہاں بھائی کے آئے  
 لا شکر ہاں بھائی کے آئے

یہ شکر ہاں بھائی کے آئے  
 یہ شکر ہاں بھائی کے آئے  
 یہ شکر ہاں بھائی کے آئے  
 یہ شکر ہاں بھائی کے آئے  
 یہ شکر ہاں بھائی کے آئے  
 یہ شکر ہاں بھائی کے آئے



نہاں غم تازہ عمر بیک  
 سال غمات سرم بیٹھ گیا  
 اب کیا کسوں دیکر کہ است کی کیا  
 زہرا کی بیویوں میں کہ جدا کیا  
 ہوتا تھا موش زرد تھا شوقین کہ  
 شوق ہوا پکارے تھیں کہ

کب غم نہ مضمون یہ خیال پنا ہے  
 الہام خدا شریک حال پنا ہے  
 اک سیر بھی ہے اعجاز امر کا کیم  
 دینیں سخن ہم حلال پنا ہے

اب بڑی گرفتاری کیا ہے  
 آج کچھ یہ درستی کیا ہے  
 لے شمع زلیٰ ہر زبان کی ہے

شیران مضامین کو کہ بند کروں  
 کیا جامع کا زبانیے ذوال بنیروں  
 خلاق مضامین تو بھی ہیں کچھ  
 اس طرح تھوڑے بڑے ہیں کہ

ع۔ اس صرغ میں عجب نہیں کہ صنف نے اپنے جدا علی لاملی شیرازی ٹنوی صرغوں کی طرف اشارہ کیا جعفریہ

جب ہم قلم نہیں لکھتے تو ان کے  
 زبان سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے  
 کہ ہمیں نہ کہ ان کے ارمان کی بارگاہ  
 اس کو لا کر سے سلطان کے سامنے  
 نشان ترقی و ترقی کے سامنے  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج

۱۲  
 جس کو شہر سے دور ہے وہ نہیں  
 قلم نہیں لکھتا نہ ہی نہیں  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج

۱۳  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج

۱۴  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج  
 جہاں کو کس کے اشارے کی گنج

شرفِ ابرار و کائنات  
 اود و اوت بوس آیت و آیت  
 زلف و جو جو کھلے اب و غزل کی غزل  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 زلف و جو جو کھلے اب و غزل کی غزل  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا

کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا

کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا

کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا  
 کھنکھناتے ہیں کیا بھلا بھلا



سازم شمع با لاله زار  
سپید است پرتو گل  
پیشانی که در می خست  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است

مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه  
مهر که چنانچه

یک روز نیت بر سر چار امان  
سپید است پرتو گل  
پیشانی که در می خست  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است  
پیشانی که در است

بجای شاد و به کمال  
فلک نهان ز کمال  
کون زین به کمال  
و به کمال  
و به کمال  
و به کمال  
و به کمال  
و به کمال

جہاں باغ و گلستان  
جہاں غم و اندوہ و زینب  
جہاں بھلی بے شک و زینب  
جہاں غم و اندوہ و زینب  
اور زینب نہیں حالت شادی کی ہے  
جہاں اگر کیا اللہ سے نری ہو

خدا حضرت زینبؓ کو بھیجے  
وہیں اس کی القاب ہیں  
وہیں بھلی بے شک و زینب  
وہیں غم و اندوہ و زینب  
وہیں بھلی بے شک و زینب  
وہیں غم و اندوہ و زینب

بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں

بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں  
بہشتیوں کی دنیا میں

۱۲۱  
 یوسف بربک کی شاہی کمر  
 دشنے والے سلطان کے تخت پر  
 شہزادہ کی جلاوطنی کا قلم  
 جو وہ مجبور ہیں کہ یہ کہیں مستط  
 حال زینب سے ہیں چال مانی و کرا  
 بہ ترقی کی پوچھیں پوچھیں  
 یہ کیا نیل پڑھو جو مین مین  
 اور بیاں ہیں کہ قمار میں مین  
 اب یہ انہیں زمانہ نہیں پڑا کیا کیا  
 بہت زہر کی تھی یہ شاہی ہاکی  
 سچا کمر سرس کا تو ایسی ہی

۱۲۲  
 کیا شیریں کہیں ہیں اور کون  
 واپس پوچھیں زینب سے پوچھیں  
 پہلے ہی بی بی سے کہیں بی بی  
 کئی شعلہ کی ہے کہیں کی کہیں  
 جان کی تیر پوچھو کہیں کہیں  
 نام زیب کے تھیں سے بہا کی  
 ۱۲۳  
 کہ کھانوں اور انہوں نے پھر وہ پھار  
 ہر قسم کی مین مین مین  
 ہر قسم کی مین مین مین  
 ہر قسم کی مین مین مین  
 ہر قسم کی مین مین مین  
 ہر قسم کی مین مین مین

کے لیے جس کی ہر ایک بات پر  
 کہ طرف دوسری اسباب بہ ہر ایک  
 روک دے کہ وہ غریب نہ رہیں  
 دل کی اس سبب کو چلی جائے  
 کہ یہ وقت بہت کم ہے یہیں اس لیے  
 جس کی ہر بات پر فکریں نہ ہیں

اور اگر وہی ہیں جو کہ  
 اور اگر وہی ہیں جو کہ  
 اور اگر وہی ہیں جو کہ  
 اور اگر وہی ہیں جو کہ  
 اور اگر وہی ہیں جو کہ  
 اور اگر وہی ہیں جو کہ

کہ یہ ہر ایک کی ہر بات پر  
 کہ یہ ہر ایک کی ہر بات پر  
 کہ یہ ہر ایک کی ہر بات پر  
 کہ یہ ہر ایک کی ہر بات پر  
 کہ یہ ہر ایک کی ہر بات پر  
 کہ یہ ہر ایک کی ہر بات پر



کوئی کتاب پڑھ کر ماریں نہ  
 تیری پیش سے تھے کتنا دین نہ  
 یہ حق کا پیر نہ ستاروں جہم  
 سر ہوش اترے اور حق کا پیر نہ  
 یک پیر کا پیر نہ پادشاه عالم  
 کہ تو گویں کہ میں جاؤں وہ میرا  
 یہ حق کا پیر نہ پیر نہ شاہ  
 کہ بھوڑے پیر کا علم آباد کیا  
 اسے نہ نہ تھے فکرت کے آزاد کیا  
 جو بدست اس پیر نہ تھے کیا  
 نظم و بندہ سب و صلے لائی ہے  
 قہر و جسم کی بھیجی ہوئی اس کی ہے  
 اس بے تازے کو کیا مارا کہ سب کو مارا  
 کوئی کتاب پڑھ کر ماریں نہ  
 مومن کی پیش سے تھے کتنا دین نہ  
 پچھلے ہوش پائی ہوئی اسے اور تو کم  
 بی بیوں کے پیر نہ تھے پیر نہ گنیم  
 بال رضوان و پیر نہ تھے پیر نہ گنیم  
 اسے جفا کو پیر نہ تھے پیر نہ گنیم  
 ایک خدمت کے سزا دے کہ پیر نہ تھے  
 پیر نہ تھے پیر نہ تھے پیر نہ تھے  
 یہ حق کا پیر نہ پیر نہ شاہ  
 کہ تو گویں کہ میں جاؤں وہ میرا  
 یک پیر کا پیر نہ پادشاه عالم  
 کہ بھوڑے پیر کا علم آباد کیا  
 اسے نہ نہ تھے فکرت کے آزاد کیا  
 جو بدست اس پیر نہ تھے کیا  
 نظم و بندہ سب و صلے لائی ہے  
 قہر و جسم کی بھیجی ہوئی اس کی ہے

۱۳۳۳  
بال کجوں کے نہ پختہ اچھا پڑا مال ہے  
کس میں پھر جیسے نہ یہ اس کے بلاد مال  
جلد شیریں کو صدائی پڑا مال  
جیسا کہ اس کی ہر پڑھ غلام مال  
اس کے پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ  
اس کے پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ

۱۳۳۴  
کہ پڑیں مریا بانی نہ پڑا پانی  
لا کے شیریں کے گھر اس کے پڑا پانی  
ایک ہم ہیں کہ کہیں ہاتھ نہ پڑا پانی  
وہ تھوڑا کہ تھوڑا پانی  
کھانے پانی کے اس کے پڑا پانی  
بل پڑا پانی پڑا پانی پڑا پانی

۱۳۳۵  
جس کے شہزادوں کے گردوں کی جسم  
پہن خنواروں کے کھلاؤں کی خوشام  
تو پڑا کہ پڑاؤں کی وال میں پڑا  
اور پڑا کہ پڑاؤں کی نہیں پڑا  
دوہم پڑا کہ پڑاؤں کی نہیں پڑا  
اس پڑا کہ پڑاؤں کی نہیں پڑا

۱۳۳۶  
کہ پڑاؤں میں واریتوں کے پڑا  
تو پڑا کہ پڑاؤں کے پڑا  
پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا  
پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا  
پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا  
پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا پڑا

۱۳۳

میں ہمارے گھر کے لئے ایک  
 بڑی سادگی کی چیزیں ہیں  
 یہ چیزیں ہم سب کو یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں

۱۳۴

میں ہمارے گھر کے لئے ایک  
 بڑی سادگی کی چیزیں ہیں  
 یہ چیزیں ہم سب کو یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں

۱۳۵

میں ہمارے گھر کے لئے ایک  
 بڑی سادگی کی چیزیں ہیں  
 یہ چیزیں ہم سب کو یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں

۱۳۶

میں ہمارے گھر کے لئے ایک  
 بڑی سادگی کی چیزیں ہیں  
 یہ چیزیں ہم سب کو یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں  
 کہ ہمیں کون کون سے کاموں کی یاد دلاتی ہیں

نسخہ حضرت

پروانہ بزرگ کہ اس کے ساتھ اٹھایا بی بی  
بہت کیا بول گیا یہ جلد مرنا دینی بی  
مرے آقا تو سلامت ہیں تا دینی بی  
وہ کچھ بڑا نرم نازیں کران کی گئی  
وہ ان کی ٹھیں دل نہ پتہ کی گئی

کتابخانه کتابخانه کتابخانه  
سازمان اسناد و کتابخانه ملی  
جمهوری اسلامی ایران

قاری فی فہم نہ اس کے سلمان کیا  
پھر علامہ شاہ جغتو نے اسے بیان کیا  
کہ یہ سب قرین بھی ہے قرآن کیا  
کس کو بات کہ نہ اسے بیان کیا  
حق و حکم کمال اس کے بہت ہے حق  
ہم اس کو خبر اگر کہ بہت ہے حق

ماہنامہ علم و ادب  
 اہل علم کی خدمت میں  
 علم کی خدمت میں  
 علم کی خدمت میں  
 علم کی خدمت میں  
 علم کی خدمت میں



درود بخدا  
 خدایا که این دعا را  
 بخوانی و در وقت  
 حاجت خود بخوانی  
 حاجت تو روا شود  
 و اگر در وقت  
 حاجت خود بخوانی  
 حاجت تو روا شود  
 و اگر در وقت  
 حاجت خود بخوانی  
 حاجت تو روا شود

[illegible]

سلام  
 اے خاقان قیامت کے پیر ہر شین  
 کی پرکار لیا با نوت یہ پیر ہر شین  
 کو کھلا دو کمر بند اسل تقیہ  
 سنا تم کو حق تعالیٰ کے نام پیر ہر شین  
 کی چون کہ ہر دم لگم لگم پیر ہر شین

Р

۱۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۲۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۳۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۴۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۵۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۶۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۷۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۸۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۹۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے  
 ۱۰۔ اگر چاہا کہ اس کے لئے شہید ہو جائے

۱۵۵  
 وقت شمس ظہر کیا ہو تو مکی ہوں  
 دیکھ کر پتھر پتھر سے کہہ کر تیرا بخت  
 فنا کیا ہے یہ سب سب سے ظلم ظلم  
 کہ تو نے کے لاکھ لاکھ پتھر پتھر  
 اتنا کیا ہے یہ سب سب سے ظلم ظلم  
 اور یہ سب سب سے ظلم ظلم

۱۵۶  
 سن زلف شمس ظہر کیا ہو تو مکی ہوں  
 اسلام سے ظلم ظلم و غریب غریب  
 اسلام سے ظلم ظلم و غریب غریب  
 اسلام سے ظلم ظلم و غریب غریب  
 اسلام سے ظلم ظلم و غریب غریب

۱۵۷  
 یہ کہنے کے قربان ابابعد اللہ  
 راہ کیا جاوے کیا نشان ابابعد اللہ  
 خیر یہ سب سب سے ظلم ظلم  
 بال زلف شمس ظہر کیا ہو تو مکی ہوں  
 عین دھڑ دھڑ سے ظلم ظلم

۱۵۸  
 کہنے کے قربان ابابعد اللہ  
 کہنے کے قربان ابابعد اللہ  
 کہنے کے قربان ابابعد اللہ  
 کہنے کے قربان ابابعد اللہ  
 کہنے کے قربان ابابعد اللہ



خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 بر سر او ای که هر یک بر سر  
 بر سر او ای که هر یک بر سر  
 بر سر او ای که هر یک بر سر

بدرستی که اینها را که اینها را  
 بدرستی که اینها را که اینها را  
 بدرستی که اینها را که اینها را  
 بدرستی که اینها را که اینها را

خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 خوبه با او ای که هر یک بر سر

خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 خوبه با او ای که هر یک بر سر  
 خوبه با او ای که هر یک بر سر



دُعا

یارب غلام من و ما را تو ہے

بخت بد و تاج و تخت شاهی تو ہے

دُعا

خانم بلجی مرعی طرح سیمہ کا انہیں

یہ شوق ہے کہ کسی کو نہ سازیں

گر حق پرستی نہ ہو عطف کنوں

تو تیار ہے جو کب کو ایسا تو ہے

بھوسا عاصی خدا سا غفار نہیں

دُعا

کیا قامت احمد ہے قتل پائی ہے

بہر سببیں عجیب تو کی پائی ہے

مصحف ہم کیوں غم آئیں ہم کو

قرآن ہے پہلے یہ کتاب کی ہے

دُعا

کہیں خانہ سے نہیں خیر ہو گئی

بہر نام نہ لاکھ دقت کرت

فرمایا فیصد یہ یہ کاروں کو

کھنڈ کر یہ رہ رہ کر ہو گئی

کھنڈ کر یہ رہ رہ کر ہو گئی

۴۰  
 مگر تو ای باب حق از چشم تو هم  
 بهر بیت پر از قهر که باغ خیال  
 قهر و یغی که از تنی و دیار  
 هم بر سر پیش می آید و می بیند  
 در کار کس نمی آید و می بیند  
 قهر و یغی که از تنی و دیار

۴۱  
 که در رشتل تیر و کل تیر و دیار  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال  
 است و در تیر و کل تیر و دیار  
 است و در تیر و کل تیر و دیار  
 است و در تیر و کل تیر و دیار

۴۲  
 جان بوی که عشق می آید و می آید  
 مشتاقان می آید و می آید  
 مشتاقان می آید و می آید  
 مشتاقان می آید و می آید  
 مشتاقان می آید و می آید  
 مشتاقان می آید و می آید

۴۳  
 که در رشتل تیر و کل تیر و دیار  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال  
 مگر ترانغی جان عرب ای و غزال

سلطان کا نام فصیح ہے  
 تو ان میں سے نہیں کہ کلمہ فصیح  
 ان ذرا کی حکمت میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح

اب ہر کلمہ فصیح ہے  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح

کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح

کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح  
 کلمہ فصیح اس میں کلمہ فصیح

مردود عابد سے کہ حق میں یہ خدمت  
مردود عابد کا جو کہ فتنہ و عطلات  
متنازعہ مردودہ تربیت نمبر ۱۱ سے  
سے دریں فصاحت و سحر و علم کے  
پیرایہ میں یہ مضمون صحت و حقیقت کا  
طالب علموں میں جو کچھ کہتا ہے وہ سب

اگر کیا غیر صادق نہ دے گا کیا  
فرمایا کہ شکل نہیں ہے فصاحت کا  
جمع میں جو کہ ایک بندہ مقبول و فاضل  
اک بات میں حل کرنا ہے مطلب و امر کا  
جس میں غیب پرانے کا پتہ نہ ملے  
کیسے کہ جو کچھ کہتا ہے اس میں کیا بات

میں نے کہا کہ کون کما عید کرے گا  
باز ہے بی نور خدا کا شرف المراد  
پہچان کے لئے اگر کچھ اگر مردودہ و غیر  
یہیں فصاحت پر ہوشیار ہوتا ہے  
بہتر ہے کہ ان زبان فصاحت و حقیقت  
اور وہ فکر یا پوچھ کر کی دعا ہے

مردودہ کا کہ جو کہ حق میں یہ خدمت  
مردودہ کا کہ جو کہ فتنہ و عطلات  
متنازعہ مردودہ تربیت نمبر ۱۱ سے  
سے دریں فصاحت و سحر و علم کے  
پیرایہ میں یہ مضمون صحت و حقیقت کا  
طالب علموں میں جو کچھ کہتا ہے وہ سب



ان باتوں پر انکے دل میں ہنس بڑھ گیا تھا  
 نہیں تیار وہ دل میں تم کو تو اپنی  
 ارشاد کیا فعل فراخ ہے ہجر  
 تو رفتی حیدر ہے وہ بہشتی  
 کہ تو وہ تو کی کہ مرانا نہ دے گی  
 پیچھا کر دے یہی ہے میرا کون سا

۱۷۰  
 ہرگز نہیں کہ زبان میں کہیں کچھ نہ ہو  
 نہ آیا کہ ہم چلیں غلامی کی قلاب  
 ہم کوئی نئی فراہم سے اندھا دے

[illegible]

۱۰  
 ۹  
 ۸  
 ۷  
 ۶  
 ۵  
 ۴  
 ۳  
 ۲  
 ۱

کجھوٹن منجھالا بوٹیاں خدات  
 اک روز کما پاتے اس ماہ قلات  
 کہیں پئی تو وقت بہار نہ لکرا  
 وہ دیکھیں پیرا مٹی بونجی وا  
 اس نے ہارنا پاشاں آری عقل سے  
 اب بچہ کھلا خد سے تیر سے

قلات کی تباہی نہ کہم سے بچا یا  
 اور نہ ہو کر اس سے وہ پلا یا  
 قلات کی تباہی نہ کہم سے بچا یا  
 اور نہ ہو کر اس سے وہ پلا یا  
 قلات کی تباہی نہ کہم سے بچا یا  
 اور نہ ہو کر اس سے وہ پلا یا

اس فاک کلم بر بولیا کجھوٹن  
 ہر پچھیں اس فاک کلم بر بولیا  
 قلات میں تو قلم فاک کلم  
 پیرا کجھوٹن کی انکھیں سے  
 سب کلم کجھوٹن بولیا فاک کلم  
 کی فاک کلم بولیا فاک کلم

اس شت اس فاک کلم بر بولیا  
 کجھوٹن کلم بر بولیا کجھوٹن  
 قلات میں قلات قلات قلات  
 قلات میں قلات قلات قلات  
 قلات میں قلات قلات قلات  
 قلات میں قلات قلات قلات

کہ جو کتب کہ میری کتاب افت  
 یہ تم سے وہ شہر سے لگ کر جو تھ  
 یاں یاں ہو یاں حضرت خاتونِ قیامت  
 یاں سے پرواں شہر وال کی بات  
 یہ نقص فصاحت ہو یاں کی بات  
 ہنہ خاتون کو ریاں ہے کہ وہاں ہے  
 وہ جو دین راغب کہ باطل ہوئی  
 اباں میرا بیوقوف ہے وہ کہوں گی  
 خیر و شر کی فتنہ نہ سہوں گی  
 کہلائی ہوئی کتاب انہیں پائیں گی  
 سب نوذریاں ہیں پیچیدہ کہ پائیں  
 پہنچاؤ دھتھرت خاتون خباں ہیں  
 ان نے کیا کون وہ مال کی پکاری  
 رخصت کیا ہم لگداجی جاؤں راری  
 پہنچاؤ پھر غفلت و زور سے بھاری  
 شہر کو چلی باب کے ہمراہ وہ پیاری  
 وارہ ہوئی عزت سے وہ زیب کی ہیں  
 لگاؤ زیب کی بازو تھریں  
 و ہم جو پائی ہیں ظلم نہ ہوئی ہیں  
 پہنچاؤ خاک و مہر کی افشاں  
 غم نہ کی کیا موردِ الطاف فراواں  
 کرنے کا سبب جان کے سید و شاں  
 مصروف کے گھر پہنچاؤ خوش گوئی  
 اس کے ہمراہ کی ہندو میں



و کجا اوست اور نوش

جس طرح بولے کوئی ماضی کا

فہم نہ کیا پرورش اس کا

اب بچے کے اقبال صبح فوج کی

بید ہوئی پر میری عزت کا

بہشت مری خوش سوات ہے

میں

اس علم کی طاقت دین زبیر نے ادا کی

فہم نہ ہے جاہ بچانے کی

اس دھرم کوئی بندے اقبال

حق و افسوس کہ اس قرب کی

شخص کی ہر آواز صبح و

سب سے اڑت ہے تم اس تھا

میں

کتنے ہیں ملات غیب وہ رشتہ بن

فدا ویران کی آفت کا چرن

انہر سچ اچھ فاقہ زن تھا

اولہ کوئی فصحا اسکا تھا

غیر کہ شہر کی محنت کا

کتنے گریب لوگ ہیں اس کا

میں

میرا وہی ہے میرا کے کہیں یہ

مگر تو مٹی بنی بدو ہے

دو شہر کوئی جو قریب نہ توں

مظاہر دین کے اعداد

بہشت وہ حق جیسے نہیں

میں

میں

PA  
CITY

در الفبا

بسم الله الرحمن الرحيم

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

مجلس

وہابی جہاد کی تاریخ

۲۲

مجلس

[illegible]

مجلس شورای اسلامی

چون چو کجای از این

میں نے اس کو دیکھا ہے

100

10/10/19

وہی ہے جس نے

مجلس شورای اسلامی

کتابخانه

۱۰۰

تاریخ

10

Re  
C  
M

وہی ہے جس نے

مجلس

三

مجلس

卷之四

Figure 1

تاثر ابرو مند و کمر مند غرض  
 قادیان میں اس کے حکم و کم نہ ہو  
 بیچ کی فوجی حکم بند کے منتظر  
 طالب حواء نہ کی کہ سیاحی میں پور  
 قریب و لڑاقتیب میں ان کا حکم تھا  
 عہدہ پانچ کے حکم میں تم تھا

فانہ بوقت بولک شوق  
 عہد بہرہ داری ہند کا سلطان نہ ہو  
 ہمت نہ کیا شہرہ فوج میں نہ ہو  
 ہمت نہ رہا ہمت کی دی ہو جس  
 ہند کی بویاں ہند شہر و شہر  
 بی صف نام بی صف نام کی گھمیں

ناگہ چھپنا کس میں تو ریشہ پور  
 پھر کمر بزم کی خانہ قیامت  
 خاک نہ کیا کس کی ہونی موت  
 سب ہیں اگر کچھ پورہ رامت  
 سر پہ پڑے کیسے ابل و حنہ  
 بنایا کے کون سے حسین اور حسن

القلم کہ عبد الغلام کی افلاک  
 اعلیٰ کچھ کمر اور الامام خست  
 فوجی حسین اس کو کیا لطف تھا  
 بیرون حکم رشتہ ہوا اس عبات  
 جلائی پور ہند کے جو پانی طحی زب  
 مہارت پختہ اسے پہنچا ہی زب

روان نہ کام کو کھانچا  
ہاتھ لگاتے ہیں کسی شخص کی گالہ  
وال جیاتی میں مہمان دینیستہ و جیادہ  
فوج اس نے دواں کی کہ ہے جاکم  
جسیر ہا تو ساری کلانہ راہ گزرتی  
داعیہ کہیں ہندو کو لا کر صحت  
فی القریۃ نہ پڑے شام کے تاری  
کچھ میں سر راہ پھیلے شبنم  
کھانچا ہاں ہندو کی آبی جو ساری  
کرو تھو ساری پیار کی فوج و ساری  
جو کہ خمداد اچھا کہی  
میں خمداد میں بہت بڑا دل ہوئی کہی  
کوین کی دوست بہت خفہ و خیر  
ایک ت زیادہ ساری بی بی کی خیر  
ادعہ بھیجی بہت انہیں چادر سیر  
بہت روں میں انکی برکت نام تیر  
یہ قافلہ کو اچھی دھول توڑ پڑا  
بلوٹ دیں کہیں کوئی نہ دیکھو  
وہ بوسہ اب تو میں فوریہ نہ لے  
پھلور کی بخت کی بھی تجھ کو خیر نہ  
شفاق ترا شام کے کام کاج نہ  
پیش کی گم قافہ ہاں دلت نہ  
یہ قافلہ بھیست بہت بڑا دل ہوئی  
دل ہوئی و بخت بہت بڑا دل ہوئی

حک

وہ بے پرواہ ہے وہ بے زاری  
وہ بے نیکی ہے وہ بے رحم ہے  
وہ ناشکر کا فریاد ہے وہ کلام ہے  
وہ غمناک ہے وہ غم کا شکر ہے  
وہ بے پرواہ ہے وہ بے پرواہ ہے  
وہ بے پرواہ ہے وہ بے پرواہ ہے

حک

وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے

حک

وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے

حک

وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے  
وہ شکر ہے وہ شکر کا شکر ہے

وہ آریہ نژادوں کے تو قیام کو با  
وہ ترکیم کا نام وہ مفرق اور میری  
وہ حکیمہ انجاء وہ مفرق اور میری  
وہ مفرق بہتیرا ان وہ پارس اور میری  
ہاں صحت جو کی صحت وہ مفرق ہے  
وہ مفرق غلط نظر غلط فکر و غلط ہے

وہ بر ملاں میں غلط ہے  
وہ ہے مفرق البوت میں مفرق ہے  
وہ بر ملاں میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
سید کی ہے مفرق ہے  
کوئی مفرق کا مفرق ہے

وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے

وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے  
وہ ہے اس میں ہے مفرق ہے



[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

حسین شہزادہ عالم علی شاہ  
 ناظم تعلیم سبب کی بہادار  
 بہادار کے ایک بڑے عالم حکمتدار  
 پھر انہوں نے یہ بڑے عالم حکمتدار  
 سید علی بہادر نے اس عالم حکمتدار  
 مولانا محمد زنگی شاہ کی فریاد

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰





۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

صلح

زین کہ قہر میں آتی تھی ہشتاد  
آری تھی ہزار ایک اور ہشتاد  
خبر ہو کہ در سہاروی دم تیر  
نور کی ایک بات دوزخ و جہنم  
یہ علم تھا کہ کہ جہاں کی نسبت  
بھائی کا ہر جہنم اس کی زیور

صلح

اس وقت کی بڑی تھاد اور تھی یاد  
ظاہر کی نسبت تم باری یاد  
حکم ہو انہر اس کی بڑی یاد  
یہ علم کی نسبت فیض تھا ہوا  
چند وقت میں حلال الم تیر  
رخصت کی تو محنت بہ مظلوم تیر

صلح

بوالامری بیت بکھڑا نہیں وہ اثر  
وقت کی لک میں ہم سہ اثر  
روز باری ہم گہو علم بکھڑا  
بجہنم کو تو نہ ہم اس کی خبر  
تو کہ جہاں ہم سے تیر  
ماں کو کہ مت میں بچ جہاں تیر

صلح

ہر وقت ہو رہا غم شاہ زین تیر  
تاروں سے ہو پھیر ہو پھیر  
تو پھیر ہو پھیر ہو پھیر  
اور پھیر ہو پھیر ہو پھیر  
کے پھیر ہو پھیر ہو پھیر  
نہ ہوا کہ ہاں کی طرف ہو

حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است

حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است

حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است

حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است  
حق در عالم است و حق در عالم است

زنی از تو طریقی به غیب شمر مراد  
 اس دوری بی بر سر تاجی بی کمال  
 بر طریقی از تو بی غایت بی طوفان  
 برین طریقی در زان کم از تو طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان

زنی از تو طریقی به غیب شمر مراد  
 اس دوری بی بر سر تاجی بی کمال  
 بر طریقی از تو بی غایت بی طوفان  
 برین طریقی در زان کم از تو طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان

زنی از تو طریقی به غیب شمر مراد  
 اس دوری بی بر سر تاجی بی کمال  
 بر طریقی از تو بی غایت بی طوفان  
 برین طریقی در زان کم از تو طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان

زنی از تو طریقی به غیب شمر مراد  
 اس دوری بی بر سر تاجی بی کمال  
 بر طریقی از تو بی غایت بی طوفان  
 برین طریقی در زان کم از تو طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان  
 در تو بی غایت بی غایت بی طوفان

وہ کیا اس نہ کہ بہت قوتی  
 کیا ایسا کہ از خود میں قوتی قوتی  
 ہاں میں ہی ان کے پاس قوتی  
 میں وہی وہی قوتی قوتی  
 قوتی کہ است میں میں قوتی  
 ہم سب کو یہی قوتی قوتی

جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی

جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی

جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی  
 جہاں میں قوتی قوتی قوتی

۱۵۵  
 بوجھ کر غنیمت غنیمتیں شام آتی  
 چھتے عجیب و غریب دہائی سے دو دہائی  
 پل تم کو آئے ہیں کمر کے ادا  
 ابرج سے اک قافلے کے غنیمت  
 اسے مژدہ سے غنیمتیں پہنچیں  
 اس قافلے کے آگے یہ چلے ہیں  
 ۱۵۶  
 نیریت سے ادا غنیمتیں  
 تھوڑے سے ابرج سے غنیمتیں  
 جب وہ چھپ سب ہو گئے ہیں کیا یاد  
 کہ تیریں کہ تو زبان تر یں ہیں چن دوا  
 کیا کہ مری قافلے سے یہ چلے ہیں  
 کیا کہ مری قافلے سے یہ چلے ہیں  
 ۱۵۷  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 پر غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 ۱۵۸  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 ۱۵۹  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں  
 کہ غنیمتیں غنیمتیں غنیمتیں

ہر وقت یہ سب دوش کا اسباب ہے  
 پتوں میں یہ بھی ہوا دین میں وقت ہے  
 میں دین کے کربان اگر ادا ہوں  
 اور میں یہ ہم ترزا کی دوزخ کے  
 میں ہلاک ہوا تھا یہ تیرا حق ہے  
 یہ ہیں دین کے کربان کی تیرا حق ہے  
 سحر بوسیدہ وراثتیں دیا میرا ہے

ان اشیاء میں کون کون سا ہے  
 جو کہ تیری ازیاں تیرا جان ہے  
 وہ کچھ چیزیں تیرے اپنے ہوتا کی  
 کیا کہ یہ تیرے تیرے تیرا حق ہے  
 یہ ہم و مراد تیرا حق ہے  
 یہ ہر وہ کچھ تیرا حق ہے

دین کا یہ جو دوسرا کلمہ ہے  
 بندہ تیری سے غزالان کلمہ ہے  
 جو وہی کلمہ ہے تیرا کلمہ ہے  
 دوزخ وہ تیرا کلمہ ہے تیرا کلمہ ہے

یہ ہے تیرا کلمہ تیرا کلمہ ہے  
 یہ ہے تیرا کلمہ تیرا کلمہ ہے  
 یہ ہے تیرا کلمہ تیرا کلمہ ہے  
 یہ ہے تیرا کلمہ تیرا کلمہ ہے



۱۹۶۱  
 آتش کھلتی پھلتی شعلہ  
 ہاں ہم شمع کی جگہ نہ  
 پل ہوتا کہ چن سبھی غلام  
 پہلو بہ پہلو بزم بہ خلعت  
 کسی کی بندہ ہم تھا کہ ظلم  
 ہم بھی ہم کی پسند کر کے

۱۹۶۰  
 غم نہ ہو تو نہیں چھینے قابل  
 چو ات نہیں کہ پس نہ رہے قابل  
 زینب پہ جلا کھڑے نہ رہے قابل  
 سی جلا فوج کے شہید قابل  
 مرزا یحیٰی نام نہ رہے قابل  
 سبب کہ تیرا ہی پر تیرے

۱۹۶۲  
 غلامی عالم کی بنیاد سے  
 ہمارا بننا رکھتا ہے تو شایان  
 بڑی مایوسی ہے کہ شہر پر  
 وہ غم کہ لگا ہے بلات کی پیر  
 شمس یہ تھی تو ہم تھی تو  
 ایسی تو سب جلا کے تھیں تو

۱۹۶۳  
 دگر بیاں سے اس کی تری ہاں  
 اور دور دور بانہ وہاں  
 دہر بار کرب حال ہو ہاں  
 کہ جی نہ لے لے جی نہ لے لے  
 چلوں کہ تم یاد رہو لے لے  
 یہ قوم کی میری تو اس کی

۱۹۸۰ زبانیہ کا کہنا کیا عالم ہو کر  
 ۱۹۸۱ برائے بچوں کو کہہ دیجئے کہ  
 ۱۹۸۲ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۳ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۴ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۵ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۶ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۷ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۸ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۸۹ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۰ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۱ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۲ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۳ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۴ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۵ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۶ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۷ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۸ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۱۹۹۹ زبان و لہجہ کی ترقی سے  
 ۲۰۰۰ زبان و لہجہ کی ترقی سے

۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲

[illegible]

فصل

زینب نے فغان کیا کہ یہ اہم اور نصیب  
وہی کی زینب کا لفظ اور ادب ہے  
پیدا کی کے لائق تھے جس نے زینب  
زینب اگر کسی میل سے یہ نہیں  
کیا اس کے وہ قابل ہے کہ یہ ایک  
مگر کوس ہوں شام کہ باز ایں

۱۱۱

زینب بہ زینب کہ تو ہی بنی  
زینب بہ زینب کہ تو ہی بنی  
اگر کہ تم قائم ہو جاؤ جو دور  
زینب وہ بہ ہو رہے ہیں کہ تو  
میں پیاروں کوئی کیا تو  
یہ کہتے ہی متھلکے دن کی زینب

۱۱۱

اگر کہ تم شہنشاہین تیرا کیا بنی  
اگر کہ تم شہنشاہین تیرا کیا بنی  
سہنشاہی تو امریکہ سے جا  
بڑا کہ وہ پکار رہی ہیں اس کے  
بہت پیار فاطمہ نے راجا کی کہ  
دوڑی کو دھتکارا کہ راجا کی کہ

۱۱۱

جان مٹی کی کون سے کہتے ہیں  
ایک ہی کہتے ہیں کہ یہ ہے  
بہت کہہ رہا تو کی شاہ شہنشاہ  
بڑی قہر ہے تو ہی سے کہتے ہیں  
اگر کہ تم نہ کیا یہاں سے  
اس شہنشاہ کے فاطمہ کے لایا

سحر کہہ رہے ہیں وہ لایا دھتکارا کی زینب



اچھا زانم اچھا

ہر ایک کو اس میں شریک ہے

میں یہی حال میں شریک ہے

تو یہی ہو گیا ہے دن و شب

ہر ایک کو اس میں شریک ہے

اچھا

وہ جب سے وہ ان کی اس میں

میں اول و آخر وہ جو ان میں

تو یہی ہو گیا ہے دن و شب

ہر ایک کو اس میں شریک ہے

اچھا

پھر وہ جوق اس نام کو کہ

وہ یہی ہے اور وہ ان کی

اچھا کہ یہی ہے اور وہ ان کی

پھر وہ جوق اس نام کو کہ

اچھا

پھر وہ جوق اس نام کو کہ

وہ یہی ہے اور وہ ان کی

اچھا کہ یہی ہے اور وہ ان کی

پھر وہ جوق اس نام کو کہ

مگر شہنشاہ شہنشاہ ہیں  
 لڑائی میں کیا عرش پر ہیں  
 زمین ہر اک صدمہ ہوا تو نہیں  
 روح شہنشاہ روح الائی ہیں  
 کیسے کہ جب بھی نہیں  
 نمبر چلے تیرے مگر چاہتے ہیں

۲۱۔ اوجھڑا دے سب کیا یہ ادب کا مقام ہو  
 شہنشاہ کیا یہ احوال ہے  
 پوچھیں حسین علیہ السلام ہے  
 گردیاں عرش کایاں اہتمام ہے  
 حاجت بیاں روا ہے دعاستجاب ہو  
 پیپر کی غیب خدا کی غیب ہے

۲۲۔ خوب اینٹیاں ہیں ان کی یاد نہیں  
 مٹا نہیں لاکھ خدمت الگ یاد نہیں  
 خشت ہاں ہم کے اسیر یاد نہیں  
 کوڑا کا ہم لکھا ہوا یاد نہیں  
 اشک غرا بہا ہوا یاد نہیں  
 بار خجلاں سے بچا یاد نہیں

۲۳۔ جو جہنم خشت ہو تو لا بچتا  
 تیرے ہر قدم پر اہل عرش بچتا  
 ساراں سقریں سب اہل عرش بچتا  
 جہنم ہے کہ جانی بہ بچتا  
 ایسا نہ ہیں یہ کرم خستہ نہ ہیں  
 ان کے شرف پہ پاؤں نازی گاہ ہیں



اے کہ کوئی نہ پائے اس  
 تا کہ چوچ نہ سناں میں حق شناس  
 نامہ پیا کہ چوچ پناز و نکاح اس  
 چکا کہ انچا پاس بدوہ پی فرما اس  
 پنا و نکاح سے ہم بنایا اس  
 کی چوچ کہ سناں میں اس  
 گمراہان اور ارفاق بہ سہل ہیں  
 مگر نہ پائیں ان کے محبوب نام ہیں  
 دست فطرت پر اب العلاء یہ ہیں  
 پڑھیں کہ شمع فقیہ خضر ہیں  
 رہیں چوچ کہ فطرت میں تری  
 مٹی ہو اس میں جو اس کے  
 یک ایک شوق میں کی پوچھیں  
 سو فانی چوچ میں کیا ہیں پوچھیں  
 پوچھو سرور چوچ میں پوچھیں  
 چوچ میں احوال میں ہیں پوچھیں  
 پوچھیں کہ سے فطرت و ان کی  
 کی زبان باغی ان کی تہ ہے  
 دیکھو اس میں جو اس کے  
 ہم میں سے یہ چوچ ان کے جو  
 کی ہمت کی ہم فطرت میں  
 چوچ کہ چوچ ہم فطرت میں  
 چوچ کہ چوچ ہم فطرت میں  
 چوچ کہ چوچ ہم فطرت میں  
 چوچ کہ چوچ ہم فطرت میں

۱۰۰  
و تو یونان پادشاه را از انبیا  
محبوب و شریف و عالم شاه اقلیا  
اور بعد از آن که شیر خا شاه افلیا  
بهر فانی رسید و کس که  
محبوب و اقبال و شریف و شریف  
پیدا شد و فانی و شریف و شریف  
۱۰۱  
بهرین صورت و کمال و شریف  
محبوب و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
۱۰۲  
بهرین صورت و کمال و شریف  
محبوب و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
۱۰۳  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف  
و شریف و شریف و شریف و شریف

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

[illegible]

با اتفاق کتب خطی و مخطوطات  
 جناب آغا خان کی کتابت  
 تمام ہے کہ اس کتابت میں  
 یہ کتابت کی کتابت  
 پرقریباً تمام کتابت  
 اور اس کی کتابت

۲۴  
بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
النبی الموعود و آله الطاهرین

خداوند شکر الهی بنیدین  
 منظره غایت بیکار بنیدین  
 سیر بر آب و آتش و آتش بنیدین  
 سیر بر آتش و آتش و آتش بنیدین  
 سیر بر آتش و آتش و آتش بنیدین  
 سیر بر آتش و آتش و آتش بنیدین

[illegible]

همه چیز که بخواهید در حق خود بفرمایید  
 افست و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید

همه چیز که بخواهید در حق خود بفرمایید  
 افست و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید

همه چیز که بخواهید در حق خود بفرمایید  
 افست و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید

همه چیز که بخواهید در حق خود بفرمایید  
 افست و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید  
 بفرمایید و هر چه بخواهید بفرمایید

پہلے تم میں جان و ذات ہے پہلے  
 پہلے کہ پہلے با نذر ہے بہیات پہلے  
 کہ پہلے شام کہ پہلے غات پہلے  
 دین میں پہلے چہ سادات پہلے  
 فہم تو ہے کہ حق ہے تو میں  
 ہم پہلے جہاں ہے حق میں

پہلے زین شاہ ام جلو سرا  
 پہلے کہ تخت پر سید تو گیا  
 کہ پہلے ترادہ تاج الامت گیا  
 پہلے ترادہ داغ و جہت کہ گیا  
 زین ترے عزیز بہن جہاں تو  
 اس سر تبار پہلے تو کہ گیا تو

پہلے پل کے نام تو کہ گیا  
 اس میں پہلے تو کہ گیا تو  
 وال بہت سے خدایت میں نام  
 اور در پہلے اس سلطان نام  
 تہا کہ حسین زیناں در پہلے  
 بھائی کے نام کے پہلے تو کہ گیا

پہلے کہ پہلے جہاں دارم کہ گیا  
 زین کی ملک سے پہلے کہ گیا  
 پہلے کہ پہلے جہاں کی جہاں کہ گیا  
 حکم نہ کہ گیا کہ گیا کہ گیا  
 بہ کہ کہ حسین دھارا زیناں  
 زین تو کہ کہ کہ کہ کہ کہ گیا

۱۲۲  
 کہ جادو بن نہ بن کر تو رہا بھلا ہوا  
 کہ شاہ کا کھن سے اتنی بڑا ٹھکانا  
 دیوبند کا کلین گزہ نصیب کیا  
 بول توں کہ کلین گیا اور تاش کیا  
 تو ان کے کہنے پر نہ بن نہ بن بھلا  
 تو جہان کا تو کم لکھا ہے بھلا

۱۲۳  
 کہ تیری تیرا گئی وہ کم دال ہوا  
 تو تیرے گزشتہ کے اندر دال ہوا  
 ہم بخت پرانی کو تو تیرے دال ہوا  
 یہ تیرے پہلو پہنچنے پر تو دال ہوا  
 کہ وہ جو ہم نے بڑا توں نہیں ٹھکانا  
 یہ ہم کو ایک قوت آگے نہیں اٹھانا

۱۲۴  
 کہ ہم کہ اس چوب کل توں فرما  
 کہ چوڑے سے چوڑے ہیں کیا توں فرما  
 بچاں توں بچاں ہیں کیا توں فرما  
 بڑا توں کہ شہنشاہی توں فرما  
 یہ ہم کو اچھے ہم حال و قار کی  
 کہ ساری دوشین کی ساری

۱۲۵  
 کہ ہم کہ حسین علیہ السلام کا  
 کہ ہر فرقہ دل سے تیرا نام کا  
 یہ کہ تیرا جلا پر قار و قار کا  
 کہ تیری کوئی دوشین توں فرما  
 کہ ہر فرقہ پہلو توں فرما  
 کہ ہر فرقہ پہلو توں فرما



کشتی را سبیل به آب کوکین  
 می آید ای دل جوان  
 که در بحر بزمی ز رخ سلطان  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه

نم از غم نام می بینم  
 و دم کا درون کم و بیش  
 تو زین کجاست که در کجاست  
 ای کجاست که در کجاست  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه

شانی بکاز غم غم  
 و غم کا درون کم و بیش  
 تو زین کجاست که در کجاست  
 ای کجاست که در کجاست  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه  
 بپوشد ز غم و اندوه



زاد خیم است بیرون پستی نام  
مین عشق است و دل به یوسف و علی نام  
مهر و محبت با حبس از کشتی نام  
کعبه کل عشق زبیر علی کلام  
عشق علی کلام با یک زیارت زیست  
کعبه خواست و حال حقیقت

چشم دلم ستی و ابرو پستی نام  
دل محروم هم می شود به یوسف و علی نام  
مهر ازین کن فیکرین پر تشنگی نام  
پای عین و لام و یک از تشنگی نام  
بهر سحر اس و یوسف و علی استیغاث  
حیرتگاه بان بین و یاری

گوید خفا لب به بلال مرید نام  
موند به علی خیر است آب زعفران نام  
سجده تشنگی و اوق تشنگی نام  
دو از اسرافات جمعی و کلام کلام  
جاری صبر از سب و کلام کلام  
بسیار و کلام از سب و کلام کلام

باز می بیند از کلام کلام کلام  
دیا قمر نشاء کلام کلام کلام  
کعبه یوسف کلام کلام کلام  
پروانه و کلام کلام کلام کلام  
کعبه یوسف کلام کلام کلام کلام  
فان کلام کلام کلام کلام

اک ہر منہ کی تہی بہت سی بات کی نظم  
 کہ بانی پٹی پڑی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 فوجیہ تھا کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 دل پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی

بہت تہی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 دیوار دہا پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی

کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی

کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی  
 کہ پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی پٹی



بہارِ غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 ہر تر شاخ و ہر تھوڑی سا لک  
 دریاں اشفاقم کہ علم میں لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 لک لک لک لک لک لک لک لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا

بہارِ غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 ہر تر شاخ و ہر تھوڑی سا لک  
 دریاں اشفاقم کہ علم میں لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 لک لک لک لک لک لک لک لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا

بہارِ غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 ہر تر شاخ و ہر تھوڑی سا لک  
 دریاں اشفاقم کہ علم میں لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 لک لک لک لک لک لک لک لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا

بہارِ غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 ہر تر شاخ و ہر تھوڑی سا لک  
 دریاں اشفاقم کہ علم میں لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا  
 لک لک لک لک لک لک لک لک  
 غمِ شین کے ہر در پہ چھلکا

۱۲۱  
 بوی و خوش بوییدہ خوشحال  
 میں بھی تم بختا بھی جہ شباب  
 تہا ہے قصید کوئی سا قلم بھی ہوا  
 اُس نے کہا کہ ہاں مدد شاہ لاقت  
 وہاں پہنچا کہ ہاں اور میرا قلم  
 اسی ذرا قلم کی کہ تم میرا قلم

۱۲۲  
 گم جلاہ تشریف تہا وہ باغ  
 تشریف زاد راہ بوی شوق بہر  
 زرق الخلف کھنکھن نور کی ہوا  
 اور آج کے پرشیں کہ پڑا پڑا  
 زرق و کمر کہ پڑتا ہر مقام میں  
 یہ بہر پڑا کہ پڑا ہر مقام میں

۱۲۳  
 افقہ گھر سے خاک اور اتارو اچلا  
 غم فاقہ حسین کھاتا ہوا اچلا  
 داغ بکرا غم کھاتا ہوا اچلا  
 غم گم گم گم گم گم گم گم گم  
 جنت کی راہ کھنکھن خنکھن  
 محل حق میں رشتہ بوجھ رہا ہوا

۱۲۴  
 بوی بوی بوی بوی بوی بوی بوی  
 لاشہ بوی بوی بوی بوی بوی  
 کمر بوی بوی بوی بوی بوی  
 ہر روز بوی بوی بوی بوی بوی  
 حکم نہ چلاہ میں کمر بوی بوی





بہارِ شہزادہ ہوا کہ اب وہ جان کر گیا  
 اے چاہنے والا کہ شاہ نیک ذات  
 جا کر دیکھیں یہ تو بہت عجیب  
 اور اگر کہے کہ وہیں اس کی سبکدوش  
 ظاہر ہو گا کہ یہ تو فطرتِ جاہلہ  
 یہ توشت کی روح کو بھری لاکھوں

نکاح کی بات سے میرا نہ گلاب کی  
 چوہہ مگر تو نے کہ ان کے گلاب کی  
 پناہ بہت ہے تو گلاب کی  
 یا اب تاب تو نے تو گلاب کی  
 درخت سے ترے کہ لایا ہے تو  
 شمع بنی عیاں ہوئی تو چاند چاند

میرا تو شاہ چاہتا ہے کہ وہ جانے  
 جیسے دہن سے کہ تو چاہے  
 تو نے کہ تو بہت سے پیر کو چاہے  
 ظلمت سے ظلمت سے پیر کو چاہے  
 جتنی کہ کہ کہ کہ کہ پیر کو چاہے  
 میرا کہ سے سدا کی تو تریاں تو

نورِ نجف وہ شام ہے چلے پیر کو چاہے  
 زندان کی موت سے نہ دیکھ کہ پیر کو چاہے  
 تو نے کہ تو بہت سے پیر کو چاہے  
 تو نے کہ تو بہت سے پیر کو چاہے  
 تو نے کہ تو بہت سے پیر کو چاہے  
 اب تو تو تو تو تو تو تو تو تو تو

در بر جبهه علم شایان و صاحب  
 فوق اس از بهیچ پادشاه و شاه  
 بختی خوار نیستیم که فاقیت غایب  
 از کمزیری که از نهی و کای پادشاه  
 نماندیم بخیر و از دشمنان و حاکمان  
 پیرین بجز هم شاه زنده طاعت

۵  
 غرض خفیب تم پھری فوج ادا  
 بہادر و شہید بہادر و بہادر  
 اک بہادر و بہادر و بہادر  
 اور اگر دیکھو کہ یہ بہادر  
 اور اگر دیکھو کہ یہ بہادر

[illegible]

حق تعالیٰ کی عزت کی بات ہے  
 حق تعالیٰ کی عزت کی بات ہے  
 حق تعالیٰ کی عزت کی بات ہے  
 حق تعالیٰ کی عزت کی بات ہے  
 حق تعالیٰ کی عزت کی بات ہے

حط  
 ہوں کہ تیرے لئے صاف کر دیا  
 رواں کو نہ بھینگی لالہ کو نہ جام  
 پیرا کہ غم و رنج سے کھانا ہو احرام  
 تیرے ٹھکانے رکھ دیا دیر کی کلام  
 شادیاں لگے سب کے بچے کھانا  
 ساری دکان کم سب تیری کے لئے حط

۷۶

حط  
 ہوں کہ تیرے لئے صاف کر دیا  
 رواں کو نہ بھینگی لالہ کو نہ جام  
 پیرا کہ غم و رنج سے کھانا ہو احرام  
 تیرے ٹھکانے رکھ دیا دیر کی کلام  
 شادیاں لگے سب کے بچے کھانا  
 ساری دکان کم سب تیری کے لئے حط

حط  
 ہوں کہ تیرے لئے صاف کر دیا  
 رواں کو نہ بھینگی لالہ کو نہ جام  
 پیرا کہ غم و رنج سے کھانا ہو احرام  
 تیرے ٹھکانے رکھ دیا دیر کی کلام  
 شادیاں لگے سب کے بچے کھانا  
 ساری دکان کم سب تیری کے لئے حط

حط  
 ہوں کہ تیرے لئے صاف کر دیا  
 رواں کو نہ بھینگی لالہ کو نہ جام  
 پیرا کہ غم و رنج سے کھانا ہو احرام  
 تیرے ٹھکانے رکھ دیا دیر کی کلام  
 شادیاں لگے سب کے بچے کھانا  
 ساری دکان کم سب تیری کے لئے حط



۱۰۰  
 یہ ہے کہ جان غناں سے کی گئی  
 روح الایں کی خدمت میں سے کی گئی  
 یہ ہے کہ نہ زمین نہ آسمان سے کی گئی  
 یہ ہے کہ نہ آسمان نہ زمین سے کی گئی  
 یہ ہے کہ نہ زمین نہ آسمان سے کی گئی  
 یہ ہے کہ نہ آسمان نہ زمین سے کی گئی  
 یہ ہے کہ نہ زمین نہ آسمان سے کی گئی  
 یہ ہے کہ نہ آسمان نہ زمین سے کی گئی

۱۰۱  
 یہ ہے کہ اور زمین بڑھا کر کیا سوال  
 الغفرین نہ جاتی تھی اس کا حال  
 یہ ہے کہ شوق و دیریں اب مقبرہ حال  
 یہ ہے کہ زمینیاں یہ تھیں سارا متاع حال  
 یہ ہے کہ اس کی قوم و زمانہ اب  
 یہ ہے کہ یہ بات ہماری قوم و زمانہ اب

۱۰۲  
 یہ ہے کہ نین پرستے مال  
 اس کی آبرو کی کمی کا خیال  
 یہ ہے کہ تجھ میں شوق ہوا اس کا کلام  
 یہ ہے کہ اس کی پیروی اور ایمان  
 یہ ہے کہ جب اس کی گمراہی ہو تو دنیا  
 یہ ہے کہ یہ بات ہمیں سچ ہے اس کا خیال

۱۰۳  
 یہ ہے کہ شہدائے کرام کو فرست  
 انہوں میں جانوں کی بخشش کی گئی  
 یہ ہے کہ شہدائے کرام کی فدا  
 اس نے کیا قبول کیا ہے ذی شرف  
 یہ ہے کہ ان کی جنت جو پیرا ہو گی  
 اس کے لئے میں اس کے دیندار ہو گی



۴۴۲

وہ بولی آہ کیا کروں صد دم سے جان پر  
حاجی ابو یوسف نے بھی اس بات کو اپنے  
میں کی کوئی چھپتی ہے آسمان پر  
شمال کو لکھیں بس جو غم زبان پر  
جو بچوں نے بھل کر کیا غلط  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب

۴۴۳

میں نے سب نبی اور ان کے سر میں  
قہر کی کوئی بڑی بڑی نہیں  
مردار ادا کی مرید بھلا نہیں  
مردار کی سب فتنہ نام کا نہیں  
شاہ شمس تو نہیں ہے نہ  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب

۴۴۴

میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب

۴۴۵

میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب  
میں نے تجھ کو الیہ تم دو تائب

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله الطيبين  
الطاهرين

وآلهم الصلوة والسلام  
على سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين  
الذين هم خير البرية  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين

والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين  
الذين هم خير البرية  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين

والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين  
الذين هم خير البرية  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين







عالم

و بوی حق تعالی خالصه و زلال است  
و چون در تیرید این عالم حسی  
و چون در آن رفته و غافل  
و چون در آن رفته و غافل  
و چون در آن رفته و غافل  
و چون در آن رفته و غافل  
و چون در آن رفته و غافل  
و چون در آن رفته و غافل

ناله

بر کربان که در دلم  
بچه می رسد به هر که  
نام آن که در دلم  
اعتراف می کند به هر که  
که در دلم  
است به هر که  
است به هر که  
است به هر که

ناله

و این چه درد است که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم

ناله

که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم  
که در دلم

۱۳۳۱  
مردن میں ہو ان سب کو اکٹھا  
کرنی چاہیے اس کی کجی تو اس  
کے بول کی ہے اس کی کجی تو اس  
کے بول کی ہے اس کی کجی تو اس  
کے بول کی ہے اس کی کجی تو اس

۱۳۳۲  
سب کو اکٹھا کر دینا تو اس  
سینچن کا چاہیے سینچن تو اس  
شیخ کو اس سے پہلے تو اس  
ادب کو اس سے پہلے تو اس  
ادب کو اس سے پہلے تو اس  
ادب کو اس سے پہلے تو اس

۱۳۳۳  
جس کو پہچانوں کہ وہ شرمناک  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
تاریخ پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے

۱۳۳۴  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے  
پہلے پہلے پہلے پہلے پہلے

۱۱۱  
 اس زور غور سے کیا تم تھیں کا  
 ساقوں میں زین کے غولت پر پا  
 کو از بند ہو گئی اور دم اور دلیکا  
 کو گریں کہہ گئی موتی و انوار  
 دل پر جو جان پیوستہ ہو اس  
 کہ ہمیں کہہ چاہوں کہ کہہ چاہوں

۱۱۲  
 قورساروں ہوئی اس سرور کو پا  
 گیسو پہ بند کر کے شاہ نامہ  
 سالانہ تہنیت میں بند ہوا دعا  
 دیوں کہ تم پہ جو طعنت ہو گیا  
 چلیں پر ہونے کا نشان ہو گیا  
 بہت خوش کنی جو پیش رو تھیں

۱۱۳  
 قورس کو اس گھڑی میں اعراس ہو گیا  
 ہاں خاں ملک حق کی خبر جاتے ہو گیا  
 احسان ایک ایک کا ایک بہت خوب  
 چھوٹا بہار ہے جو گشت کا انبار  
 انجمن کا ہے جس کی بات نہ ہو گیا  
 یہ قافو چاہو تو اس میں ہر گز

۱۱۴  
 قورس غلام نہیں کہے کہ مرزا ہے  
 چو کا زلال شیشہ افضل کہ مرزا  
 اتنے میں چو تک اٹھا وہ نہیں ہو  
 بہار و حسن اس کے کہ نہ ہو گیا  
 ہاتھ پہ لے لے وہ کہ اور دیا  
 پیچھے طوارق کی طرح کہ مرزا ہے



۱۵  
 کہتا تھا کہ مرگتے ہو تو میری قبر پر نہ لکھو  
 میرا نام نہ لکھو بلکہ یہ لکھ دو کہ یہاں  
 ایک مسکین کا گھر ہے جس نے اپنے مال و  
 جان کو اللہ کے راستے میں قربان کر دیا

اے اے مجاہدین کی یہ بات ہے کہ اگر حسین  
 کو کھول دینا کہ اگر ایسا نہ ہو حسین  
 اور یہ پانچ نہ ہو اہم حسین  
 محمد کی لاش دیکھ کر کو حسین  
 نہ ہو نہ یہ کہ یہ کو حسین

پہلانی آیت فاتحہ میں ان میں سے  
بیچان ان کے راست جان میں  
مظہر کے پہنچان میں  
کھان کے راست میں  
پہنچان کے راست میں  
کھان کے راست میں  
پہنچان کے راست میں  
کھان کے راست میں

[illegible]









CALL No { ۸۹۱۵۲۳۱ } ACC No ۷۶۸ ۴  
 AUTHOR ۷۶۸ ۴  
 TITLE ۷۶۸ ۴

T 220104

۸۹۱۵۲۳۱

۱۲۵۱۲۷

۷۶۸ ۴

۷۶۸ ۴

Date	No	Date	No
T 220104	726K		
T 100905	1114		



# MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

## RULES —

- The Book must be returned on the date stamped above
- A fine of Rs. 1-00 per volume per day shall be charged for text books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due

